سلسلہ تصوف نمبر ۱۴

اردو ترجمہ کتاب

عین الفقر

تصنیف لطیف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان غوثیہ و فخر خاندان عاشقان آستانہ قادریہ

عالیہ عالیجناب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

سے

مالک و ایڈیٹر

ملک چنن الدین خلف الرشید ملک فضل الدین ککے زئی مجددی نقشبندی تاجر کتب

کوچہ ککے زیاں ---- بازار کشمیری

بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر نہایت صحت سے چھپوایا

ted at Photo Art Press, Lahore. Design Reg

سلسلۂ تصنیف نمبر (۱۴)

اردو ترجمۂ کتاب

عین الفقر

از تصنیف لطیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سلطان العاشقین سرتاج مشتاقان غوثیہ وفخر عاشقان آستانۂ قادریہ حضرت سلطان باھوؒ قدس سرہ العزیز

مترجمہ

جناب مولوی محمد عبدالستار صاحب ٹونکی

جسے

اللہ والے کی قومی دکان مالک

ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی نقشبندی مجددی تاجر کتب قومی
منزل نقشبندیہ کوچہ ککے زیاں بازار کشمیری لاہور نے

گیلانی پریس لاہور میں ...

تصوف کی سرمایہ رحمت و فیض بے نظیر کتابوں کا لاجواب سلسلہ

عین الفقر

یہ کتاب پُر از اسرار الٰہی عاشقوں کی جان سالکوں کی ایمان حضرت سلطان باھُو قادری قدس اللہ سرہٗ کی اعلیٰ تصنیفات سے ہے اِس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں اُن کا فرض ہے کہ اِس روپیہ کو خرید فرما دیں یہ کتاب نہایت عمدہ خوشخط اُردو میں ترجمہ ہو کر چھپ گئی ہے۔ قیمت ــــــــ عہ ۱/۴

مجالسۃ النبی

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہے جس کا نہایت سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے اِس میں حضرت نے نہایت عمدگی سے بعض مسائل تصوف کو بیان فرما کر طالبانِ خدا اور عاشقانِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیئے ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ نہایت خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر چھپ کر تیار ہے۔ قیمت ــــــــ ۲/-

حجت الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصنیف سے ہے جس کا نہایت عمدہ اُردو ترجمہ فارسی سے طالبان مولا کی خاطر کیا گیا ہے قابل دید و نایاب کتاب ہے۔ قیمت ــــ ۳/

گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصنیف سے ہے جس کا نہایت عمدہ اردو ترجمہ کیا گیا ہے اِس میں بھی حضرت نے طالبان مولا پر ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ قیمت ــــــ ۲/-

عین الفقر

10911

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

تمام محامد پروردگارِ عالم کو زیبا و لائق ہیں۔ جس کی ذات کو ہمیشگی ہے۔ اور جس کی شان زندے کو مُردے سے اور مُردے کو زندے سے نکالنا ہے یُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ اور کوئی چیز بھی جس کی مثل نہیں اور وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (ط کوئی چیز بھی اُس جیسی نہیں اور وہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے) +

نعت

درود نا محدود سید السادات پر جنہیں کل مخلوقات پر شرف ہے۔ اور جو ہدایت اور دینِ حق کے اُولوالعزم رسول ہیں۔ اور جن کی شان میں خداوند کریم نے فرمایا ہے (حدیث قدسی) لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ (یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم نہ ہوتے تو ہم زمین و آسمان کبھی نہ بناتے)۔ اور جن کی شان میں اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ط

ان کا نام ہے ۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ‫+‬

سببِ تالیف و نامِ کتاب

مخفی نہ رہے ۔ کہ مَیں نے اس کتاب کو جس کا نام عَینُ الفقر ہے ۔ اس لئے لکھا کہ طالبانِ خدا و فقیرانِ فنافی اللہ کو ہر مقام میں خواہ مبتدی و متوسط ہوں یا منتہی فائدہ دے اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھے ۔ اور اسرار مشاہدات و تجلیاتِ انوارِ توحید عین ذات پر انہیں علم الیقین[1] عین الیقین حق الیقین حاصل ہو اور اس پر انہیں ثابت قدم رکھے ۔ اور اس کی محبت کا جوش دے جیسا کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (میں ایک چھپا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں اس لئے مخلوقات کو پیدا کیا حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے اور تا کہ وہ لوگ یعنی طالبانِ خدا و فقیرانِ فنافی اللہ استدراج و بدعت میں نہ پڑ جائیں ۔ اور شریعت کی تکذیب اور اُس کی مخالفت کر کے اس آیت کے مستحق نہ بن جائیں ۔ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (جن لوگوں نے جھٹلائی ہماری نشانیاں انہیں ہم تدریج پکڑیں گے ۔ جہاں سے وہ بےخبر ہونگے بیشک ہمارا پیچ بہت زبردست ہے) چنانچہ کُلُّ طَرِیْقَۃٍ رَدَّتْھَا الشَّرِیْعَۃُ فَھِیَ زَنْدِیْقَۃٌ (جس طریقہ کو شریعت نے رَد اور ناپسند کیا اس پر چلنا بے دینوں کا کام ہے) وارد ہوا ہے اور تا کہ وہ لوگ راہِ شیطانی اور ہوائے نفسانی سے خبردار رہیں اور جان لیں کہ دنیائے دوں اُن کی رہزن ہے ۔ جیسا کہ مَنْ طَلَبَ شَیْئًا فَلَا تَجِدُ لَہٗ خَیْرًا وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ (جو شخص کسی غیر شے کو طلب کرے تو اس میں تم بھلائی پاؤ گے اور جس نے طلب کیا اللہ تعالیٰ کو اس کے لئے سب کچھ موجود ہے) فرمایا ہے ۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حصول تعلیم سلوک اور مراتب ظاہر و باطن کو طے کرنا فقیر کا مقصود اور فقر ذاتی الی اللہ مطلوب ہے ۔ اور فقر طالبِ دنیا مردود ہے ۔

پیکرِ منؒ ز توحید شد توحید در توحید
عین ازاں توحید مطلق ماسوئے اللہ دیگر ندید

سلہ جس چیز کو دلیل سے پہچانتے ہو ... الیقین کہتے ہیں ا جیسے مخلوقات کو دیکھ کر خالق کو جاننا ۔ اور جس چیز کو مشاہدے
حاصل کرتے ہیں اُسے ... ذات کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ بلکہ اُن کے
لئے ... تے ہیں ۔ جیسے مشاہدہ تجلیات انوار سے
لقہ ... توحید کے سبب سے خدا تعالیٰ کے سوا کچھ نہ دیکھا ۔

برو۵۱ بالا عرش و کرسی با شریعت شاہراہ
ہر مقامش خوش بدیدم سِرِّ وحدت از اِلٰہ
از حرف۵۲ توحید بینی و از سطر توحید بیں
باش دائم در مطالعہ تا شوی حق الیقین

پس چاہئے کہ غرقِ توحید ہو کر حق الیقین حاصل کرے۔ تاکہ توحید کے آغاز نمودار ہوں۔ دیکھو اَلْاِنَاءُ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ (برتن میں سے وہی رِستا ہے جو اُس میں ہو) جب برتن میں کچھ ہوگا ہی نہیں تو وہ رِسیگا کیا خاک۔ مگر یاد رہے اور سالکانِ طریقت خبردار ہو جائیں کہ خدا تعالےٰ مکان و زمان سے مُنزّہ ہے۔ نہ وہ مشرق و مغرب میں ہے نہ جنوب و شمال میں نہ تحت۵۳ و فوق میں۔ نہ چاند اور سورج میں۔ نہ آب و گِل میں۔ نہ خاک و آتش میں۔ نہ وہ کسی کی قیل و قال میں اور نہ انسان کے خط و خال وصورتِ جمال میں۔ نہ وِرد و وظائف میں۔ نہ تقویٰ و پارسائی میں نہ گداگروں کی گدڑی اور کسی کے لب بستہ میں ہے بلکہ وہ ان سب سے پاک و منزّہ ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (اُس جیسی کوئی بھی شئے نہیں اور وہ سب کی سُنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے) چونکہ بعض لوگوں کو اُس میں دھوکا ہو کر اُس سے غلطی واقعہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے لئے مکان و زمان ٹھیرا دیتے ہیں۔ اس لئے سُلطان باہو علیہ الرحمۃ نے جنوب و شمال وغیرہ اکثر چیزوں کے نام لیکر بتا دیا۔ کہ خدا تعالےٰ ان چیزوں میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ ان سب سے پاک و مُنزّہ ہے مگر یاد رکھو کہ اس کا راز صاحبدل کے سینہ میں ہوتا ہے۔ جو کوشش کرتا ہے وہ پاتا ہے (جوئندہ یابندہ) ورنہ جان لو کہ خدا تعالےٰ سب سے بے نیاز ہے ؎

اے۵۴ سِرّ تو در سینہ ہر صاحب راز ۔۔۔ پیوستہ درِ رحمتِ تو بر ہمہ باز
ہر کس۵۵ کہ بدرگاہِ تو آید بہ نیاز ۔۔۔ محروم ز درگاہِ تو کے گردد باز

پس توحید کا دریا مومن کے دل میں سکونت رکھتا ہے۔ طالب اللہ کو چاہئے۔ کہ اوّل مرشد کامل

---

۵۱ مجھے یہ بیرا و جود توحید مطلق کے سبب سے عرش و کرسی تک شریعت کی راہ لے گیا اور ہر مقام پر میں نے سِرّ وحدت کا اچھی طرح سے مشاہدہ کیا +

۵۲ اے فقیر و طالب خدا تعالےٰ کو توحید کے حرف و سطر سے دیکھ اور ہمیشہ اس کا مطالعہ کرتا رہ تاکہ تجھے حق الیقین حاصل ہو +

۵۳ تحت (نیچے)، فوق (اوپر) آب (پانی)، گِل (کیچڑ)، خاک (مٹی)، آتش (آگ)، قیل و قال (بول چال) لب بستہ (خاموش)

۵۴ اے وہ ذات جس کا راز ہر صاحب دل کے سینہ میں رہتا ہے۔ تیری رحمت کا دروازہ سب پر یکساں کُھلا ہوا ہے +

۵۵ جو شخص کہ تیری درگاہ میں عاجزی سے داخل ہوتا ہے۔ وہ شخص تیری درگاہ سے محروم نہیں جا سکتا +

کی طرف رجوع کرے جو اپنے سینہ کو اسرارِ توحید سے پُر کئے ہو۔ کیونکہ تصوّر اسم اللہ کی تاثیر اور اس کے ذکر سے فقرا کا وجود نور ہوتا ہے۔ اور جب کوئی شخص حامل راز ہو جاتا ہے۔ تو نعمت الٰہی سے کبھی محروم نہیں رہتا۔ ورنہ بدوں شیخ اور مرشد کامل کے نفس و شیطان اس پر غالب آتا ہے اور آخر کو وہ شخص مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ یَتَّخِذُہُ الشَّیْطَانُ (جس شخص کا کوئی مرشد و پیشوا نہ ہو اُسے شیطان پکڑ لیتا ہے اور اس کا پیشوا بنتا ہے) کا مصداق بن جاتا ہے۔ مگر ہاں مرشد کامل کی شناخت اور اس کی پہچان ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ ہر کسی کے ہاتھ پر بیعت[1] کرنے کو آمادہ ہو جائے۔

مُرشد کامل و مرشد ناقص

مرشد کامل کا یہ نشان ہے۔ کہ وہ دم زدن میں عالم روحانی کی سیر کرتا ہے اور مقام فنافی اللہ میں اُس پر استغراق کی حالت طاری ہوتی ہے اور اس کی مرشدی صرف ذکر لسانی تک ہی نہیں محدود ہوتی۔ کہ صرف زبان سے اللہ اللہ کہتا ہو۔ بلکہ اُس کی مرشدی دار الامن میں پہنچا دیتی اور اس سے بیعت کرنے والا وَ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا[2] کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اور یہ مرتبہ صرف جوانمردوں کو حاصل ہوتا اور انہیں کا حصّہ ہے۔ کیونکہ نفس و شیطان انسان کے دشمن اور رہزن ہیں۔ ان دونوں پر فتح ہو تو میدان محبت الٰہی ہاتھ آئے۔ اس لئے مرشد کامل یکبارگی نفس و شیطان کا سر اُڑا کر میدان جیت لیتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس کے محاربہ سے بخوف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ کرامت[3] و مقاومت سے استقامت[4] بہتر ہے۔ مرشد کامل کا یہ نشان ہے کہ وہ طالبوں کے لئے بیزار آفت ہو کیونکہ مرشد کامل صاحب استغراق ہوتا ہے اور ذکر اسم دوری میں جس کی وہ تلقین کرتا ہے بوجہ تعلق اسم کے مسمّٰے سے ہجر و فراق ہوتا ہے۔ پس

---

[1] اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نشاید داد دست
چونکہ بہت سے آدمی ابلیس کی صورت پر ہوتے ہیں اس لئے ہر کس و ناکس کو ہاتھ نہ دینا چاہیئے۔

[2] اللہ تعالےٰ نے خانہ کعبہ کے ذکر میں فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اس میں داخل ہو صاحب امن ہو جاتا ہے اسی طرح مرشد کامل کی بیعت میں امن حاصل ہوتی ہے اور وہ صاحب امن ہو کر اس آیت کا مصداق ہو سکتا ہے۔

[3] جو خلاف عادت کام کہ بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہو اگر اولیا اللہ سے ان کا ظہور ہو تو اُسے کرامت کہتے ہیں اور اگر کافر سے ظہور پائے تو اُسے استدراج کہتے ہیں۔ اور چونکہ کرامت میں نفس کا شائبہ ہونا ممکن ہے اس لئے استقامت کو کرامت پر فضیلت ہے۔

[4] استقامت راستروی کو کہتے ہیں اور مراد یہ ہے کہ طریقہ کجروی سے بچا رہے اور نفس و شیطان کا شائبہ اپنے اوپر مطلق نہ آئے اور استقامت سے مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔

مرشد کامل و مکمل وہی ہے جو ماسوائے اللہ سے کھینچے۔ اور اس کی تاثیر کے باعث دنیائے دوں سے ہاتھ دھونا اور ریاضت شاقہ اُٹھانا پڑے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سب سے بزرگی خدائے تعالےٰ کے نزدیک اُسی کو ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے) اس راہ میں ریاضت درکار ہے نہ گفت و شنید اور وعظ و پند کیونکہ بدوں عمل کے نصیحت کا اثر مطلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے نفسوں کو بھولے بیٹھے ہو حالانکہ تم خدا کی کتاب بھی پڑھتے ہو کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں) اور مرشد کامل و واصل کی ایک نظر بھی ہزار سال کی عبادت سے زیادہ فضیلت اور علم رسمی سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔ کیونکہ اس میں سراسر قیل و قال اور اُس کی نظر ہمہ تن وصال ہے۔ مرشد کامل و مکمل طالب کے لئے ریاضت کا دروازہ کھول دیتا اور ذکر اللہ و زہد و تقویٰ میں مشغول کر دیتا ہے۔ صاحبِ تاثیر کی نظر نفس کی تربیت کرتی ہے اور اُسے طمع دنیا اور ہوا و ہوس سے فارغ اور رازق حقیقی کی طرف مائل کر دیتی اور مقرب الی اللہ بنا دیتی ہے ایسے فقرا کا دونو جہان میں حصہ ہے۔ مگر بعض فقیر محض خلق اللہ کو دام تزویر میں لانے کے لئے شب و روز ذکر اللہ زبان پر جاری رکھتے ہیں۔ اور درحقیقت طالب دنیا اور ہوا و ہوس کے قیدی اور درم و دینار کے بندے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان دونو میں تمیز کرنا اور انہیں داد و ستد سے پہچاننا ضرور ہے۔ فقیر کامل دنیا کا ذکر حقارت سے کرتا ہے۔ کیونکہ دنیاوی ذکر سے دل پر کدورت پیدا ہوتی ہے۔ اور طالب دنیا اس کا ذکر خلوص دل سے کرتا ہے۔ اور محبت دنیا اس کے دل میں مستحکم ہو جاتی ہے۔ اور تھوڑی سی مدت میں بدوں ذکر و فکر زہد و تقوےٰ اور مقام فنا فی اللہ میں استغراق کا دعوےٰ کرتا ہے اور مشقت سالہا سال کو لغو جانتا ہے اور حقیقت حال سے ناواقف رہتا ہے۔ بیت

اسم و جسم و یک شدہ پاک شود[1] — آنچہ بود ست نہاں ہیچ نمود

بلکہ اس مقام پر ذ ماسوائے اللہ حرام ہو جاتا ہے۔ بیت

چناں کن اسم را در جسم پنہاں[2] — کہ مے گردد الف در بسم پنہاں

---

[1] ذاکر اللہ یہ ہے کہ کثرت ذکر سے اسم اور جسم ایک ہو جاتے اور جو کچھ پنہاں تھا ظاہر ہو نکلا اور الست بربکم کا معنٰی ہو جائے
[2] اور کثرت ذکر سے اسم کو جسم میں اس طرح پنہاں کر دیا جائے جس طرح بسم اللہ کا الف چھپ گیا ہے یعنی ظاہر کا وجود دنیا میں تو جسم ہو مگر درحقیقت وہ ذکر ہی ذکر ہو اور جس طرح بسم اللہ میں (ب) الف کا حجاب ہے اسی طرح جسم ذکر اللہ کا حجاب ہو۔

طالب اللہ اسم کو جامہ کی طرح پہنتا ہے گویا کہ وہ جان ہے اور اُس کی زندگی میں ہُو کا نشان ہے ذات کا ذات سے اور صفات کا صفات سے جیسا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ (جس نے اپنے نفس کی حقیقت جانی اُس نے اپنے رب کو پہچانا) وارد ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہردم اُس کی یاد میں رہنا اور توحید میں مستغرق ہونا چاہئے۔ بیت

لہ پس از سی سال ایں معنی محقق شد بخاقانی
کہ یک دم با خدا بودن بہ از مُلکِ سلیمانی

جواب از باھُوؒ رحمۃ اللہ علیہ

سکہ بسے صد سالہا باید فنا فی اللہ شو و فانی
ولے نامحرم است آنجا غلط گفت است خاقانی

ایک سانس خدا کو یاد کرنا کیا معنی ایک سانس اُس کی یاد سے غافل رہنے کی بھی ممانعت ہے اور وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ فرمایا ہے۔ اور یاد رکھو کہ فقیر فنا فی اللہ صاحب حضور ہوتا ہے وحدانیت الٰہی میں غرق کرنا اور مجلس محمدی میں پہنچانا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ بلکہ آسان ہے۔ اور صرف ذکر و فکر اور زہد و تقوے سے یہ بات حاصل ہونا دشوار ہے۔ کیونکہ مرشد کامل و مکمل طالب اللہ کا ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود کو پہنچا سکتا ہے جس شخص کو یہ قدرت ہو اسے

لہ تیس سال کے بعد خاقانی کو معلوم ہوا کہ ایک دم بھر بھی خدا کے ساتھ مشغول ہونا ملک سلیمانی سے بہتر ہے +

سکہ اے باہُو اس بات کو صدیاں چاہئیں کہ فقیر مقام فنا فی اللہ میں فنا ہو جائے۔ مگر خاقانی اس راز سے نامحرم ہے تیس برس کے بعد ہی اس نے یہ کہدیا کہ ایک دم بھی خدائے تعالےٰ کے ساتھ مشغول رہنا ملک سلیمانی سے بہتر ہے۔ یہ مقام تو فنا فی اللہ میں حاصل ہوتا ہے۔ جس کے لئے بڑا زمانہ درکار ہے +

سہ اس آیت میں یہ قصہ مذکور ہے کہ یہودیوں نے آپ سے اصحاب کہف کا حال امتحاناً پوچھا کیونکہ یہ واقعہ کتب تاریخ میں نادرات سے مذکور تھا۔ آپ نے اس خیال سے کہ کل جبریل علیہ السلام آوینگے۔ تو ان سے پوچھ کر بتا دوں گا۔ انہیں جواب دیا۔ کہ کل بتاؤں گا۔ اور آپ ان شاء اللہ تعالےٰ کہنا بھول گئے۔ اسی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی نازل نہ ہوئی۔ اور آپ سخت غمگین ہوئے۔ آخر کو اٹھارہ روز کے بعد وحی آپ پر نازل ہوئی اور اصحاب کہف کا مفصل حال آپ کو بتایا گیا۔ آخر میں آپ کو اللہ تعالےٰ نے تاکید کی۔ کہ ایسا نہ کیا کرو۔ اور جب ان شاء اللہ تعالےٰ کہنا بھول جاؤ۔ تو جس وقت یاد آئے اسی وقت کہہ لیا کرو +

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ اور یاد کر اپنے رب کو جب تو اُسے بھول جایا کرے۔ یاد آتے ہی +

کامل و مکمل کہنا غلط ہے بلکہ وہ رہزن ہے اور رہزن زن کو کہتے ہیں۔ اور شیطان بھی زن کی صورت میں ہوتا ہے مگر اہل ہدایت پر اُسے قدرت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ آیا ہے پس ہزنوں کو چھوڑ کر جوانمردوں کا ہاتھ پکڑ کر جوانمردی حاصل کرنا چاہئے۔ بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

دست مردے گیر تا مردے شوی جز بمرداں نیست راہِ رہبری

مگر شرط یہ ہے کہ طالب جو کچھ دیکھے بصیرت کی آنکھ سے دیکھے تاکہ اسم اللہ اُس کے لئے ہادی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کے لئے پیدا کیا ہے۔ شیطان لعین آپ کی اور اہل ہدایت کی صورت ہرگز نہیں ہو سکتا +

جنابِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ (شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ جس نے مجھے دیکھا اُس نے واقعی مجھے دیکھا) اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ (اور اے شیطان تجھے میرے بندوں پر کچھ قدرت نہ ہوگی) +

پس مرشد کامل و مکمل تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ طالب اللہ کی طرف نظر اور توجہ کرتا ہے۔ اس کا دل بیدار اور اس کی زبان پر ذکر اللہ یکسان جاری ہوتا ہے۔ ہمسائے اُسے دیوانہ جانتے ہیں اور مخلوق اُسے بیگانہ بتاتے ہیں۔ مگر خدائے تعالےٰ سے یگانہ ہوتا اور اس کی زبان پر یہ ترانہ رہتا ہے۔ بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

رد خلقیم ہر کہ پندارد رد خلق اوست والفقر لا یرد

اور ذکر اللہ کے سوا وہ کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْئٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ عَیْنٍ بیت

باہو ہر دو جہانش یاد نیاید ہر دو جہانش آزاد باید

اور وہ ظاہری نظر سے کچھ بھی دیکھے مگر ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ

؎ جوانمردوں کا ہاتھ پکڑ تا کہ تو بھی جوانمرد ہو جائے۔ کیونکہ جوانمردوں کے سوا رہبری ناممکن ہے +

؎ جو کوئی یہ جانے کہ ہم لوگ مخلوق کے رد کئے ہوئے ہیں سو وہی مخلوق سے رد کیا ہوا ہے۔ فقیر کسی سے رد نہیں ہوتا +

؎ یعنی طالبان اللہ کو ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے ایک دم بھر کو بھی تشفی نہیں ہوتی ؎

دیدۂ کو جمال دوست بدید تا بود زندہ مبتلا باشد

جس آنکھ نے جمال دوست دیکھ لیا جب تک وہ زندہ ہے اُسی کی مبتلا رہتی ہے +

؎ اے باہو فقیر کو دونوں جہان کی کچھ یاد نہیں رہتی۔ بلکہ دونوں جہان سے آزاد ہوتا ہے +

صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں معراج کے واقعہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی (نہیں بہکی نگاہ اور نہ وہ حد سے بڑھی)۔

سالک مجذوب و مجذوب سالک

سالک کی دو قسمیں ہیں سالک مجذوب و مجذوب سالک۔ فقیر ان دونوں سے جدا ہے بلکہ وہ ایک سالک لملائکی محبوب صاحب وہم و تصرف ہوتا ہے۔ جب سالک اس مرتبہ پر پہنچتا ہے۔ اس پر وحشت طاری ہوتی ہے حق مانوس اور غیر مانوس سے بیزار ہوتا ہے۔ شوق اشتیاق شب و روز سوزش و فراق دل سوز ہر وقت رہتا ہے۔ اور نفس ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "تا وقتیکہ اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی عورتوں کو بیوہ نہ کریگا۔ اور زمین پر کتوں کی طرح نہ لوٹیگا اور اپنے گھربار کو خدا کی راہ میں نہ دیدیگا۔ اور لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (تم بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے تاوقتیکہ تم جن چیزوں کو دوست رکھتے ہو خدائے تعالٰے کی راہ میں ان میں سے صرف نہ کردو) کو اپنا دستور العمل نہ بنائیگا ہرگز یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ کو دوست رکھتے ہیں) کا مصداق نہ ہوسکیگا۔

پس فقیر باھُوؒ کہتا ہے۔ کہ راہ فقر میں استقامت چاہئے۔ نہ ہوائے نفس کرامت۔ کیونکہ استقامت خاص مرتبہ ہے اور کرامت حیض و نفاس ہے۔ طالب اللہ کو حیض و نفاس سے کیا کام۔ بلکہ چاہئے کہ پہلے اپنے دل کو ہوا و ہوس سے پاک کرے بعد ازاں خدا تعالے کی درگاہ میں آئے۔ بیت

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را[1] ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

ورنہ ہوا و ہوس سے بھرا ہوا دل ایسا ہے۔ جیسے بیت الکلب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ الْكَلْبُ فکر اللہ گویا فرشتے اور نفس کتا ہے۔ جس دل میں محبت دنیا بھری ہو۔ اور وساوس شیطانی و خطرات نفسانی سے پُر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس دل پر رحمت کی نظر نہیں ڈالتا جس طرح کہ بیت الکلب میں فرشتے نہیں آتے۔ پھر وہ دل خدائے تعالے کی نظر رحمت نہ ہونے سے سیاہ ہو جاتا ہے اور

[1] خنجر تسلیم سے مرے ہوؤں کے لئے ہر زمانہ میں غیب سے نئی زندگی ملتی ہے خنجر تسلیم سے مراد عشق و محبت ہے۔

حرص و حسد کبر و غرور وغیرہ اس میں پیدا ہوتا ہے۔ حسد کی وجہ سے قابیل[1] نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور حرص نے آدم[2] علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دانہ گندم کھلوا کر بہشت سے نکلوایا۔ اور غرور نے ابلیس ملعون کو گروہ ملائکہ مقربین سے خارج کیا۔ بہر حال جب دل ہوا و ہوس کی جگہ ہو جاتا ہے۔ تو ہمیشہ حرص و حسد میں مغرور اور دنیا ے دوں پر فدا رہتا ہے۔ جیسا کہ حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ لَا يَسَعُ فِيْ قَلْبٍ كَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِيْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ (ایک دل میں دین و دنیا دونوں کی محبت نہیں آسکتی جس طرح ایک برتن میں آگ پانی جمع نہیں رہ سکتے) کسی نے خوب کہا ہے ؎

بر زباں[3] تسبیح و در دل گاؤ خر ۔۔۔ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

تا وقتیکہ دل صاف نہ ہو ذکر و تذکرہ کچھ نفع نہیں دیتا۔ اسی لئے فقیر تمام عالم سے مُنہ موڑ کر دونوں جہان کا تماشائی بنتا ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى[4] اور جو فقر کہ دنیا کا محتاج بنا دے۔ اور اس سے توجہ الی اللہ مطلق نہ ہو اُس فقر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور فرمایا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُكِبِّ[5] یا فقر مکب سے یہ مراد ہے کہ فقیر مال و دولت رکھتا ہو اور فرعون کی طرح خدائے تعالےٰ کو بھول جائے اور قارون کی طرح بخل اور نمرود کی طرح غرور کرے اور شداد کی طرح دنیا کو زینت دے۔ حالانکہ یہ مال و دولت اور عزت اُسے خداوند کریم نے عطا فرمائی تھی۔ پس چاہئے تھا کہ اس کی عبادت اور شکر گزاری کرتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ (ہم نے بنی آدم کو تمام مخلوقات پر عزت دی) ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی۔ مگر نہ اس لئے کہ وہ اپنے خالق کو بھول جائے۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (ہم نے جن اور انسان کو پیدا نہیں کیا مگر اس لئے کہ وہ ہماری معرفت

[1] ہابیل اور قابیل آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ دونوں نے خدا کی نیاز کی۔ قابیل نے مال ردی نیاز میں رکھا اور ہابیل نے بہتر سے بہتر بکری جو اس کے ریوڑ میں تھی۔ قابیل کی نیاز نامنظور ہوئی اور نامنظور ہونیکے قابل بھی تھی۔ اور ہابیل کی نیاز قبول ہوئی یعنی اسوقت کے دستور کے مطابق آسمان سے آگ آکر اُسکو جلا گئی۔ قابیل نے غصہ میں آکر مارے حسد کے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور اس کی لاش کو لادے لادے پھرا کیونکہ وہ پہلی موت تھی جو زمین پر واقع ہوئی۔ آخر کو اس نے کوّے سے دفن کرنا سیکھا اور اس کو اپنی حالت پر سخت رنج ہوا +

[2] حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوّا کو اللہ نے جنت میں رکھا اور کہدیا کہ تم دونو اس گندم کے درخت کے پاس نہ آنا اور باقی تمام تمام جگہ چلو پھرو کھاؤ پیو مگر شیطان نے ان دونوں کو بہکا کر گندم کا دانہ کھلوایا اور اس کے کھانے سے جنت کا لباس ان کے بدن سے جُدا ہوگیا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں جنت سے نکال کر زمین پر ڈال دیا +

[3] زبان پر تسبیح جاری ہے اور دل میں مکر و فریب جرات ایسی تسبیح کا کیا اثر ہوسکتا ہے +

[4] اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ کی شان میں فرمایا۔ نہیں بہکی نگاہ اور نہ حد سے بڑھی یعنی آپ نے معراج کے وقت خدا تعالےٰ کی بڑی نشانیں دیکھیں مگر باوجود اس کے آپ کو کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہ ہوئی جو خدائے تعالےٰ کی یاد سے آپ کو غافل کرسکتی۔ اس طرح فقیر اگرچہ تمام عالم کی سیر کرتا ہے مگر ذکر قلبی ہر وقت جاری رکھتا ہے +

[5] اے پروردگار ہم فقر مکب سے پناہ مانگتے ہیں فقر مکب کو تو نے ایسا بنایا کہ جھکانیوالا جیسا کہ گداگر ہر ایک کے سامنے جھک کر مانگتے ہیں یہ فقر نہیں ہے کیونکہ یہ دنیا میں رکھ کا محتاج رہے +

حاصل کرکے ہماری عبادت بلکہ اُسے تو چاہیئے کہ اپنے پروردگار کی شکرگزاری اور اُس کی اس درجہ عبادت کرتا اور معرفت حاصل کرنا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (اور عبادت کر اپنے رب کی یہاں تک کہ پہنچے تجھ کو موت)۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اِلَّا وَرَاَيْتُ اللّٰهَ فِيْهِ (میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا۔ مگر یہ کہ خدائے تعالےٰ کا جلال اُس میں دیکھا)۔

اور نیز خدائے تعالےٰ بندے کے ساتھ وہی گمان رکھتا ہے۔ جو گمان بندہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ رکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسولِ مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے (حدیث قدسی) اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ فَلْيَظُنَّ بِيْ مَا شَآءَ (میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جو اُس کا جی چاہے میرے ساتھ گمان رکھے)۔

پس جو شخص خدائے تعالےٰ کو یقیناً حاضر و ناظر جانتا ہے اُسے اللہ کے نور کی تجلی ہر چیز میں نظر آسکتی ہے اور جو شخص خدائے تعالےٰ کو اپنی ذات کی طرح معائنہ کرنا چاہے وہ شخص پہلے دل کی آنکھ پیدا کرے۔ پھر خدائے تعالےٰ کو اپنی ذات کی طرح معائنہ کرے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (اور تمہارے نفسوں میں ہے پھر کیا تم نہیں غور کرتے) پس جو شخص کہ معرفت نہیں رکھتا اگرچہ اس نے ہزاروں کتابیں کیوں نہ پڑھی ہوں مگر وہ ابھی سلوک سے ناواقف اور تصوف سے بےخبر ہے اور اس کی زبان زندہ اور دل مُردہ ہے ایسا صاحب علم جانور باربردار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ باوجودیکہ خدائے تعالےٰ گردن کی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ہم اپنے بندے سے اُس کی گردن کی شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہیں) جو شخص اپنی جان فروخت کر کے اسم اللہؔ خریدتا ہے وہ مشاہدہ انوار و تجلیات کی قابلیت رکھتا ہے ورنہ بندے اور ذاتِ الٰہی سے کیا نسبت؟ اسی لئے فرمایا ہے تَفَكَّرُوْا فِيْٓ اٰيَاتِهٖ وَلَا تَفَكَّرُوْا فِيْ ذَاتِهٖ (اس کی نشانیوں پر غور کرو اور اس کی ذات میں غور نہ کرو) ؎

زشہرگ خدا نزدیک چوں گوئند دُور ۔۔۔ تو از پس پردہ و مر ترا با او حضور[1]
وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ خدا[2] با تو ہمراہ و تو کور چشم از وگم راہ

---

[1] اللہ تعالےٰ گردن کی شاہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے پھر دور کیوں کہتے ہیں۔ تو پردہ میں پڑا ہوا ہے۔ مگر تجھے اس کے ساتھ حضور حاصل ہے۔ [2] یعنی خدا تعالےٰ تیرے ہمراہ ہے اور تو کورچشم اور اُس سے گمراہ ہے۔

مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی[1] +

علمِ دین و علمِ دُنیا

جو علم کہ محض دنیا کے واسطے اور صرف حصول معاش و روزی کے لئے پڑھایا جاتا ہے وہ علم زبان تک رہتا اور حرص و حسد اور کینہ و غرور اس سے پیدا ہوتا ہے علم وہ ہے جو سینہ میں ہو اور حق کی رہنمائی کرتا ہے اسی علم کے لئے فرمایا ہے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ[2] چاہئے کہ علم سے حق شناسی حاصل کرے۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف لَو لگائے۔ کیونکہ بجز ذات الٰہی کے کچھ نہ رہیگا اور یہ جو کچھ ہے سب فنا ہو جائیگا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (تمام چیزیں فانی ہیں اور صرف خدا کی ذات باقی رہیگی جو عزت اور بزرگی والا ہے) کا جلوہ نظر آئیگا پس چاہئے کہ معرفت الٰہی حاصل کرے اور حیوانیت کے دائرہ سے نکلکر انسانیت کے درجہ میں آئے جب اسم اللہ دل پر جم جائیگا۔ تو اس کی تجلی دل پر غالب اور سوزش اس میں پیدا ہو گی۔ اور دل زندہ اور نفس مردہ ہو جائیگا تَمُوْتُ النَّفْسُ وَیَحْیَی الْقَلْبُ (نفس مردہ اور دل زندہ ہو جاتا ہے) اور وحشت بھی پیدا ہو گی۔ جیسا کہ حضرت محی الدین ابن العربیؒ نے فرمایا ہے اَلْاُنْسُ بِاللّٰهِ وَالتَّوَحُّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰهِ (خدا سے اُنسیت اور غیروں سے وحشت و نفرت ہوتی ہے) ؎

اسم اللہ شد ہُویدا بر جبیں[3] ‏‏‏‏‏‏‏‏ برزخ فی اللہ برد حق الیقین

جیسا کہ اَلدُّنْیَا لَكُمْ وَالْعُقْبٰی لَكُمْ وَالْمَوْلٰی لِیْ (دنیا بھی تمہارے لئے ہے اور عقبےٰ بھی تمہارے واسطے ہے مجھے مولا بس ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور دوسری حدیث میں مَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَهُوَ اَرَادَ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَهُوَ اَرَادَ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَهُوَ اَرَادَ الْمَوْلٰی (جس نے دنیا کا ارادہ کیا اس کے لئے دنیا ہے اور جس نے عقبےٰ کا

---

[1] یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا وہ قیامت کے روز بھی اندھا رہیگا اور اندھے رہنے سے راہ حق نہ پا نامراد ہے اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جس کی آنکھیں دنیا میں دیدار الٰہی سے محروم رہیں بقیامت میں کس طرح اُسے دیکھ سکینگی۔ اور صوفی صافی اس کا یہی مطلب لیتا ہے ؎ ہر کہ اینجا نہ دید محروم است + در قیامت ز لذت دیدار

[2] یعنی اے ہمارے پیغمبر کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھولدیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے اُمّی کہا ہے یعنی آپ کچھ پڑھے لکھے نہ تھے چنانچہ جب پہلی دفعہ جبریل علیہ السلام وحی لیکر آئے اور اُنہوں نے آپ سے کہا پڑھو تو آپ نے فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تو حضرت جبریلؑ نے تین دفعہ آپ کے سینہ کو دبوچا تو آپ جو کچھ وہ لائے تھے پڑھنے لگے۔ شرح صدری سے یہی مراد ہے۔

[3] اسم اللہ میری پیشانی پر ظاہر ہو گیا ہے اور برزخ اسم اللہ سے مجھے حق الیقین تک لے گیا ہے۔ دو چیزوں کے درمیان میں جو چیز حائل ہوتی ہے اُسے برزخ کہتے ہیں اور طالب کے لئے اسم مسمّٰی کا حائل ہوتا ہے اسی لئے اسم اللہ کو برزخ کہتے ہیں +

ارادہ کیا ہے اُس کے لئے عقبٰے ہے اور جس نے مولا کا ارادہ کیا اُس کے لئے مولا ہے) وارد ہوا ہے ؎[۱]

از دل بیروں کشم غم دنیا و آخرت یا خانہ جائے رخت باشد یا جمال دوست

اور اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَا سِوَی الْمَحْبُوْبِ (عشق وہ آگ ہے جو ماسوائے المحبوب کو خاک کر دیتی ہے) اور ہمہ اوست در مغز و پوست صادق آئیگا اور ہر دم زبان سے اللہ نکلیگا اس مقام پر فقیر کو فخر حاصل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فَافْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ اَعْمَالِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ (فقر میرا فخر ہے اور میں اپنے فقر سے تمام انبیاؑ اور رسولوں کے اعمال پر فخر کروں گا) +

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرا فخر ہے اور وہ مجھ سے ہے) +

تیسری حدیث میں آیا ہے۔ حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنَ (فقرا سے دوستی رکھنا انبیا اور رسولوں کے اخلاق سے ہے اور اُن سے بغض رکھنا فرعون کی خصلتوں سے ہے) +

اسی طرح مَنْ نَظَرَ اِلٰی فَقِیْرٍ یَسْمَعُ کَلَامَہٗ یَحْشُرُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ (جو شخص کسی فقیر کو دیکھے اُس کی بات سنے۔ خدا اس کا حشر انبیا اور رسولوں کے ساتھ کریگا) آیا ہے اور اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (میں اس کا جلیس ہوتا ہوں۔ جو مجھے ذکر کرے) حدیث قدسی میں فرمایا ہے +

ذکرِ سرّی کا بیان اور اُس کی فضیلت

فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور ایک دم خدا تعالیٰ کا نام لینا اور اُس کی یاد میں رہنا ہزار سال کے ثواب سے افضل ہے۔ کیونکہ فقہ کا پڑھنا اور تلاوت قرآن کرنا عبادت ظاہری ہے۔ جس کی قضا بھی ممکن ہے۔ اور گذرے ہوئے وقت کی قضا ناممکن ہے۔ اور اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَاتٌ وَکُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ مَیِّتٌ (انسان کی سانسیں گنتی کی ہوتی ہے۔ اور جو سانس بدوں ذکر اللہ کے نکلے وہ مردہ

---

[۱] میں نے اپنے دل سے غم دنیا و آخرت نکال ڈالا۔ کیونکہ مکان اسباب کی جگہ ہوتی ہے یا جمال دوست کی یعنی جس طرح مکان یا مال و اسباب کی جگہ یا آرائش کا کمرہ ہو سکتا۔ اسی طرح دل کا حال ہے۔ اگر اس میں دنیا و آخرت کا غم ہے تو وہ اسباب کا کوٹھا ہے اور اگر اس میں غم مولا ہے۔ تو وہ آرائش کا کمرہ ہے +

ہے) وارد ہوا ہے ؎

نگہ دار دم را کہ عالم دے است | دمے پیش دانا بازعالمے است
مکن عمر ضائع بافسوس و حیف | کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

پھر جب کہ موت سر پر ہے تو ماسوے اللہ کی طلب گمراہی وضلالت ہے۔ مَنْ طَلَبَ الْخَیْرَ طَلَبَ اللّٰہَ (جسے بھلائی کی خواہش ہے وہ خدائے تعالیٰ کی طلب کرے) اور ذکر الخیر ذکر اللہ آیا ہے اور وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (تم لے پیغمبر ہرگز اُن کی پیروی نہ کرنا جن کے دلوں نے ہم سے غفلت کی۔ اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور اُن کا حال حد سے بڑھ گیا) فرمایا ہے۔

حدیث قدسی۔ مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشَقَنِیْ وَمَنْ عَشَقَنِیْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَیَّ دِیَتُهٗ فَاَنَا دِیَتُهٗ (جو مجھے طلب کرتا ہے وہ مجھے پالیتا ہے۔ اور جس نے مجھے پایا۔ اُس نے میری معرفت حاصل کی اور جس نے میری معرفت حاصل کی اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا وہ میرے عشق میں محو ہوا اور جو میرے عشق میں محو ہوا۔ گویا میں نے اُسے قتل کیا۔ اور جسے میں نے قتل کیا اسکی دیت میرے ذمہ ہے اور میں ہی اس کی دیت ہوں) پس جو شخص خدائے تعالیٰ کی طلب میں کوشش کرتا ہے اُسے پالیتا ہے جیسا کہ مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ (جو شخص کسی چیز کیلئے جدوجہد کرتا ہے وہ اُسے پالیتا ہے)

مقامِ انا

حدیث قدسی۔ اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ مُضْغَةً وَمُضْغَةٌ فِیْ فُؤَادٍ وَفُؤَادٌ فِیْ قَلْبٍ وَقَلْبٌ فِی الرُّوْحِ وَالرُّوْحُ فِی السِّرِّ وَالسِّرُّ فِیْ خَفِیٍّ وَالْخَفِیُّ فِیْ اَنَا (انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے اور وہ ٹکڑا فواد میں ہے اور وہ فواد قلب میں ہے اور قلب روح میں ہے اور روح سِرّ میں ہے اور سر خفی میں ہے اور خفی انا میں) اس حدیث میں قلب کے مقامات ذکر بیان کئے گئے۔ جب فقیر فنا فی اللہ اس مقام میں پہنچتا ہے شکر اس پر غالب ہوتا ہے اور نور توحید تین مقامات پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اوّل پیشانی۔ دوم چشم۔ سوم قلب اگر ان تینوں مقامات سے عبادت ظاہر ہوتی ہے تو

لے دیکھ اپنی سانس کی حفاظت کر یہ سارا جہان گویا ایک سانس ہے اور ایک سانس ہوشیار کے نزدیک تمام جہان سے بہتر ہے۔ دنیا کی رنج وحسرت میں اپنی عمر ضائع نہ کر۔ اور فرصت نہایت عزیز ہے مگر وقت کی تلوار اُسے کاٹ رہی ہے۔

فقیر صاحب معرفت ہوتا ہے ورنہ نور سلب ہو جاتا ہے عبادتِ پیشانی سجدے پر قائم رہنا اور عبادتِ چشم شریعت پر نظر رکھنا اور عبادتِ قلب تصدیق اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم رہنا +

اور مقام آنا دو طرح پر ہے ایک قُم بِاِذْنِ اللّٰہ اور دوسرا قُم بِاِذْنِی۔ جیسا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حالت سُکر میں سُبْحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی کہتے تھے۔ اور منصور حلاج[1] رحمۃ اللہ علیہ انا الحق کہتے تھے۔ انا سِرِّ خفی ہے جو اسے فاش کرتا ہے سر ستر کو پہنچتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے تو آپ سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ (پاک ہے تیری ذات ہم سے تیری معرفت کا حق ابھی ادا نہیں ہوا) فرماتے۔ معلوم ہوا ابھی اور آگے بڑھنا ہے پس مقام خفی میں پہنچنا چاہیئے۔ جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۃ (بیشک اولیا اللہ پر کوئی رنج و خوف نہیں ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے) اور یہ فقر فخر محمدی ہے جیسا کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم تمام اُمتوں سے بہتر ہو جو پیدا کی گئیں) اور قُم بِاِذْنِی مرتبہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کا ہے۔ کیونکہ ان کی توحید مرتبہ لسانی پر تھی۔ اور اُمت محمدی سر سے پیر تک توحید میں غرق ہے۔ اور وہ نہ خدا ہے اور نہ خدا سے جدا ہے جیسے آگ اور چنگاری اور جیسے نمک اور طعام ع

ہر چہ در کانِ نمک رفت و نمک شد

اور جیسے آب اور شیر یہی حال وحدت اور فقیر کا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لِی مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِیْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ (مجھے خدا تعالٰے کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اُس وقت نہ مجھے کسی فرشتے کا خیال ہو سکتا ہے اور نہ کسی نبی مرسل کا دھیان آ سکتا ہے) اور جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (اے پیغمبر ہم نے تمہیں فتح دی فتح ظاہر[2] تا کہ اللہ تعالٰے معاف کر دے تمہارے اگلے پچھلے گناہ) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے آپ نے بہت

[1] کہتے ہیں کہ ایک دُھنئے کی دُکان پر بیٹھا کرتے تھے ایک روز اُسے اُنھوں نے اپنے کام کے لئے کہیں بھیجنا چاہا اس نے انکار کیا کہ مجھے فرصت نہیں انھوں نے کہا جا تیرا کام کرتا ہوں وہ چلا گیا اور جب واپس آیا تو دیکھا کہ تمام روئی اُسکی دُھنی پڑی ہے اور اس روز سے یہ حلاج مشہور ہوئے۔ حلاج عربی میں دُھنئے کو کہتے ہیں +

[2] اس آیت میں فتح ظاہری اور فتح باطنی دونو مراد ہیں۔ کیونکہ انبیاء کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے اور چونکہ فتح مکہ سے پہلے یہ آیت اُتری ہے اس لئے فتح مکہ کا اس میں خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے +

زیادہ عبادت کرنی شروع کی۔ اور آپ اُس کا شکریہ بجالائے جب آپ کا یہ حال تھا تو کسی اَور کا کیا ذکر ہے اور کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفُ الظَّاھِرِ فَھُوَ بَاطِلٌ (جو باطن ظاہر سے خلاف ہو وہ باطل ہے) آیا ہے ؎

علم را آموز اوّل آخر ایں جا بیا | جاہلاں را پیش حضرت حقتعالیٰ نیست جا

اور مَنْ تَوَھَّدَ بِغَیْرِ عِلْمٍ جُنَّ فِی اٰخِرِ عُمْرِہٖ اَوْمَاتَ کَافِرًا (زاہد جاہل کو شیطان مجنون بنا دیتا ہے یا اُس کی موت کفر پر کر دیتا ہے) وارد ہوا ہے ؎

علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست | علم باید با عمل علمے کہ برخر بار نیست

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (جو شخص رائی کے برابر نیکی کرے وہ اس کا اجر پاوے گا اور جو شخص رائی کے برابر بدی کرے اُسے بھی اس کا بدلہ ملیگا) جب کہ علم بدوں عمل کے وبال ہے تو چاہئے کہ علم و عمل سے اپنا ظاہر و باطن درست رکھے۔

علم ظاہر سے علم باطن کا حصول

کیونکہ علم ظاہر علم باطن کا نمونہ ہوتا ہے ؎

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

علم وہی ہے جو مطلوب تک پہنچائے ورنہ وہ حجاب ہے۔ اسی لئے اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللہِ الْاَکْبَرِ (علم بھی خدائے تعالےٰ کے حجابوں میں سے ایک بڑا حجاب ہے) کہا گیا ہے ؎

علمے کہ رہے بدوست بر دو کتاب نیست | اینہا کہ من بخواندم ہمہ در حساب نیست

عالم بے عمل کی وہی مثال ہے جو اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے۔

۱؎ اور اب آپ کا یہ حال ہو گیا کہ قیام لیل سے آپ کے قدم مبارک سوج جاتے اور صحابہؓ یہ حال دیکھ کر عرض کرتے کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں آپ کو تو خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے معافی دیدی ہے تو آپ فرماتے ہیں اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا تو کیا میں خدا تعالےٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

۲؎ پہلے علم حاصل کر اُس کے بعد دروازہ میں آ۔ کیونکہ درگاہ الٰہی میں جاہل کی گذر نہیں ہے۔

۳؎ علم حق ایک چمکتا ہوا نور ہے جسکے مثل کوئی نور نہیں ہے علم با عمل چاہئے۔ کیونکہ جو علم گدھے پر لدا ہو وہ بار نہیں ہوتا۔

۴؎ علم ظاہر باطن کی مثال دودھ اور مسکہ کی ہے نہ دودھ کے بغیر مسکہ ہوسکتا ہے نہ بے پیر کے پیر ہوسکتا ہے۔

۵؎ جو علم کہ دوست تک پہنچاتا ہے کتابوں کے دفتر سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ جو کچھ ہم پڑھتے لکھتے ہیں۔ کوئی بھی اس شمار میں نہیں ہے۔

كَمَثَلِ[1] الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

ز[2] اہل مدرسہ اسرار معرفت مطلب	کہ نکتہ داں نشود کرم گر کتاب خورد

اسی فقر کی جس کا ذکر ہو رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر صحابی رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اے ابوذر! جس طرح تم زمین پر تنہا چلتے ہو فرد ہوتے ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں فرد ہے اور پاک اور ستھری چیزوں کو پسند کرتا ہے +

اے ابوذر! تمہیں میرا غم اور فکر معلوم ہے اور کس چیز کا میں مشتاق ہوں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہی بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا آہ آہ وشوقاہ مجھے اپنے رفیقوں کی ملاقات کا بہت شوق ہے جو میرے بعد ہونگے اور جن کی شان انبیا جیسی ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کا مرتبہ شُہدا کا ہوگا۔ وہ لوگ اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں اور اپنی اولاد سے دُور بھاگینگے اور خدا تعالےٰ سے لَو لگا ئینگے۔ انہیں اپنے مال و دولت کی کچھ پرواہ نہ ہوگی۔ اور اُسے بھی چھوڑ دینگے اور وہ اپنے سرکش نفسوں کو عاجزی سے بدل دینگے۔ اور خواہش نفسانی اور دنیا کے دول سے نفرت کرینگے پہلے وہ مجذوب ہونگے۔ کہ اُن کے دل محبت الٰہی کی طرف کھنچے ہوئے ہونگے۔ ان کی روزی ذکر اللہ ہوگی۔ اور ان کے کام محض لوجہ اللہ ہونگے۔ جب کوئی ان میں سے بیمار ہوگا تو خدا تعالےٰ کے نزدیک اُن کی بیماری ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہوگی +

اے ابوذر! ان کا حال اَور بیان کروں۔ اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپنے فرمایا اُن میں ایک کی موت خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہوگی۔ گویا آسمان والوں میں سے کوئی مر گیا +

اے ابوذر! تم چاہتے ہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ اُنہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر ان میں سے کوئی اپنے کپڑے کی ایک جوں مار یگا تو بھی خدا تعالےٰ کے نزدیک ایسا ہوگا کہ گویا اس نے ستر حج اور عمرے کئے اور ان کے لئے ایسا ثواب ہوگا کہ انہوں نے گویا چالیس غلام آزاد کئے اور فرض کرو کہ وہ غلام بھی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ہر غلام کی قیمت بارہ ہزار دینار ہے +

اے ابوذر! تم کہو تو میں اور بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! آپنے فرمایا۔ اُن میں سے جب کوئی اہل محبت کا ذکر کریگا اور سانس کے بدلہ میں ہزار ہزار درجہ ان کے لکھے جائینگے +

[1] اس آیت میں خدا تعالےٰ نے علمائے یہود کی مثال بیان فرمائی کہ وہ لوگ توریت کے عالم ہو کر عمل نہ کرتے تھے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ ان کی مثال اُس گدھے کی جس پر لدے ہوں دفتر پس اس طرح جس شخص پر علم کا مطلق اثر نہ ہو یہی مثال اس کی ہوگی۔ اللّٰھم احفظنا +
[2] معرفت کے مدرسہ والوں سے اسرارِ معرفت طلب مت کر کیونکہ کتاب کھانے سے کیڑا دانشمند نہیں ہوتا +

اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی۔ ہاں یا رسولؐ اللہ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی ان میں کا جبل نبات کے نیچے دو رکعت نماز پڑھیگا۔ تو اس کو نوح علیہ السلام کی ہزار برس کی عمر کا ثواب ملیگا ✦

اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ اُنہوں نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا۔ اگر اُن میں سے کوئی ایک تسبیح کہیگا۔ تو وہ تسبیح قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہوگی۔ کہ اُس کے عوض میں دُنیا کے پہاڑ سونا چاندی ہو کر اس کے ساتھ پھرا کریں ✦

اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی ان میں سے ایک دوسرے پر نظر ڈالیگا تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ نظر بیت اللہ پر نظر ڈالنے سے زیادہ بہتر ہوگی۔ اور جو کوئی اُنہیں دیکھیگا۔ گویا اس نے خدائے تعالےٰ کو دیکھا اور جو انہیں خوش کریگا۔ گویا اُس نے خدائے تعالےٰ کو خوش کیا۔ اور جو اُنہیں کھانا کھلائیگا۔ گویا اس نے خدائے تعالےٰ کو کھانا کھلایا ✦

اے ابوذر! اگر تم چاہو تو میں اور زیادہ بیان کروں۔ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا گنہگار لوگ جو اپنے گناہوں پر اصرار بھی کرتے ہونگے۔ جب اُن کے پاس بیٹھ کر اٹھینگے تو وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاوینگے ✦

بات یہ ہے کہ ارباب قلوب صاحب مکاشفہ ہوتے ہیں۔ کبھی تو اُنہیں اسرار ملکوتی رویائے صالحہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں جو نبوّت کا چالیسواں حصہ ہے اور کبھی بذریعہ مُشاہدہ کے معلوم ہوتے ہیں اور یہ مرتبہ پہلے رتبہ سے عالی ہے۔ اور انہیں لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ جن کے فقر کا یہ حال ہے۔ کہ وہ ذکر اللہ سے کبھی غافل نہیں رہتے۔ اور شام صبح دن رات ہر وقت اُس میں مشغول رہتے ہیں۔ اور جن کا حال ان آیات میں مذکور ہے۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔ (اے پیغمبر تم اپنے آپ کو روکے رہو۔ اُن کے ساتھ جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ صبح شام طالب ہیں خدا کے اور اپنی آنکھ اُن لوگوں سے نہ اُٹھانا۔ زینت دنیا کو تلاش کرتے ہوئے اور ان کی پیروی نہ کرنا۔ جن کے دلوں کو ہم نے غافل بنایا ہے اپنی یاد سے اور

انہوں نے پیروی کی اپنی خواہش کی اور ان کا یہ حال حد سے گذر گیا) +

اور یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (جب نیک بندوں کی رُوح پرواز ہوتی ہے۔ تو خدائے تعالےٰ کی طرف سے اُسے خطاب ہوتا ہے "اے نفس مطمئنہ آ اپنے رب کی طرف اور میرے بندوں میں داخل ہو کر جنت میں رہ") +

اور اس آیت میں بھی فقر کا ذکر ہے۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ (اللہ نے رکھے نہیں کسی بندے کے دو دل اُس کے اندر)[ل۵]

غوث الاعظم حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں۔ قَالَ لِیْ یَا غَوْثُ لَیْسَ الْفَقْرُ عِنْدِیْ مَنْ لَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ بَلِ الَّذِیْ لَهٗ اَمْرٌ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِذَا قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ یَا غَوْثُ مُحْیِ الدِّیْنِ قُلْ لِاَصْحَابِكَ وَ اَحِبَّائِكَ فَمَنْ اَرَادَ مِنْكَ فَعَلَیْهِ بِاخْتِیَارِ الْفَقْرِ فَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ یَا غَوْثُ مُحْیِ الدِّیْنِ قُلْ لِاَصْحَابِكَ اِغْتَنِمُوْا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِیْ وَاَنَا عِنْدَهُمْ یَا غَوْثُ الْاَعْظَمُ مُحْیِ الدِّیْنِ اِذَا رَاَیْتَ الْمُحْرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْکَسِرَ بِکَسْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبْ اِلَیْهِ لَیْسَ حِجَابٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ یعنی مجھے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ میری مراد فقر سے یہ نہیں کہ کسی شخص کے نزدیک کچھ نہ ہو۔ بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحب امر ہو کہ اگر کسی چیز کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔ اے غوث! اپنے احباب سے کہدو کہ وہ اگر تم سے میری محبت چاہیں۔ تو اُنہیں چاہئے کہ فقر اختیار کریں۔ اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[ل۲] کا مصداق ہو۔ اے غوث محی الدین اپنے احباب سے کہدو۔ کہ دعوتِ فقرا کو غنیمت جانو۔ وہ مجھ سے اور میں اُن سے نزدیک ہوں۔ اے غوث جب تم کسی شخص کو فقر کی آگ سے جلا ہوا اور فقر و فاقہ سے شکستہ حال دیکھو تو اُس سے نزدیک ہو جاؤ۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں +

اسی طرح اَلْفَقْرُ شَیْنٌ عِنْدَ النَّاسِ وَخَزِیْنَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (لوگوں کے نزدیک فقر ملامت ہے۔ اور خدائے تعالےٰ کے نزدیک خزانہ ہے) وارد ہوا ہے اور اسی فقر

ل۵ پھر جب ایک دل ہے تو کامل توجہ ایک چیز کی طرف ہو سکتی ہے +

ل۲ جب فقر تمام ہو جاتا ہے۔ تو فقیر کو مقامِ فنا میں حصول الی اللہ ہوتا ہے +

کے لئے اَلْفَقْرُ بَیَاضُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ (فقر دو نو جہان میں سُرخ روئی ہے) فرمایا ہے ۔
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ فقیری اور درویشی کیا ہے انہوں نے کہا کہ فقیری اور درویشی یہ ہے ۔ کہ اگر تمام عالم کا زرومال فقیر کے ہاتھ میں دیدیا جائے ۔ تو ایک پیسہ بھی وہ اپنے پاس نہ رکھے ۔ اور سب خدائے تعالیٰ کی راہ میں صرف کردے ۔

فقر کے مقامات

فقر کے ستر ہزار مقامات ہیں ۔ فقیر جب تک اِن مقامات کو طے نہیں کرتا ۔ فقر کا تماشا نہ خود دیکھتا اور نہ دوسروں کو دکھا سکتا ہے ۔ اُسے فقیر کہنا غلط ہے ۔ درحقیقت وہ فقیر نہیں بلکہ وہ صرف اپنے نفس کے لئے فقیر بنا ہے نہ خدا کے لئے ۔ کیونکہ جہاں خزانہ ہے ۔ وہاں بلائے مار ہے ۔ اور جہاں گُل ہے وہاں خار ہے ۔ اور جب فقیر ان تمام مقامات سے گذر کر عرش تک پہنچتا ہے تمام اَفراد کو جانتا اور ہر ایک کے مرتبہ کو پہچانتا ہے ۔ مذہب سلوک میں فقیر اسی کو کہتے ہیں ۔ اور جب وہ عرش و کرسی سے بھی گذر جاتا ہے ۔ تو اس کا مقام کسی کے فہم و گمان میں نہیں آسکتا ۔ بلکہ وہ ستر ہوتا ہے ۔ درمیان عابد و معبود کے جس کا کشف کسی بشر سے ممکن نہیں ۔ مگر خدائے تعالیٰ کہ عالم علی الاطلاق ہے جس پر چاہے یہ راز ظاہر کرسکتا ہے ؎

چناں غرق گشتم بدریائے عشق [1] | کہ ہردم سرا زعرش بالا کشد

فقیر باہو کہتا ہے کہ جب براق سوار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو تشریف لے گئے اور جبریل علیہ السلام نے مقام سدرۃ المنتہیٰ میں جلوہ دار صورت کونین کو آراستہ اور ہژدہ ہزار عالم کو پیراستہ کرکے آپ کے روبرو ایستادہ کیا ۔ اس کے بعد آپ مقام قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ میں پہنچے تو ارشاد ہوا کہ اے محمدؐ کونین ہژدہ ہزار عالم کا تم نے تماشا دیکھا اور تمام موجودات کو ہم نے تمہارے سپرد کیا ۔ تمہیں اس میں سے کیا پسند آیا ۔ اور اس میں سے تمہیں کس چیز کی خواہش ہے ۔ آپ نے فرمایا اے پروردگار مجھے تو صرف اسم ذات اور تیری محبت پسند ہے اور تجھے میں تجھ سے چاہتا ہوں ۔ ارشاد ہوا اے محمدؐ میری محبت کس چیز میں ہے اور کس چیز کو میں چاہتا اور دوست رکھتا ہوں اور میرے اور اُس کے درمیان کوئی حجاب نہیں آپ نے فرمایا خداوندا وہ چیز فقر فنا فی اللہ بقا باللہ ہے ۔ چنانچہ آپ اپنی دُعا میں فرمایا کرتے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا

[1] میں عشق کے دریا میں ایسا غرق ہوا ہوں ۔ کہ ہردم میرا سر عرش پر پہنچتا ہے ۔

وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا اَللّٰھُمَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ (اے پروردگار مجھے مسکینوں میں زندہ رکھ اور میری موت بھی مسکینوں میں کر اور اے پروردگار مجھے قیامت کے دن مسکینوں میں اُٹھا) نیز آپ نے فرمایا سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ (فقرا کا خادم قوم کا سردار ہے) دوسری حدیث میں ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (جب فقر تمام ہوتا ہے تو بس خدا اس کے لئے ہوتا ہے) اور اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے وَاللّٰہُ غَنِیٌّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا نہ اضطراری۔ جب اللہ تعالٰے نے آپ سے فرمایا کہ اے محمد تمہیں کیا چیز ناپسند ہے تو آپ نے فرمایا اے پروردگار جو چیز تمہیں ناپسند ہے ارشاد ہوا ہمیں کیا چیز ناپسند ہے۔ فرمایا دنیا کہ تیرے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی اُس کی عزت نہیں۔ جو کوئی اسے پسند کرے تیری درگاہ میں وہ ناپسندیدہ ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَّمَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی (دنیا اور فیہا ملعون ہے مگر صرف ذکر اللہ)

فقر آزادی سے نہیں بلکہ علم و عمل اور شریعت و طریقت وغیرہ کو جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے

فقیر باہو کہتا ہے کہ فقہ اور فقر اور علم اور حلم یہ سب تین حرف ہیں اور حلیم خدائے تعالٰے کا نام ہے فقیر کو چاہئے۔ کہ ان سب کو آمیز کر کے گولی بنائے اور آبِ شریعت میں گھول کر طریقت و حقیقت ۔ معرفت اور عشق و محبت کے پیالہ میں ڈال کر اُسے نوش کرے اُس کے بعد فقر میں قدم رکھے۔ اور دونوں جہان کو فراموش کرے۔ اور اللہ بس ماسوے اللہ ہوس پر دھیان رکھے ورنہ بدون اس کے راہِ حق نہیں پا سکتا۔ ہزاروں اس میدان میں بھٹک کر راہ بھول گئے اور پریشانی اور حسرت اُٹھا کر اپنی جان کھو گئے ہیں۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔

باب اوّل

شرح برزخ اسم اللہ اور توحید فنا فی اللہ جل

مخفی نہ رہے کہ توریت اور انجیل و زبور و اُم الکتاب (فرقان) چاروں کتابیں اسم اللہ کی شرح ہیں اور اسم اللہ سے وہی عین ذاتِ پاک مراد ہے جو اپنی یگانگی میں بے مثل و یکتا اور بے شبہ و بے نمونہ ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ[1]

[1] اے پیغمبر کہدو اللہ ایک ہے اَللّٰہُ الصَّمَدُ اللہ کی ذات تمام عیبوں سے پاک ہے

ذکر اللہ کے فتوحات

ذکر اللہ کا شاغل حُبّ الٰہی کا حامل ہوتا ہے اور علم لَدُنّی بھی اُس پر واضح ہوتا ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا[1] اور جس چیز پر اسم اللہ کا ذکر نہیں ہوتا۔ وہ چیز ناپاک اور گندی ہوتی ہے۔ مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ[2]۔ اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں عرش و کرسی اور لوح و قلم سے گذر کر اللہ تعالےٰ سے بے حجاب ہمکلام ہوئے اسم اللہ کی برکت سے۔ اور آپ نے تمام کفار پر فتح پائی اسم اللہ کی برکت سے۔ زمین و آسمان بے ستون قائم ہیں اسم اللہ کی برکت سے۔ پیغمبروں نے پیغمبری پائی اسم اللہ کی برکت سے۔ کیونکہ وہ اسم اللہ کو اپنا معین جانتے تھے۔ کیونکہ درمیان بندے اور مولا کے یہی وسیلہ ہوتا ہے۔ اولیاؤں اور غوث قطبوں کو ذکر و فکر الہام و غرقِ توحید کشف و کرامات مُراقبہ وغیرہ جو کچھ حاصل ہوا۔ اسم اللہ کی برکت سے۔ علمِ لَدُنّی بھی اسی اسم اللہ کی برکت سے قلب پر روشن ہوتا ہے جس کے بعد دوسرے علم کی احتیاج نہیں رہتی۔ اور جس شخص کو اسم اللہ سے قرار ہوتا ہے اُسے غیر اللہ سے فرار ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے جب کہ اُن کی قوم نے نافرمانی کی۔ اور ان کا کہنا نہ مانا اور وہ بھی اپنی قوم سے ناامید ہو گئے تو انہوں نے درگاہِ الٰہی میں دُعا کی رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (اے پروردگار میں مالک نہیں صرف اپنی ذات اور اپنے بھائی ہارون پر سو اب جدا کر دے ہم سے نافرمان قوم کو) اور اسی لئے لَا تُجَالِسُوْا مَعَ اَهْلِ الْبِدْعَةِ (اہل بدعت کے ساتھ

---

[1] سکھا دیئے اللہ نے آدم کو نام کل چیزوں کے۔ اس قصہ میں بھی علم ظاہری اور علم باطنی کا تقابل ہوا ہے وہ یہ کہ جب اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر خلیفہ بناؤنگا۔ تو فرشتے بولے۔ اے پروردگار ہم تیری حمد و ثنا کرتے ہیں تو ایسے شخص کو جس کی اولاد زمین پر فساد اور خونریزی کریگی پیدا کر کے کیا کریگا۔ تو پروردگار نے فرمایا جس بات کا مجھے علم ہے اُس سے تم بے خبر ہو۔ آخر فرشتوں کو تعجب رہا اور شیطان کو حسد پیدا ہوا۔ جب پروردگار نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور ان کے جسم میں روح پھونکی اور جب اُن کے دماغ میں پہنچی۔ تو انہیں چھینک آئی اور انہوں نے الحمد للہ کہا۔ خدا تعالےٰ نے تمام فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنیکا حکم دیا۔ اور سب فرشتے حکم الٰہی بجا لائے مگر شیطان نے نافرمانی کی۔ اور خدا تعالےٰ نے تمام اشیاء کے نام حضرت آدمؑ کے دل پر القا کر دیئے اور فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ اگر تمہیں ان چیزوں کے نام معلوم ہیں تو بتاؤ۔ تو فرشتوں نے کہا اے پروردگار پاک ہے تیری ذات۔ ہمیں ان کا علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں بتا دیا۔ ہم کو اتنا ہی علم ہے۔ اب فرشتوں کو وہ تعجب جاتا رہا اور حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اُنہیں معلوم ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کا علم لدنی تھا جو انہیں اللہ تعالےٰ سے بلا وسیلہ حاصل ہوا تھا اور فرشتوں کا علم ظاہری تھا جو انہیں تعلیم سے حاصل ہوا تھا۔

[2] یعنی جو جانور کہ اللہ کے نام سے ذبح نہ کیا جائے تو وہ ناپاک اور حرام ہوتا ہے۔ اسی طرح صوفی صافی جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا ہو اُسے ناپاک جانتا ہے۔

نہ بیٹھو) اور اَھْلُ الْبِدْعَۃِ کِلَابُ النَّارِ (اہل بدعت دوزخ کے کتے ہیں) فرمایا گیا ہے +

تشریح اسم اللہ جل

یاد رہے کہ اسمائے صفات میں استدراج کا شائبہ ہوتا ہے اور اسم اللہ اسم ذات ہے۔ اور وہ ذات سے کچھ تفاوت اور تجاوز نہیں رکھتا۔ اس لئے استدراج کا شائبہ اس میں نا ممکن ہے اور اسم اللہ چار حرف (ا) اور دو (ل) اور (ہ) سے بنا ہے۔ اگر الف جدا کرو تو لِلّٰہ ہوگا۔ اور (ل) جدا کرو تو لَہٗ رہیگا۔ اور دوسرا (ل) بھی جدا کرو تو ہٗ (ہُو) رہ جائے گا۔ یہ چاروں اسم اعظم (اَللّٰہ) (لِلّٰہِ) (لَہٗ) (ھُو) اسم ذات ہیں۔ اور کلام اللہ میں مذکور ہیں۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ کہتے ہیں اسی طرح قرآن مجید میں چار ہزار نام مذکور ہیں۔ اور فرقان بھی اسم اللہ ہے۔ اور مرشد کامل صرف اسم اللہ اور اسم محمدؐ کو جانتا اور انہیں سے اپنا واسطہ رکھتا ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ اسی طرح طالب صادق وہی ہے جو اللہ تعالٰے کی طرف توجہ کرے اور بجز ذات اللہ تعالٰے کے اور کچھ نہ چاہے۔ کیونکہ بجز ذات الٰہی کے سب فانی ہے ؎

واوہ[1] خود سپہر بستاند اسم اللہ جاوداں ماند

جب اللہ تعالٰے نے اسم اللہ کو ذات سے جُدا کیا۔ نور محمدی کا اُس سے ظہور ہوا۔ اور اپنی قدرت توحید کے آئینہ میں اُس کو دیکھا اور اُس کے دیکھنے سے نور محمدی کا مشتاق اور اُس پر عاشق و شیدا ہوا۔ اور خود ناظر و خود منظور ہوکر رب الارباب اور حبیب اللہ کا خطاب پایا۔ اور نور محمدی سے کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم کو پیدا کیا۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہے لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ (اے ہمارے حبیب اگر تم نہ ہوتے۔ تو میں ربوبیت ہرگز ظاہر نہ کرتا) +

سب سے پہلے کلمہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالٰے نے پڑھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اُس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کی روح مبارک نے پڑھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اُس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے شکم مادر میں پڑھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ باقی صحابہ آپ کے معجزوں پر ایمان لاتے گئے +

---

[1] اپنا دیا ہوا آخر کو لے لیگا اور صرف اسم اللہ ہمیشہ کو باقی رہیگا +

ہر جاندار کی سانس سے اسمِ ہُو نکلتا ہے

واضح ہو کہ ہر جاندار خواہ وہ جن و انس سے ہو یا مرغ و مور سے، ہر ایک کی سانس اسمِ ہُو سے نکلتی ہے۔ کسی کی معلوم اور کسی کی معدوم۔ جن کی معلوم ہیں وہ ذاکر ہیں۔ اور جن کی معدوم ہے وہ مُردہ ہیں ؎

ابتدا و انتہا ھُو ہر کہ باھُو مے رسد
عارفِ عرفاں شود آنکہ باھُو، ھُو شود

ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (وہ ہے اول و آخر اور ظاہر اور باطن اور وہ جانتا ہے ہر ایک چیز کو) ؎

باتو حجاب ہزار است زاں ہزار ہزار
خود نماند خدا بہ بیں کہ یار بیار

کسرِ نفسی اور اُس کا محاسبہ

اے باہُو تو نہ زاہد و متقی اور نہ پرہیزگار و عاشقِ حقیقی ہے اور نہ استغراق فنا فی اللہ کے ساتھ تو قائم اللیل ہے اور اے باہُو تو اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتا رہ اور اس کافر سے جہاد کر کے غازی بن اور ہر دم خدائے تعالیٰ سے راضی رہ کہ یار با یار و اغیار کی مثال صادق آئے اور ہرگز نفسِ سرکش کے لئے حیلہ و حجت نہ کر۔

حصولِ کمال کے لئے ریاضت و مشقت

جو شخص اس راہ میں قدم رکھے۔ اور ریاضت و مشقت اپنے اوپر گوارا کرے تو اُسے چاہیئے کہ بارہ سال شریعت میں اس طرح محنت اُٹھائے کہ ہمیشہ قائم اللیل اور صائم الدہر رہے۔ اور بارہ برس تک طریقت میں اس طرح ریاضت کرے کہ ماسوے اللہ کو طلاق دیدے۔ اور بارہ برس حقیقت میں ریاضت کرے۔ کہ بجز حق تعالیٰ کے اور کسی کی طلب نہ رہے اور بارہ برس معرفت میں مرتاض رہے اور اس میں محو ہو جائے۔ اس کے بعد عشق و محبت میں ظاہری و باطنی آنکھیں کھولے۔

ا؎ ابتدا اور انتہا کو پاتا ہے۔ جو شخص کہ ہُو تک پہنچتا ہے اور عارف عرفان ہوتا جو شخص کہ ھُو کے ساتھ ھُو ہوتا ہے۔

۲؎ تیرے ساتھ خود ہزاروں حجاب موجود ہیں جب ان میں سے ایک بھی نہ رہیگا۔ اُس وقت تیری آنکھیں خدا بین ہونگی۔ اور تو اس کے ساتھ ہوگا۔

مرشد کامل کی مثال اور اُس کی ضرورت

مرشد کامل کے بغیر کوئی شخص اس راہ کو طے نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ بمنزلہ ناخدا کے ہوتا ہے اور معرفت کے دریا میں جہازرانی کے علم سے وہ اچھی طرح واقف اور خبردار ہوتا ہے۔ دیکھو اگر معلم نہ ہو تو جہاز غرق ہو جائے۔ خود جہاز اور خود معلم فَہِمَ مَنْ فَہِمَ (سمجھ لیا اس نے جو صاحب فہم ہے)

باھُو ترا نزدیک از شہ رگ خدائی — آں خدا با تست و نوازو سے جُدائی

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم اپنے بندے کی شہ رگ سے بھی اُس سے زیادہ نزدیک ہیں) +

عشق حقیقی و عشق مجازی

عشق حقیقی یہ ہے۔ کہ حق کے سوا اور کچھ یاد نہ رہے اور عشق مجازی یہ ہے کہ ذکر سے شکر و مستی و وجد و جذب غالب ہو اور مجذوب ہو کر معشوق کی یاد میں دیوانہ ہو جائے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؎

اگر بہ خوابم غرق توحید خدا دارم
وگر بیدارم با خدایارم ہوشیارم

؎ واصلاں را ہر دو وقت خوش نظر — حال مستی را چہ دانی بے خبر

سبحان اللہ! یہ طالبانِ خدا کا حال ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ مؤنث و مخنث کا ذکر نہیں۔ طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ (طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبےٰ مؤنث ہے اور مذکر طالب مولا ہے) جوانمرد خدا تعالےٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو نہیں کرتے۔ نہ انہیں دنیا اور اس کی زیب و زینت کی خواہش اور نہ حور و قصور اور جنت و بہشت کی تمنا۔ اہل دیدار کے نزدیک یہ سب چیزیں ہیچ ہیں اور ان کا دل اسم اللہ میں مشغول اور عہد الست میں مست ہے۔ اسم اللہ جس کی جان کی جان ہے وہ ہمیشہ کے لئے تمام غموں سے آزاد ہے۔ حشر میں جب نیکی بدی کا حساب ہوگا اور اسم اللہ کا جس کے دل پر نقش ہوگا بلکہ

لہ باھُو خدائے تعالیٰ تو تیری شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے اور وہ تیرے ساتھ ہے مگر تو اس سے دُور پڑا ہوا ہے +
لہ اگر میں خواب میں ہوں تو غرق توحید ہو کر خدا تعالےٰ کے ساتھ ہوں اور اگر بیدار ہوں جب بھی خدا تعالےٰ کے ہمراہ ہوں اس کی راہ میں ہوشیار ہوں + لہ کیونکہ واصلوں کے لئے دونوں وقت خوشی کے ہیں اور تو اے بے خبر حال مستی کو کیا جانے +

ایک دفعہ بھی جس نے اُسے صدق دل سے پڑھا ہوگا۔ اور اگرچہ اُس کے اس قدر گناہ ہوں کہ زمین و آسمان میں بھی نہ اُسکیں۔ تو یہ تمام گناہ جس پلّہ پر ہونگے۔ ہلکا رہیگا۔ اور صرف اسم اللہ جس پر ہوگا۔ گراں رہیگا۔ فرشتے تعجب کرکے کہیں گے اے پروردگار اس بندے کی کونسی نیکی نے ترازو کے پلّہ کو گراں کر دیا۔ حق تعالےٰ فرمائیگا۔ اے فرشتو! یہ بندہ میرا طالب ہے اور میرے نام میں مشغول رہا ہے۔ اے فرشتو! تم اہل حجاب اور حقیقت اشغال سے ناواقف ہو۔ یہ لوگ میرے ساتھ ہیں۔ اور میں ان کے ساتھ۔ اللہ بس ماسوا اللہ ہوس +

عبادت میں توجّہ نہ کرنا

اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تلاوت قرآن وغیرہ عبادتیں کرتا ہے۔ اور کتنی ہی فضیلت حاصل کرلے۔ مگر اسم اللہ و اسم محمد رسول اللہ سے بیخبر ہو اور اس کے مطالعہ میں نہ رہے۔ تو یہ تمام عبادتیں رائگاں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کرونگا) اور كَمَا تَعِيْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ كَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ (جس طرح تم پیدا ہوئے ہو مروگے بھی اور جس طرح مرجاؤ گے اسی طرح پھر اُٹھو گے) جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا +

جب نفس فنا ہوجاتا ہے تو نفسانیّت کا شائبہ مطلق نہیں رہتا

اور یہ بھی یاد رہے کہ عالم۔ فاضل۔ فقیہ۔ قائم اللیل۔ صائم الدہر۔ عابد۔ زاہد۔ چلّہ کش۔ حاجی گوشہ نشین۔ غوث۔ قطب۔ اہل اللہ۔ ولی اللہ۔ صاحب تقوےٰ وفتوےٰ۔ شیخ مشائخ۔ صاحب ورد و وظائف۔ اہل مجاہدہ و مشاہدہ۔ غریب و خاکسار۔ صابر و شاکر۔ نیک بخت و خلیق۔ مومن و مسلم۔ صاحب ذوق و شوق بہت ہیں۔ اور یہ سب نفس پرست ہیں۔ اور باخدا و اصل الی اللہ حق پرست کم ہیں۔ خلاصہ یہ کہ فقیر عارف باللہ۔ فقیر فنافی اللہ و فنا فی الرسول کو کہتے ہیں پس فقیر کو فنافی الفقر اور فنا فی ہُو ہونا چاہئے ؎

باھُو[1] اسم اللہ ہر کہ را گردد رفیق ازخود فنا فی اللہ شود و جان غریق

---

[1] باھُو اسم اللہ جس کا رفیق ہوجاتا ہے وہ اپنی خودی سے فنا ہو کر مقام فنا فی اللہ میں غرق ہوتا ہے +

مرشد کامل سے روگردانی

مرشد کامل و مکمل برزخ اسم اللہ و برزخ اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کر طالب کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ اور اس کی راہ بتاتا ہے۔ جو شخص ایسے مرشد سے روگرواں ہو یقین ہے کہ وہ اسم اللہ اور اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روگرواں ہوگا۔ کیونکہ کلمہ طیبہ انہیں دو اسموں سے مرکب ہے اور جو کلمہ طیبہ سے روگرواں ہو۔ اُس کے مرتد ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور مرتد کا روزہ نماز اور کوئی عبادت قبول نہیں۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے۔ مَنْ تَعَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَوْلَائِیْ (جس نے مجھے ایک حرف بھی بتایا وہ میرا سردار ہے)[۱] اور جو شخص اپنے اُستاد سے سب سے پہلے جو چیز پڑھتا ہے۔ وہ اسم اللہ ہے۔ کیونکہ وہ سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھاتا ہے +

ذکر اللہ کی شان

معلوم ہو کہ نفس۔ زبان۔ دل۔ روح۔ جسم سب مخلوق ہیں۔ اور اسم اللہ غیر مخلوق ہے پس غیر مخلوق کو مخلوق سے یاد کرنا چاہئے۔ اور اسم اور مسمّٰے میں یہ فرق ہے کہ اسم صاحب ذکر ہے اور مسمّٰے صاحب استغراق ہے۔ صاحب اسم مقام خلق میں ہوتا ہے اور صاحب مسمّٰے مقام غیر مخلوق میں۔ پس صاحب مسمّٰی پر ذکر حرام ہوتا ہے اور اس کا ظاہر و باطن حضور فی اللہ میں غرق ہوتا ہے ؎

ہر کہ از روز ازل مست الست[۲] | چشم نقاش جہاں یکتا پیوست
نقاش چوں در نقش آئینہ خانہ میگرود نقاش | گر محرمش اسرار خانہ از نقاش غافل مباش

پس جس طرح نقش و تصویر کا دیکھنے والا نقاش اور مصوّر سے غافل نہیں ہوتا۔ اسی طرح طالب صادق برزخ اسم اللہ میں مسمّٰے سے غافل نہیں رہتا ہے اور ہر دم اُسی کی فکر میں رہتا ہے۔ اور تَفَکُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ (ایک ساعت خدا تعالےٰ کی نشانیوں میں فکر کرنا دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے) پر عمل کرتا ہے۔ اور یہ تفکر برزخ اسم اللہ مقام فنا فی اللہ میں ذات پر منتہی ہوتا ہے +

---

[۱] ایک حرف بتانے والے کا یہ مرتبہ ہے تو جو خدا کی راہ بتائیگا اس کا مرتبہ تو بہت عالی ہوگا +

[۲] روز ازل سے وہی شخص مست الست ہوا ہے جس کی نگاہ نقاش جہاں پر پوری پڑ گئی ہے +

جب عارف باللہ وصل الی اللہ کے دل پر بر زخ اسم اللہ کا تصور جم جائے۔ اور وہ اسم اللہ میں محو ہو جائے۔ تو معلوم ہوا کہ جسم اسم میں غائب ہوا۔ اور اسم ظاہر ہوا۔ اور اُسے حالت ظاہری و باطنی اسم اللہ کے مشاہدہ سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اسم اللہ کی سوزش سے وہ اپنے وجود میں ذکر اللہ کی لذت نہیں پاتا۔ اور ذکر اُسے اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اور جدھر نظر اٹھاتا ہے۔ اسم اللہ اُسے مدِ نظر رہتا ہے۔ اور اسم اللہ کے سوا کوئی چیز اُسے اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ اگرچہ بظاہر ماسوے اللہ دیکھ رہا ہے اور اب ہمہ اوست در مغز و پوست ہو جاتا ہے +

توحید مطلق

توحیدِ مطلق صاحب تصور کی طرف غایت تمام رُخ کرتی ہے۔ اور نفس دل اور دل روح ہو جاتا ہے اور روح سر ہو جاتی ہے۔ اور سر مقام خفی میں اور خفی مقام اَنا میں آتا ہے اور انا بیخفے میں آتا ہے۔ اور اسے توحیدِ مطلق کہتے ہیں۔ اور آخر اوّل سے منطبق ہوتا ہے جس طرح اوّل توحید سے نور محمدیؐ ظاہر ہوا۔ اور نور محمدیؐ سے روح اور روح سے نور۔ روشنی اسم۔ جسم۔ قلب۔ نفس۔ قالب۔ اربعہ عناصر پیدا ہوئے +

پس مرشد کامل اسی طرح مراتب بمراتب منزل مقام بمقام توحید میں غرق کرتا اور ازل تک پہنچاتا ہے اور حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ [۱] کا مصداق بناتا ہے۔ کیونکہ وہ مقام توحید منفرد میں وصل تام رکھتا ہے۔ اور اس کی رہنمائی کرتا ہے فَہِمَ مَنْ فَہِمَ اور مقام منفرد وہ جہاں نور خدائے تعالیٰ سے جُدا ہوا۔ اور یقین ہے کہ مرشد کامل جب کسی کے ہاتھ میں اسم ذات دیگا۔ اُسے عین توحید میں پہنچا دیگا۔ اور ہرگز اُسے صفات میں نہ چھوڑیگا اور یہ بجز یکتائی توحید کے باقی تمام منزل میں اس کا مشترک ہوتا ہے +

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ [۲]
نگنجد در مقامِ لِیْ مَعَ اللہ

[۱] اپنے وطن کو دوست رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔ اسی لئے صوفی صافی اپنے حقیقی وطن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

[۲] اگرچہ فرشتوں کو قُرب درگاہ حاصل ہے مگر مقام لی مع اللہ میں انکی بھی گنجائش نہیں ہے +

خلافِ شرع گمراہی ہے

اگرچہ توحید میں کتنا ہی غرق ہو جائے۔ مگر خلافِ شرع ظاہر نہ ہونا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِذَا رَاَیْتَ رَجُلًا یَطِیْرُ فِی الْھَوَاءِ اَوْ یَمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ وَتَرَکَ سُنَّۃً مِنْ سُنَّتِیْ فَاضْرِبْہُ بِالنَّعْلَیْنِ (اگر تو کسی شخص کو ہوا میں اُڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا دیکھے اور تجھے معلوم ہو کہ میری سنّت پر عمل نہیں کرتا۔ تو اُسے جوتے مار یعنی اس کی خدا تعالےٰ کے نزدیک کچھ عزّت نہیں ہے۔ شیطان کو خدائے تعالےٰ نے اس سے زیادہ قدرت دی ہے) ؎

نمازِ دائمی[1] با وقت پندار کسے وقتے نخواند پس گنہگار

جو فقیر کہ اسم اللہ کے ساتھ مشغول ہے خواہ دانا ہو یا دیوانہ وہ مجذوب باللہ اور یگانۂ خدا ہوتا ہے اور اس کی زبان پر یہ ترانہ ہوتا ہے ؎

محبّت[2] است کہ دل را نمے دہد آرام وگرنہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد

اور جس شخص کو کہ اسم اللہ سے غصّہ آتا ہے معلوم ہوا کہ وہ اسم اللہ کو نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ دشمنِ خدا ہے۔ اس لئے اگرچہ فرض کفایہ ہے مگر اسم اللہ سن کر جلّ جلالہٗ کہنا چاہئے۔ کیونکہ جلّ جلالہٗ کہنا عبادت ہے۔ مسلم کی شان ہے۔ کہ جب شیطان کا نام سُنے غصّہ ہو جاوے اور جب خدا کا نام سُنے خوش ہو جاوے۔ کیونکہ جب وقت تک خدا کا نام لینے والا زمین پر ہے قیامت قائم نہ ہوگی اور یاد رہے کہ اسم اللہ سے منع کرنے والا دو حال سے خالی نہیں یا منافق ہوگا یا کافر او رحاسد ومتکبر ہوگا۔ اسم اللہ دونو جہان کا رہبر ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ

اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس

[1] نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھتا رہ اور جو شخص ایک وقت بھی نہ پڑھے تو وہ گنہگار ہے +

[2] محبت ہے کہ دل کو قرار نہیں دیتی۔ ورنہ کون شخص آسودگی نہیں چاہتا +

اسم اللہ کی یہ شان ہے جو مذکور ہوئی۔ کہ طرفۃ العین میں غرق توحید کرتا ہے۔ جو خاص اسم ذات سے مختص ہے +

باب دوم

تجلیات و تحقیق مقامات نفس و ماسوے اللہ وغیرہ

مخفی نہ رہے کہ تجلی سے مراد روشنی ہے۔ اور وہ چودہ قسم پر ہے۔ اور ہر ایک قسم کے لئے ایک مقام مخصوص ہے اور ہر مقام پر اُس کی تجلے کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور یاد رہے فقر کے تمام مقامات میں سے تجلی ایک سخت اور مشکل کام ہے۔ اور ہزاروں۔ لاکھوں عارف واصل محقق۔ موحد۔ ذاکر۔ طالب تجلی کے دریا میں غوطے کھا کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور ہرگز راستی کے ساحل پر نہیں پہنچے ہیں۔ بعض مرتد ہوئے۔ اور بعض شہرت کے خبط میں گرفتار ہوئے ہیں بعضے شرک اور بدعت و استدراج میں پڑ گئے ہیں۔ اور بقدر معصیت اُن پر دوزخ کا عذاب ہوگا +

تجلی کے اقسام اور اس کے مقامات

پہلی تجلی شریعت کی ہے۔ اور وہ آنکھ سے متعلق ہے۔ کہ جو کچھ دیکھے اس کا معاینہ کرے دوسری تجلی طریقت کی ہے کہ اس سے نور قلب زیادہ ہوتا ہے تیسری تجلی حقیقت کی ہے کہ اُس سے نور رُوح زیادہ ہوتا ہے۔ چوتھی تجلی معرفت کی ہے کہ اُس سے نور سِتر زیادہ ہوتا ہے پانچویں تجلے عشق کی ہے۔ کہ اس سے نور اسرار الٰہی زیادہ ہوتا ہے چھٹی تجلی مرشد و شیخ کہ اُس سے نور محبت اور اپنے مُربی سے خلوص زیادہ ہوتا ہے۔ ساتویں تجلی فقر کہ اُس سے نور حق زیادہ ہوتا ہے۔ آٹھویں تجلی ملائکہ کہ اُس سے نور تسبیح زیادہ ہوتا ہے۔ نویں تجلی جن کہ اُس سے جنون اور دیوانگی زیادہ ہوتی ہے۔ دسویں تجلی نفس کہ اُس سے خواہش نفسانی زیادہ ہوتی ہے۔ گیارھویں تجلی شیطان کہ اس سے معصیت اور گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔ بارھویں تجلی شمس کہ اُس سے نور برق زیادہ ہوتا ہے۔ تیرھویں تجلی قمر کہ اس سے نور کا پرتو زیادہ ہوتا ہے چودھویں برزخ اسم اللہ و اسم للہ و اسم لہٗ و اسم ہُو و اسماے لو دو نہ و اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر ایک حرف فتیلہ اور شمع کی طرح تاباں و روشن ہوتا ہے۔ مگر تجلی کے مقامات غرہ آگہیں ست

بیت — دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار ۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

نہ ہو جائے۔ بلکہ آگے بڑھنا چاہیئے کیونکہ اَلسُّکُوْنُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَائِہٖ (سکون اولیاء اللہ
پر حرام ہے) آیا ہے اور نفس جو دیو کی طرح ہے۔ اُس کے دھوکہ میں بھی نہ آئے ؎

دیوزادہ نفس را علاجے نیست
ازعشق سوز بسوز تا دیو مسخر گردد

خلاصہ یہ کہ اہلِ شریعت کی تجلی اُس کے مُنہ پر چمکتی ہے اور اہلِ طریقت کی دل پر۔ اور اہلِ حقیقت کی مشاہدہ میں اور اہلِ معرفت کو سر سے پیر تک تجلی حاصل ہوتی ہے۔ اور واضح رہے کہ دو تجلیئیں شیطانی اور نفسانی ہیں سے۔ اوّل بظاہر زر و سیم کی اور دوسری عورت کی ہے۔ اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا ہے۔ اَلنِّسَاءُ شَیَاطِیْنُ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الشَّیَاطِیْنِ ۃ (عورتیں ہمارے لئے شیطان کی طرح پیدا کی گئی ہیں۔ ہم شیطان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں) اور بظاہر دو تجلیئیں اور ہیں جن کا ذکر اوپر نہیں آیا۔ اوّل تجلی روز۔ دوم تجلی شب اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے۔ وَجَعَلْنَا اللَّیْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّہَارَ مَعَاشًا (ہم نے رات تمہارے لئے پردہ بنائی ہے اور دن کو معاش کا ذریعہ بنایا ہے) ان دونوں تجلیوں میں نفس کا محاسبہ کرنا اور اللہ تعالٰے کو حاضر و ناظر جاننا چاہیئے ؎

گر کنیم شرح تجلّی را تمام　　　رقم گردد دفترش از خاص و عام

اور جب تک کہ طالب غرق وحدت نہیں ہوتا۔ اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (موت سے پہلے مرجاؤ۔ یعنی اپنے نفس کو مار کر زندگی حاصل کرو) کا مصداق نہیں بنتا۔ اُس وقت تک ہر مقام میں رنجیدہ رہتا ہے اور بہشت کے مشاہدہ میں اُس کے لئے مزدور بنتا ہے ؎

بعد مُردن زندہ گشتم بالا الٰہ　　　ہر عبادت دم گشتہ بہتر باہ الا اللہ

خاص تجلّی وہ کہ درد محبت الٰہی سے پیدا ہو۔ جیسا کہ حضرت موسٰے علٰی نبینا و علیہ السلام نے دیدار کی آرزو میں خدائے تعالٰے سے مناجات کی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (اے پروردگار مجھے اپنا دیدار دکھلا۔ کہ میں دیکھوں) ۔ فرمایا لَنْ تَرَانِیْ (تم نہ دیکھ سکو گے) ارشاد ہوا اے موسٰے تم نے ہماری جناب میں گستاخی کی۔ کیونکہ ہم نے وعدہ کیا ہے۔ کہ جب تک ہمارے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہمارے دیدار سے مشرف نہ ہوگی۔ اُس وقت تک کسی کو دیدار نصیب

ؔ دیوزادہ نفس کا اُس کے سوا کوئی علاج نہیں کہ عشق کی آگ میں جل اور اسے بھی جلا تاکہ دیو مُسخر ہو جائے +
ؔ اگر میں تجلّی کی پوری شرح بیان کروں تو اُس کے تمام اقسام سے ایک دفتر پُر ہو جائیگا +
ؔ مرکر میں لاالٰہ سے پھر زندہ ہوا۔ کیونکہ تمام عبادت سے بہتر ہے کہ ہر سانس آخر الا اللہ کے ساتھ نکلتی رہی +

ہوگا حضرت موسٰے علیہ السلام نے اس پر کچھ خیال نہ کیا۔ بلکہ ان کا شوق محبت اور زیادہ ہؤا۔ اور پھر وہی مناجات کی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ حکم ہؤا اے موسٰے ہم تجلی کرینگے مگر تم اُس کی برداشت نہ کرسکو گے۔ حضرت موسٰے علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار میں برداشت کرسکونگا حکم ہؤا اے موسٰے بندوں کی طرح نماز دوگانہ ادا کرکے دوزانو ہو بیٹھو۔ اور کوہ طور پر نظر ڈالو ہم اس پر اپنی تجلی کرینگے۔ اگر ہماری تجلی سے کوہ طور بحال رہا تو تم ہماری تجلی کی برداشت کرسکو گے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام فرمان الٰہی بجالائے اور دو رکعت نماز ادا کرکے دوزانو ہو بیٹھے۔ اور کوہ طور کی طرف دیکھنے لگے۔ کہ اُس پر خدائے تعالےٰ کی تجلی ہوئی۔ اور وہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اور حضرت موسٰی علیہ السلام بیہوش ہوکر گر پڑے اور تین شبانہ روز تک بیہوش رہے۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا (جس وقت اللہ تعالےٰ نے پہاڑ پر تجلی کی تو وہ پاش پاش ہوگیا۔ اور موسٰے بیہوش ہوکر گر گئے) جب موسٰے علیہ السلام ہوش میں آئے۔ تو حکم ہؤا اے موسٰے ہم نے نہ کہا تھا کہ برداشت نہ کرسکو گے۔ آخر تم پر نور تجلی کا پڑا۔ اُسی سے تم بیخود ہوگئے۔ اور ہمارے بھید کو تم نے آشکارا کیا۔ اے موسٰے ہمارے بہت سے بندے اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آخر زمانہ میں پیدا ہونگے۔ کہ ہمارے نور کی تجلی ان کے دلوں پر ہر دن میں ہزار ہزار بار ہوگی اور ذرہ برابر بھی ان میں تجاوز نہ ہوگا۔ بلکہ فریاد کرینگے اور کہینگے۔ اِشْتِیَاقِیْ مُحَبَّتِیْ اِلَی الْحَبِیْبِ (میرا اشتیاق میری محبت اپنے دوست کی طرف ابھی ویسا ہی باقی ہے جیسا پہلے تھا) یاد رکھو کہ یہ درد عشق کی آگ بجز دل درویش وعاشق کے کہیں قرار نہیں پکڑتی۔ مبادا اگر صاحب درد اپنے سینہ سے ایک آہ نکالے۔ تو تمام عالم مشرق سے مغرب تک جلکر خاک سیاہ ہوجائے۔ اور جب حضرت موسٰے علیہ السلام انوار تجلی عشق سے مشرف ہوئے۔ تو آپ کے روئے مبارک پر انوار تجلی تابان ہوئے حکم ہؤا اے موسٰے اپنے مُنہ پر نقاب ڈالو حضرت موسٰے علیہ السلام نے اپنے روئے مبارک پر جو نقاب ڈالتے۔ انوار تجلی سے سوختہ ہوجاتا۔ یہانتک کہ آپ نے زر ونقرہ سے بھی نقاب بنا کر ڈالا وہ بھی سوختہ ہوگیا۔ حکم ہؤا اے موسٰی اگر تم اسی طرح ہزاروں نقاب ڈالتے رہو گے۔ تو سب کے سب سوختہ ہوتے جائینگے۔ اور تمہارے منہ پر ایک نہ ٹھیریگا۔ مگر وہ نقاب جو عارف باللہ فنافی اللہ دلق پوشوں کی گدڑی سے ایک ٹکڑا لیکر اُس کا نقاب اپنے مُنہ پر ڈالو۔ تو وہ نقاب تمہارے مُنہ پر ٹھیریگا حضرت موسٰی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اور یہ نقاب اُن کے روئے مبارک پر قائم رہا۔ اور سوختہ نہیں ہؤا حضرت موسٰے علیہ السلام نے عرض کی۔ اے پروردگار یہ نقاب کیوں

سوختہ نہیں ہوا حکم ہوا۔ اے موسےٰ یہ ٹکڑا درویشوں کی دلق کا ہے۔ اور جو کچھ اُن کے وجود میں ہے بجز غیر ماسوے اللہ کے نہیں ہے اور تجلی سِرّ اللہ سے ان کا وجود دریا ہو رہا ہے۔ اور رحمتِ الٰہی کی کشتی شب و روز اس میں جاری ہے۔ فقر سرّ اللہ ہے۔ اور اللہ سِر فقر فقیر انسان ہے اور باقی لوگ حیوان ہیں جیسا کہ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا سر ہے اور میں اس کا سر ہوں) آیا ہے ؎

بوقتے^۱ سجدہ کردم پیشِ معبود	کہ منبرِ مسجد و کعبہ نہ جا بود
نہ بودہ نفس و شیطان کفر و اسلام	نہ بودہ جسم و جان و روح اعظام
نہ بودہ انبیاؑ و اولیا نہ	بہ ہر یک را دہم آنجا نشاں نہ
ہمہ نابود بودے ما چہ بودم	فنا فی اللہ بحق وحدت ربودم

اَلْاٰنَ^۲ کَمَا کَانَ خدائے تعالےٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا ؎

حقیقت^۳ ابتدا از من چہ پرسی	نہ کُن بود و نہ بودے عرش و کرسی
نبودہ ہیچکس ہم آں خدا بود	کجا بودے من ایں تو ایں بمقصود
نبودے^۴ شش جہانش زیر و بالا	بقدرت خویش بودے حقتعالیٰ
مکان حق بود در لامکانے	کہ سِرِّ عاشقاں سرے نہانے

اور جب کہ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ وَالْاٰفَۃُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ (سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں خلط ملط میں ہیں) آیا ہے۔ اسی لئے فقیر کثرت کو چھوڑ کر وحدت اختیار کرتا ہے اور بجز دیدار الٰہی کے اور کسی طرف رُخ نہیں کرتا ہے ؎

بجز^۵ دیدار حق مُردار باشد	کہ عاشق طالبِ دیدار باشد

---

۱ میں نے خدائے تعالےٰ کو ایسے وقت سجدہ کیا کہ اُس وقت نہ منبر تھا نہ مسجد تھی نہ کعبہ تھا اور نہ کوئی مکان تھا نہ نفس شیطان تھا نہ کفر و اسلام تھا۔ نہ جسم و جان تھی اور نہ روح و اعظام (ہڈیاں) تھیں نہ انبیا تھے اور نہ اولیا تھے اور کسی کا بھی وہاں نشان نہ تھا اور سب اس وقت نابود تھے۔ اور میں بھی نہ تھا۔ بلکہ وحدت الٰہی میں فنا تھا +

۲ ان تمام تعینات سے خدائے تعالےٰ کی ذات میں کچھ بھی تغیر نہیں واقع ہوا۔ بلکہ اس کی شان اب بھی ویسی ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی +

۳ ابتدائے حقیقت تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے اُس وقت تو نہ کُن تھا اور نہ عرش و کرسی تھی اور اُس وقت کوئی بھی نہیں تھا۔ صرف خدا تعالیٰ کی ذات تھی اور نہ میں اور نہ تو کوئی بھی نہیں اور حقیقت ابتدا کی ترکیب ابتدا سے حقیقت مقلوب ہے اور اضافت مقلوبی میں کسرۂ اضافت نہیں آتا +

۴ نیچے اور اوپر کہیں بھی شش جہات نہ تھے صرف خدائے تعالےٰ اپنی قدرت سے موجود تھا۔ اور اب خدائے تعالےٰ کا مکان لامکان میں ہے۔ اسی لئے عاشقان خدا کا راز سِر مخفی ہوتا ہے +

۵ بجز دیدار الٰہی کے جو کچھ ہے وہ سب مردار اور حرام ہے۔ کیونکہ عاشق صرف دیدار کا طالب ہوتا ہے +

حکم ہوًا۔ اے موسٰی تمہاری نظر فنا فی اللہ پر غالب نہ آسکیگی +

پس معلوم ہوًا کہ طائفہ فقرا کی سرشت پر توِ عشق و انوارِ تجلّی کی خاک سے ہے۔ جیسا کہ میں نے کتاب ذات المحبتی میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جس روز خدا تعالیٰ نے اپنے علم قدرت سے اہلِ عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرنا چاہا۔ تو اُس خاک پر جس سے انہیں پیدا کرنیکا ارادہ کیا۔ رحمت کی نظر ڈالی۔ اور اُسے شوق و اشتیاق اور عیش و عشرت اور خوشی و خرمی کی نگاہ سے دیکھا۔ تو اس خاک میں اسرار و محبت ظاہر ہوئی۔ اور اُسے جنبش ہوئی۔ اور وہ سُکر میں ہو کر رقص کرتی ہوئی فریاد کرنے لگی اَنَا الْمُشْتَاقُ اِلّا فِی لِقَائِی (میں مشتاق ہوں مگر صرف دیدار کے وقت) اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے اہلِ عشق کو پیدا کیا۔ اسی لئے حضرت موسٰے علیہ السلام نے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (اے پروردگار مجھے اپنا دیدار دکھا) عرض کی۔ ارشاد ہوًا + لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ (اے موسٰی تم نہ دیکھ سکوگے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف نظر کرو۔ اگر ہماری تجلّی سے یہ پہاڑ ٹھیرا رہے تو تم مجھے دیکھ سکوگے ورنہ نہیں، آخر کو آپ نہ مانے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تشفی کے لئے کوہِ طور پر تجلّی کی فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا (پھر جب اللہ تعالیٰ نے طور پر اپنی تجلّی کی تو وہ پاش پاش ہوگیا اور موسٰی بیہوش ہو کر گر گئے پھر جب موسٰے علیہ السلام ہوش میں آئے۔ اور اپنی تشفی پوری کر چکے۔ تو خدا تعالیٰ کی جناب میں اپنی جرأت کی معافی مانگی۔ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ یٰمُوْسٰٓى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَبِكَلَامِیْ فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ (پھر جب موسٰی ہوش میں آئے۔ تو کہا اے پروردگار پاک ہے تیری ذات۔ میں نے توبہ کی اور میں سب سے پہلے تجھ پر ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ پروردگار نے کہا اے موسٰے میں نے تجھے لوگوں میں سے چُن لیا ہے رسالت کے لئے اور اپنے کلام کرنے کے لئے۔ سو تو میری یہ نشانی لے اور میری شکر گذاری کرتا رہ) +

ذکرِ مشاہدہ

مشاہدہ کی پندرہ قسمیں ہیں۔ ان میں سے چودہ مقام ناسوت میں اور ایک مقام لاہوت سے ہے۔ جو خاص مقام ذات و توحید صرف باریتعالےٰ کا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کی شرح مذکور ہے

چنانچہ مقاماتِ مشاہدہ تسبیح زبان و مشاہدات نفس و قلب و روح و آفتاب و ماہتاب و جن و ملائکہ و شیطان و آتش و باد و خاک و آب وصورت شیخ مقامِ ناسُوت سے ہیں۔ اور مشاہدہ مقام توحید فنافی اللہ بقا باللہ مقام لاہوت سے ہے اور یہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ (جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو مشاہدہ الٰہی فقیر کو حاصل ہوتا ہے) کا مقام ہے۔ جب فقیر اس جگہ آتا ہے ہمہ اوست در مغز و پوست ہوجاتا ہے۔ اور طالب اللہ جب مقام توحید میں غرق ہوجاتا ہے تو اِن چودہ مقامات سے جدا ہوتا ہے ؎

هر که بیند روئے فقرش صبح و شام آتش دوزخ بروگردد حرام[۱]

اے باہُو چونکہ خدا تعالےٰ تیرا ہم نفس ہے۔ اس لئے تو بھی اُس سے ہم نفس ہے۔ اَلْعَافِیَۃُ بِالْعَافِیَۃِ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ (عافیت سے عافیت حاصل ہوتی ہے۔ اور سلام اُس پر جو نیک بات کی پیروی کرے)۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس ؎

تو عین تجلی و تجلی مجو بستر تجلی تو شوی عین او[۲]
نور نورش با ہمہ بودہ ظہور ہرچہ بینی او از و گشتست نور
آں نور تجلی بوسے کوہِ طور با عین عیان است مراحق حضور
ہم دم است و ہمقدم ہم درکنار گر تو چشمے داشتے با حق نگار

خاص الخاص کی تجلی یہ ہے کہ برزخ اسم اللہ سے حاصل ہوتی ہے جو اسم اعظم ہے ؎

تو بخود مغرور و از حق بے خبر کے رسی در معرفت اے بے بصر[۳]

قیامت کے روز جب عاشقوں کو مقامِ تجلی میں بُلایا جائیگا۔ تو ہر ایک عاشق کو سامنے لے جائینگے حق سبحانہٗ تعالےٰ ہزار ہزار بار فرمائیگا۔ کہ ہمارا دیدار دیکھو۔ ہر فقیر پر ہر بار تجلی ہوگی۔ اور وہ ستر ہزار سال تک بیہوش پڑا رہیگا۔ اور جب ہوش میں آئیگا۔ تو فریاد کریگا۔ ھَلْ مِنْ مَّزِیْد (کچھ اور بھی کچھ اور بھی) پھر تجلی ہوگی۔ اور ستر ہزار سال کے بعد اپنے مقام پر آئیگا۔ اسی طرح فقیر فنا فی اللہ کا سر سے پیر تک انوار تجلی سے پُر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ

---

[۱] جو شخص کہ شب و روز مقام فقر فنافی اللہ سے مشرف ہوتا ہے آتش دوزخ اس پر حرام ہوجاتی ہے۔
[۲] تو بذاتِ خود اُسکی ایک تجلی ہے اب دوسری تجلی کیا ڈھونڈھتا ہے اور اُسی کے راز کو دریافت کرتا ہے کہ عین حقیقت کا مشاہدہ کرے اُسی کے نور کا پرتو سب پر ظاہر ہوا ہے۔ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے اُسی کے پرتو سے روشن ہو رہا ہے۔ وہی نور تجلی حضرت موسیٰ پر کوہِ طور سے ظاہر ہوا مگر مجھے اپنی ظاہری آنکھوں سے حق حضوری عیاں ہے۔ اور وہ میرے ساتھ ہمدم و ہمقدم ہے اور بالکل نزدیک ہے اگر تیری آنکھیں بھی حق نگار ہوتیں۔ تو تجھے بھی نظر آتا
[۳] تو اپنی خودی میں مغرور ہو کر حق سے بیخبر ہو رہا ہے۔ تو اس طرح سے بے بصر ہو کر معرفت کے مقام میں کب پہنچ سکتا ہے

قصہ منقول ہے کہ وہ اپنے مکان پر تشریف رکھتی تھیں۔ اتفاقاً شب کو چند اولیاء اللہ ان کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ مگر بے سروسامانی کی وجہ سے ان کا مکان تاریک تھا۔ اور اس میں روشنی مطلق نہ تھی۔ یہ لوگ حیران ہوئے کہ ایک دوسرے کو نظر نہیں آسکتا تھا حضرت رابعہ بصریؒ نے یہ حال دیکھ کر اپنی انگشت مبارک پر دم کیا۔ اور ان کی دو انگلیوں میں سے آفتاب کی طرح ایک شعلہ ظاہر ہوا اور قندیل سے زیادہ صاف روشنی دینے لگا۔ حاضرین متعجب ہوئے۔ اور خوشنود ہو کر واپس گئے۔ معلوم ہوا کہ فقیر فنا فی اللہ کا وجود ہمہ تن تجلی ہے۔ کیونکہ فقر عین ذات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور تمام تجلیات نور اللہ تعالےٰ سے روشن ہیں ؎

از سرو پائے تجلی گشت نُور — من ازاں نورم کہ نور از من ظہور

فقرا کا وجود نور سے ہوتا ہے اور عوام کا وجود اربعہ عناصر سے۔ فقیر جب چاہتا ہے۔ کہ اُس کے وجود کی آگ آگ ہو جائے۔ اور اس کے وجود کا پانی، پانی ہو جائے۔ اور ہوا، ہوا اور خاک، خاک ہو جائے۔ تو اُس وقت آگ آگ میں ملجاتی ہے اور پانی پانی ملجاتا ہے۔ اور ہوا ہوا میں اور خاک خاک میں ملجاتی ہے۔ اور ان کا وجود ایک لطیف شعلہ ہوتا ہے۔ جو عشق کی آگ سے بھڑکتا اور بجز ذات معشوق کے قرار نہیں لیتا ہے اور جب تک اپنے معشوق کو نہیں دیکھتا ازل سے ابد تک مشتاق ہو کر پریشان رہتا ہے۔ کیونکہ چار چیزوں کو قرار نہیں۔ آفتاب و ماہتاب کو اور عاشق و باد کو۔

عشق الٰہی کے لزومات

یاد رہے کہ فقیر فنا فی اللہ عشق الٰہی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب تک وہ گیارہ چیزوں کو ترک نہ کرے:۔

اوّل، اکسیر۔ دوم تکسیر۔ سوم، علوم۔ چہارم، ذکر۔ پنجم، فکر۔ ششم، امید بہشت۔ ہفتم، بیم دوزخ۔ ہشتم، حُبّ دنیا و زر و مال وغیرہ ہم۔ نہم، رجوعات خلق۔ دہم، ناموس۔ یازدہم، مجلس اہل دنیا۔

تا وقتیکہ فقیر ان تمام چیزوں کو ترک نہ کرے راہ ربّانی اُسے حاصل نہیں ہوتی۔ کیونکہ دنیا فانی ہے۔ اور ان تمام چیزوں کا تعلق اس سے ہے جیسا کہ اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا صَوْمٌ

ؒ سر سے پیر تک اس کے نور کی تجلی ظاہر ہو رہی ہے۔ میں اُس نور سے ہوں جس کے نور کا پرتو مجھ سے ظاہر ہے۔

(دُنیا درحقیقت گویا ایک روز ہے اور ہمارے لئے گویا روزہ ہے) اور دوسری حدیث میں اَلدُّنیَا ظِلٌّ زَائِلٌ (دنیا ایک سایہ ہے جو جاتا رہیگا) اور وارد ہُوا ہے +

اللہ بس ماسوے اللہ ہوس

اللہ

اللہ بس ماسوے اللہ ہوس

باب سوم

مُرشد و طالب کے خصوصیات

اس بات کا جاننا بھی ضرور ہے کہ مرشد کامل کسے کہتے ہیں۔ اور وہ کیا وصف و خاصیت رکھتا ہے۔ اور کیونکر بذریعہ سلوک کے توحید میں غرق کرتا ہے۔ اور وہ کس طرح مجلس محمدیؐ میں پہنچاتا ہے۔ اور خود وہ کیا مراتب رکھتا ہے۔ اور اُس سے طالب کو کیا حاصل ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ مرشد فنا فی اللہ لقا باللہ صاحب تصرف ہوتا ہے۔ اور یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ (مارتا جلاتا ہے یعنی مُردہ دل کو زندہ اور زندہ نفس کو مُردہ کرتا ہے) اُس کی صفت ہوتی ہے۔ اور گویا وہ خود سنگِ پارس ہے۔ اور اُس کی نظر طالب کے حق میں کسوٹی ہے۔ اور خوئے بد کو وہ تبدیل کر دیتا ہے جس طرح سے رنگریز کپڑے کو عمدہ سے عمدہ رنگ میں رنگ سکتا ہے۔ اور جس طرح سے کہ تنبولی اپنے پانوں کی نگہبانی کرتا ہے۔ اسی طرح مرشد کامل طالب اللہ کی حفاظت کرتا ہے کیونکہ وہ خلق محمدیؐ سے موصوف اور مادر و پدر سے زیادہ اس پر مہربان ہوتا ہے اور راہ ربانی بتاتا اور ہر منزل میں مشکلکشا ہوتا ہے۔ اور اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْحَاجَۃِ (صبر تمام حاجتوں کی کنجی ہے) کی تعلیم دیکر زر و مال سے بے نیاز بناتا ہے۔ طالب اُس کے عزیز ہوتے ہیں اور وہ ان کا مربی شفیق ہوتا ہے۔ اور فقرا کی طرح مفلس اور غسالوں کی طرح مُردہ شو ہوتا ہے نہیں نہیں۔ بلکہ وہ ناپاک اور مُردہ دلوں کو غسل دیکر اُنہیں پاک اور زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح طالب کو بھی چاہیئے کہ وہ فقر و فاقہ پر ثابت قدم رہے۔ اور مصائب و سختی سے روگرداں نہ ہو، ورنہ اس کی نااہلی ثابت ہوگی۔ اور وہ مرشد کے فیض سے محروم رہیگا کیونکہ مرشد طالب کے حق میں گل کوب کی طرح ہوتا ہے۔

دیگر کمہار مٹی کو گلکوب سے کس طرح کوٹتا پیٹتا ہے۔ اور اُس کی ایک عُمدہ سے عُمدہ صورت بنا کر تیار کرتا ہے یہی مثال مرشد کامل کی ہے۔ بشرطیکہ وہ خدابین ہو۔ ورنہ ع

اوؔ خویشتن گم است کرا رہبری کند

کی مثال صادق آئیگی ؎

مرشدانِ ایں زمانہ زرؔ بگیر ہر کہ نذرش میکند آں بینظیر

مرشدانِ ایں زمانہ زرؔ پرست وزن پرست

زن پرست و زر پرست و دل سیاہ و خود پرست

مرشدانِ واصلانِ حق عشق سوزؔ ہر دم ہر ساعتے سوز و شب و روز

انسان کے وجود میں اُس کے مقامات

انسان کے وجود کی مثال دودھ جیسی ہے۔ کہ دہی۔ چھاچھ۔ مسکہ۔ گھی سب دودھ سے بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں نفس و قلب و روح و سِتر وغیرہ مقامات کا ایک ہی خانہ ہے۔ اور ذکر و اشغال و ریاضت و تربیت مرشد سے اس میں یکے بعد دیگرے ہر ایک میں تجلّی ہو کر اُس کا ظہور ہوتا ہے اور جس طرح دہی جمانے والا دُودھ میں بقدر ضرورت دہی ڈالتا ہے۔ اور پھر اُسے جما کر چھاچھ اور مسکہ جدا کر لیتا ہے اور مسکہ کو تپا کر اُسے خالص گھی بناتا ہے۔ اسی طرح مرشد طالب اللہ کے وجود میں مقامات نفس و قلب و روح و سِتر و توفیق الٰہی و مقاماتِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت و مقامات خنّاس و خرطوم شیطان حرص۔ حسد۔ بغض۔ کبر۔ غرور کو جُدا جُدا کرتا ہے تاکہ محمودات کو باقی رکھے اور مذمومات کو نکال ڈالے جیسطرح قصّاب جانور مذبوح کی اوّل کھال جُدا کرتا ہے۔ پھر اُس کے تمام اجزا کو علٰحدہ علٰحدہ کرتا ہے۔ اور اُس میں جس قدر رگ و پٹھے ہوتے ہیں۔ اُن سے واقف ہوتا ہے۔ اور اُنہیں نکال کر الگ ڈال دیتا ہے۔ اور نرم و سخت گوشت کو پہچانتا ہے اور عُمدہ کو ردّی سے علٰحدہ رکھتا ہے

۱؎ وہ خود گم ہے۔ دوسروں کی کیا رہبری کریگا +

۲؎ جب اس زمانہ کے مرشدوں کے پاس جاتے تو ان کے لئے زر لیجا۔ جو شخص کہ انہیں زر دیتا ہے وہی شخص بینظیر ہے +

۳؎ اس زمانہ کے مرشدوں کا حال کیا بیان کروں وہ تو زر پرست و زن پرست ہیں۔ اور زر پرستی و زن پرستی سے سیاہ دل ہو کر خود پرست ہو گئے +

۴؎ مرشدانِ واصلانِ حق عشق سوز ہوتے ہیں۔ اور اسی کی تپش میں شب و روز جلتے رہتے ہیں +

مرشد کامل و مکمل ایسا ہونا چاہئے۔ کہ تمام مقامات سے خوب واقف ہو +
چار مرشدوں کا ہاتھ پکڑنا چاہئے (۱) مرشدِ شریعت (۲) مرشدِ طریقت (۳) مرشدِ حقیقت (۴) مرشدِ معرفت +
مرشد شریعت۔ بنائے اسلام کلمہ۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ پر قائم رہتا ہے۔ اور مرشد طریقت، گردن میں بندگی کا طوق ڈال کر دو نو جہان سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اور مرشد حقیقت، نفس کشی اور اس کی سرکوبی میں جانبازی کرتا ہے۔ اور مرشد معرفت، سِرّ اسرار پر مطلع ہو کر صاحب راز ہوتا ہے۔ جو شخص کہ طالب اللہ کو ان مراتب تک نہ پہنچا سکے وہ مکار و دغا باز ہے۔ اسی طرح جو شخص کہ زہد و تقویٰ میں رہتا اور ریاضت و چلہ کشی بہت کچھ کرتا ہے۔ مگر باطن سے بیخبر ہے۔ وہ بھی گمراہی کے بیابان میں پڑا ہوا ہے +

صاحب باطن و صاحب بطن

فقیر دو طرح کے ہوتے ہیں، صاحب باطن و صاحب بطن۔ صاحب بطن حیوانوں کیطرح شکم پُری کرتا اور باطن سے بے خبر ہوتا ہے۔ آخر کو اپنا انجام خراب کرتا ہے اور صاحب باطن بقدر ضرورت کھاتا اور اس سے دوچند اس کے وجود میں نور کا ظہور ہوتا ہے۔ شکم فقیر تنور اور ان کا قلب بَیتُ المعمور ہوتا ہے۔ اور اُن کی خواب حضور و بیداری ہوتی ہے زاہد طالب بہشت ان کے نزدیک مزدور ہے۔ اور اُس کی آخرت مغفور ہے +

صاحب زر و صاحب نظر

مرشد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ مرشد صاحب زر و مرشد صاحب نظر۔ اور مرشد فصلی سالی اور مرشد وصالی لازوالی سے بھی یہی مراد ہے۔ مرشد کامل پھلدار اور سایہ دار دونو درختوں کی خاصیت رکھتا ہے۔ اور جس طرح لوگ پھلدار درخت سے پھل کھاتے ہیں اور سایہ دار درخت سے آفتاب کی تپش سے آرام پاتے ہیں۔ اسی طرح مرشد کامل طالب کو ہر زمانہ میں فیض پہنچاتا ہے اور جسطرح مرشد کو دشمن دُنیا اور دوست دین ہونا چاہئے۔ اسی طرح طالب کو بھی صاحب یقین ہونا چاہئے کہ مرشد سے اپنے جان و مال میں کچھ دریغ نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے۔
تَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ (جس طرح ترک دنیا تمام عبادت

کی جڑ ہے اسی طرح حُبِّ دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے) اور مرشد طالب کے لئے وسیلہ ہوتا ہے اور وسیلہ فضیلت سے بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ فضیلت گناہ سے مانع نہیں ہوتی اور وسیلہ گناہ سے مانع ہوتا ہے۔ اور اُس سے بچاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حضرت زلیخا کے واقعہ میں اللہ تعالےٰ نے اُنہیں اپنی نشانی بتائی اور وہ اپنے قصد سے باز رہے۔ اور جیسا کہ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَنَبِیٍّ فِیْ اُمَّتِیْ (شیخ قوم میری اُمت میں بمنزلہ نبی کے ہوگا) وارد ہوا ہے۔ اور مرشد کامل ایک نظر سے طالب علم کے علوم بھُلا دیتا ہے۔ اور طالب جاہل کو اُس سے آگاہ کر دیتا ہے ؎

گر ترا علم است یا حلم است یا دانش عظیم
بے وسیلت میرساند مر ترا راہے رجیم[۱]

اَلْوَسِیْلَۃُ دَرَجَۃٌ (وسیلہ ایک درجۂ عظیم ہے) حدیث شریف میں آیا ہے اور وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (تم اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو) اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے +

تلقین کا بیان اور اُس کی تمثیل

تلقین سے یہ مراد ہے۔ کہ دنیا کو ترک کر دے۔ اور ماسوائے اللہ کو طلاق دیدے۔ اور اللہ تعالےٰ پر توکل کرے۔ جو شخص کہ صاحبِ تلقین نہیں۔ صاحبِ یقین نہیں۔ اور ذکر اللہ و اسم اللہ کی مثال شیر جیسی ہے جس جگہ شیر رہتا ہے۔ اُس جگہ اور جانور نہیں آسکتے۔ اسی طرح جس دل میں ذکر اللہ اور اسم اللہ ہوتا ہے۔ اُس دل میں خطرات اور توہمات نہیں رہنے پاتے۔ اور اگر توہمات اور خطرات پیدا ہوں۔ تو جاننا چاہیئے۔ کہ ذکر اللہ نے ابھی اثر نہیں کیا +

عارفِ دُنیا اور عارفِ عُقبےٰ اور عارفِ مَولا

عارف کی یہ صفت ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ (جسے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے اس کی زبان بند ہوتی ہے) اور وہ اس صفت سے بھی موصوف ہوتا ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُہٗ (جسے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے حق گوئی میں اس کی زبان کھُل جاتی ہے) اور عارف کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ اوّل عارفِ دُنیا۔ دوم عارفِ عُقبےٰ۔

[۱] اگرچہ تجھے علم اور حلم اور عقل بھی حاصل ہو۔ تب بھی بے وسیلہ کے گمراہی میں پڑ جانے کا خوف ہے +

سوم عارف مولا ؛

عارف دُنیا، طالب زرمال وجاہ و رجُوعات خلق ہے۔ اور وہ طالب مرید استخوان رہتا ہے۔ اور بادشاہ و سلاطین کے نزدیک اپنی کشف وکرامات کا خواہاں ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ مخنث کا ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس اس کے طالبوں کا بھی حال واضح ہے ؛

عارف عقبےٰ، زاہد و عابد اہل علم متقی و پرہیزگار ہوتا ہے۔ اور دوزخ سے ترساں اور بہشت کا خواہاں ہو کر خدائے تعالےٰ کی عبادت کرتا ہے۔ یہ مرتبہ مؤنث کا ہے۔ اور اسی طرح اس کے طالب بھی مؤنث ہیں سے

زاہدا[1] از بیم دوزخ چند ترسانی مرا
آتشے دارم کہ دوزخ نزد آں خاکستر است

اور عارف مولا۔ عارف باللہ غرق توحید و حضور ہوتا ہے۔ اور دنیا سے دونوں سے کوسوں دور رہتا ہے۔ اور ذکر و فکر میں مشغول و مصروف ہو کر اسی میں مسرور رہتا ہے! اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؛

لطیفہ

اللہ کے نام پر (الف) ہے اور انسان اور اَحَد پر بھی (الف) ہے پس انسان اہل سِر کو کہتے ہیں۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان کامل میرا ایک راز ہے اور میں اُس کا راز ہوں) اور دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان ہیں تو اب دوسرا شخص بھی انسان جب ہوگا کہ اس کا تابعدار اور پیرو بنے۔ اور خدائے تعالےٰ نے انسان کو بڑی فضیلت عطا کی کہ اُسے رسالت سے ممتاز کیا۔ اور اسی طرح آدم پر بھی (الف) ہے تو آدمی وہی ہے جو آدمیت حاصل کرے ورنہ حیوان ہے۔ اور جو شخص کہ خدا و رسولؐ سے نزدیک ہوتا ہے وہ لذت دنیاوی اور نفس و شیطان سے دور ہوتا ہے۔ اور جو شخص دنیائے دوں اور خواہش نفسانی اور حرکات شیطانی سے نزدیک ہوتا ہے وہ خدا و رسولؐ سے دور ہوتا ہے ؛

اِستغراق

استغراق کی دو قسمیں ہیں۔ استغراق مجلس محمدیؐ اور استغراق توحید فنا فی اللہ۔

---

[1] اے زاہد تو مجھے دوزخ سے کیا ڈراتا ہے میرے سینہ میں خود وہ آگ ہے جس کے سامنے دوزخ خاک ہے ؛

اہل مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، عارف ہے۔ اور صاحب استغراق توحید فنا فی اللہ، معارف ہے۔ عارف مرشد کامل کو کہتے ہیں۔ اور معارف مرشد مکمل کو کہتے ہیں۔ اور مرشد وہ ہے جو کامل و مکمل ہو۔ عارف اپنے جسد ظاہری سے مجلس حضور میں باریاب ہوتا ہے۔ اور معارف جسد روحانی سے مشرف ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب معارف سے ہمکلام ہوتے ہیں تو اہل مجلس اُسے نہیں دیکھتے۔ اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں، معارف سے کہ اپنے جسد ظاہر سے زمین پر موجود ہے اور جسم روحانی سے ہمارے پاس حاضر ہے۔ اور دیوانہ و عاشق خدا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ (میرے اولیا میری قبا میں پوشیدہ ہیں۔ اُنہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا) +

معارف پر کشف و کرامات بند ہوتی ہے

جس کسی کو اللہ تعالےٰ نے معارف فقر فنا فی اللہ کا مرتبہ عطا کرتا ہے۔ اُسے علم باطنی میں عالم و فاضل بناتا ہے۔ اور اُس پر کشف و کرامت کی راہ بند کرتا ہے۔ کیونکہ فقر کی دو راہیں ہیں۔ ایک فقر بکرم۔ دوم فقر بکرامات۔ اور فقر بکرم میں بھی دو راہیں ہیں۔ ایک کرم بکمالیت دوم بکبر۔ چنانچہ شیطان کرم کمالیت کی طرف نظر نہیں آتا۔ اور کبر و کرامات کی طرف آتا ہے جس طرح خود اس سے اَنَا واقع ہوا۔ اور اُس نے اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کہا۔ اور فقر دُعا یا بددُعا کا نام نہیں ہے۔ کہ کسی کو دُعا دیدی یا کسی کو بددعا کر دی اور وہ پوری بھی ہو گئی۔ بلکہ فقرا کے دعا و پیغام میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ البتہ فُقرا کو وہم و جذب ہوتا ہے۔ ان کا وہم رحمت خدا اور ان کا جذب قہر نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ +

مرشد کا مرید کے لئے آئینہ ہونا

مرشد مرید کے لئے آئینہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ (مومن مومن کے لئے آئینہ ہوتا ہے) جس طرح آئینہ سے سُرخ و سیاہ بھلا بُرا جو کچھ ہو صاف نظر آتا ہے۔ اسی طرح مرشد تحقیق کرتا ہے۔ کہ طالب کو طلب حق ہے یا طلب غیر اور طالب اپنے ارادہ کے موافق مقصود کو پہنچتا ہے کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ (ہر چیز اپنی

اصلیت کی طرف رجوع کرتی ہے۔ پس طالب کو جاسوس سے ڈرنا چاہئے۔ جیسا کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔ اِخْوَانُ هٰذَا الزَّمَانِ جَوَاسِيْسُ الْعُيُوْبِ (اس زمانہ کے احباب عیبوں کے جاسوس ہیں) اور جس طرح سُنار سونے چاندی کو بوتہ میں ڈال کر امتحان کے لئے آگ پر رکھتا ہے۔ اور اُسے پگھلا کر دیکھتا ہے۔ اسی طرح مرشد طالب کا امتحان کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْبَلَاءِ كَمَا يُجَرَّبُ الذَّهَبُ بِالنَّارِ (اللہ تعالےٰ مصیبتیں ڈال کر ایمان والوں کا امتحان کرتا ہے جس طرح سونے چاندی کا امتحان آگ پر ہوتا ہے) مگر معدہ آدمی کا دشمن ہے۔ اس لئے فقیر کو چاہئے۔ کہ طمع نہ کرے اور اگر کوئی کچھ دے۔ تو اُسے واپس نہ کرے۔ اور جو کچھ پائے اُسے جمع نہ کرے۔ فقیر کے لئے وصال و ملاقات ہے اور بطن کے لئے کشف و کرامات ہے۔ اور وصال و ملاقات مقام لاہوت سے ہے اور کشف و کرامات مقام ناسُوت سے ہے۔ اور ملاقاتِ حضور پُرنور شرف الاولیاء احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت سے مشرف ہونا۔ اور غرق توحید و وحدانیت اور مقام ربوبیت میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہونا ہے۔ اور جو شخص کہ ملازمت مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوتا ہے۔ حقیقت حال سے واقف و آگاہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مقام طریقت سے بھی وہی آگاہ ہوتا ہے جو مقام طریقت سے مشرف ہوتا ہے اور یہی حال مقام حقیقت و معرفت و مقام عشق و محبت کا ہے۔ جو شخص کہ ان مقامات سے مشرف ہوگا وہی ان کی حقیقت و حال سے واقف ہوگا۔ اور کسی دوسرے شخص کو مقام عشق و محبت کی کیا خبر۔ جو شخص مقام عشق سے آگاہ ہوگا۔ اور جس شخص کو مقام محبت میں دستگاہ ہوگی وہی اس سے باخبر ہوگا۔ اور جس شخص کو خدا کی ذات مدنظر ہے دو نو جہان اُس کی پیش نظر ہے اور جو شخص مقامِ حضور رفقر فنا فی اللہ کو طے کرتا ہے۔ اور مراتب ہر مراتب اُس کو حاصل کر لیتا ہے ہر ایک کو جانتا اور سب کو پہچانتا ہے۔ جیسا کہ مَنْ عَرَفَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ (عارف پر کسی چیز کی حقیقت پوشیدہ نہیں رہتی) وارد ہوا ہے ؎

مراتب علم و معرفت

عالم اُسے کہتے ہیں جو عین حق کا طالب ہو۔ اور مولٰنا وہ ہے جو مولا کا طالب ہو۔ اور دانشمند وہ ہے کہ ہمیشہ اپنے نفس پر مدعی رہے اور فاضل اُسے کہتے ہیں کہ محبت جاہ و دنیا چھوڑ کر

توفیق الٰہی کا رفیق ہے۔ جیسا کہ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلدُّنْیَا فَهُوَ کَافِرٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْحُجَّةِ فَهُوَ مُنَافِقٌ وَمَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَوْلٰی فَهُوَ مُسْلِمٌ (دنیا کے لئے علم کا طالب کافر ہے اور حجت اور غلبے کے لئے علم کا طالب منافق ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طلب کے لئے علم کا طالب مسلمان ہے) مگر حق بات کا چھپانا بھی منع ہے۔ اور اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ (حق بات سے چپ رہنے والا شخص شیطان اخرس (گونگا) ہے) آیا ہے اور علم کی بھی دو قسمیں ہیں علم عارفیت و علم عاریت۔ علم عارفیت علم ربوبیت کا نام ہے اور علم عاریت علم دنیائے مُردار ہے۔ دنیا کے لئے اَلدُّنْیَا مَنَامٌ وَعَیْشُ فِیْهَا اِحْتِلَامٌ (دنیا گویا ایک خواب ہے۔ اور اُس کا عیش گویا احتلام ہے) وارد ہے۔ اور جو علم کہ محض دنیا کے لئے پڑھا جائے۔ وہ ابوجہل کا ہمنشین بنائیگا۔ اور جو علم کہ لوجہ اللہ پڑھا جائیگا۔ وہ مجلس محمدی میں پہنچا کر آپ کا ہمنشین بنائیگا۔ اس لئے مرشد کو عالم علم ربوبیت ہونا چاہئے: تاکہ طالب اُس کا متعلم بنے ورنہ مرشد جاہل کیا تعلیم دیگا۔ بلکہ مرشد جاہل دنیائے دوں کی محبت میں آکر حرص و ہوا کا خواہاں ہوگا۔ اور علما راور کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن بنیگا۔ اور کفر میں پڑ کر اس آیت کا مستحق بنیگا۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ یہ لوگ آگ میں رہنے والے ہیں اور اُس میں یہ لوگ ہمیشہ رہینگے) اور فقیر جاہل اپنی روزی محض سبب پر موقوف رکھیگا۔ اور فقیر کامل اپنی روزی کا ذمہ وار خدا کو جانتا ہے۔ اور ان آیات پر نظر رکھتا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا (کوئی جاندار نہیں جس کی روزی کا ذمہ خدا تعالیٰ پر نہ ہو) دوسری آیت میں وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (جو کوئی خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوتا ہے) تیسری آیت وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (خدائے تعالیٰ جسے چاہے اُسے بے حساب روزی دیتا ہے) پس سبب کو چھوڑ کر مسبب کو طلب کرنا چاہئے اور مرشد اُسی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ۵۰

چوں رزق مقدر است گردیدن چیست[1]

رازق بگرداند پرسیدن چیست

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ (ہم نے ان کے درمیان تقسیم کردی ہے)

---

[1] جب رزق مقرر ہے تو پریشانی اور سرگردانی کیوں ہے۔ رازق پہنچائیگا پوچھ گچھ کیا ہے +

اور اسی طرح سے دوسری آیت میں یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ (خدائے تعالےٰ مٹا دیتا ہے جو چاہتا ہے اور باقی رہنے دیتا ہے جو چاہتا ہے۔ اور اُس کے نزدیک لوح محفوظ ہے) فرمایا ہے۔ اور سلوک میں فقر کی استقامت یہی ہے کہ شبِ فاقہ اُس کے لئے معراج ہو۔ مِعْرَاجُ الْفَقْرِ لَیْلَۃُ الْفَاقَۃِ (فاقہ کی رات فقر کے لئے معراج ہوتی ہے)[۵] اور جس جگہ کہ فقیر درویش بھوکا ہو جاتا ہے۔ وہ مقام خراب و پریشان ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس جگہ پر وہ نہ ہو۔ تو تمام عالم تہ وبالا ہو جاوے۔ مگر ہر ایک آبادی درویشوں کے قدم قدم سے معمور و موجود ہے۔ اور ایسا درویش اہل اللہ اور فقیر فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اور اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ (مفلس و محتاج خدا تعالےٰ کی نگہبانی میں ہے) بھی اسی کے لئے آیا ہے باوجود ان تمام مراتب کے فقیری آسان نہیں کہ ہر کسی کو حاصل ہو جائے۔ بلکہ اس کے لئے معرفت میں محو اور اپنی خودی سے فنا ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح نفس مطمئنہ حاصل کرنا چاہئے جیسا کہ ان کے اطمینان کا حال اس آیت میں مذکور ہے۔ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْھُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔ (اور حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے پروردگار مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے ابراہیم کیا تو ابھی اس پر ایمان نہیں لایا۔ جواب دیا کیوں نہیں۔ بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا دل مطمئن ہو جائے فرمایا اچھا تم چار پرندے پکڑو اور اُنہیں اپنے ساتھ ہلا لو۔ پھر اُنہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو۔ اور چار حصّے کر کے چار پہاڑوں پر رکھ دو۔ اور اُنہیں بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑ کر آجائینگے۔ اور جان لو کہ خدا تعالےٰ قوّت اور حکمت والا ہے) ؎

گو بیا را ھُو بگو یہ یا ھُوا[۶]	ایں نجوش خانہ است خلوت با خدا

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرو۔ اس سے مراد نفس کشی ہوتی ہے) یہ ہے اور حیرت کا مقام ہے۔ اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ (جب تمہیں

۵ مجھے یہاں پر ایک حکایت یاد آئی۔ کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کمسن تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور تنگدستی کی وجہ سے فاقہ کی نوبت پہنچی۔ تو انکی والدہ ان سے کہتیں کہ بابا نظام آج ہم خدا کے مہمان ہیں تو حضرت نظام الدینؒ ان کے اس کہنے سے بہت ہی محظوظ ہوتے۔ اور انہیں انتظار رہتا۔ کہ کیا ہمارے گھر میں فاقہ ہو تو والدہ ہمیں یہ کہیں جو انہوں نے پہلے کہا تھا + مترجم

۶ اے باہو مُردہ زندہ ہو کر ہم سے ہُو کہتا ہے۔ اے باہو تو بھی اس گھر میں سو جو خدا تعالیٰ کی خلوت کا مقام ہے +

کسی بات میں حیرت ہو تو قبر والوں سے تقویت حاصل کرو یعنی ان کے حال پر غور کرو) ؎

الٰہی عاشقاں راخویش قدرت جاں گیر کہ عزرائیل درمان نامحرم است

پس مرشد کامل کی یہی صفت ہوتی ہے۔ یُحْيِي الْقَلْبَ وَيُمِيتُ النَّفْسَ (دل کو زندہ کرتا ہے اور نفس کو مارتا ہے) اور مرشد کامل کا فقر تمام اور ما سوے اللہ اُس پر حرام ہوتا ہے۔ اور ازل سے ابد تک وہ صاحب احرام اور حاجی بے حجاب ہوتا ہے۔ اس درجہ کا مرشد درویش کامل ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اس کا ظاہر گناہ ہو۔ لیکن درحقیقت عین ثواب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت موسےٰ اور حضرت خضر علیٰ نبیّنا وعلیہما السّلام کے واقعہ میں گذرا۔ اور سورۂ کہف میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کا تختہ توڑ ڈالا۔ حالانکہ وہ خود بھی اس پر سوار تھے۔ اور ایک دیوار توڑ کر اُسے از سر نو بنا دیا۔ اور ایک لڑکے کو جان سے مار ڈالا۔ ان تینوں واقعات پر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے گرفت کی۔ اور اعتراض کرتے رہے۔ با وجودیکہ خضر علیہ السلام انہیں ان کا عہد یاد دلاتے رہے۔ کہ کیوں میں نے یہ نہ کہا تھا۔ کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ یہ سُن کر حضرت موسےٰ علیہ السلام معافی چاہتے۔ اور فرماتے میں بھول گیا۔ اب نہ کہوں گا۔ آخر کو تیسرے واقعہ پر موسےٰ علیہ السلام سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا (اب تمہاری میری جُدائی ہے۔ اور میں تمہیں ان باتوں میں بھید بتلائے دیتا ہوں جس پر تم صبر نہ کر سکے)[۲]

[۱] یا الٰہی ان عاشقوں کی جان اپنی قدرت سے نکال لے۔ کیونکہ عزرائیل ہمارے درمیان میں نامحرم ہیں

[۲] اس قصہ کی بنا یہ ہوئی۔ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ سے بھی زیادہ جاننے والا کوئی اور شخص ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام چونکہ خدا کے رسول تھے اس لئے اُنہوں نے کہا کہ نہیں۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی اور فرمایا کہ ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جانتا ہے اور تم اُس کے پاس جاؤ اور اُس کا پتہ نشان یہ ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو جب حضرت خضر علیہ السلام کا حال معلوم ہوا۔ تو آپ کو ان سے ملنے کا بہت اشتیاق ہوا۔ اور سفر کر کے اُن کے پاس پہنچے۔ اور ملاقات کی حضرت خضر علیہ السلام نے اُن سے یہ بھی کہدیا تھا۔ کہ تم میری باتوں پر صبر نہ کر سکو گے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا نہیں میں صبر کرونگا۔ اور جس طرح آپ کہینگے اسی طرح آپ کے ساتھ رہونگا۔ آخر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ رہے اور اُن کو جو واقعات پیش آتے گئے۔ اُن پر اعتراض کرتے رہے۔ آخر کو تیسرے واقعہ پر حضرت خضر علیہ السلام نے اُن سے کہا۔ کہ اب تمہارا میرا عہد پورا ہو چکا۔ اور میں تمہیں ان باتوں کی تاویل بتاتا ہوں۔ جن پر تم صبر نہ کر سکے۔ اور وہ تاویلیں یہ ہیں۔ کہ کشتی اُنہوں نے اس لئے توڑ ڈالی کہ ایک ظالم بادشاہ اس طرف آ رہا تھا جو نئی کشتیوں کو اپنے کام میں مفت جبراً لے لیتا۔ جس کا علم موسیٰ علیہ السلام کو نہ تھا۔ اور دیوار اس لئے بنا دی۔ کہ وہ دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ اور اس کے نیچے ان کا دفینہ موجود تھا۔ اور لڑکے کو اس لئے مار ڈالا۔ کہ اس کے ماں باپ نیکبخت و ایماندار تھے۔ اور اُس کی وجہ سے اُن پر کفر کا خوف تھا۔ واللہ اعلم۔ مترجم

حضرت موسٰے علیہ السلام کو علم ظاہری تھا اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطنی پس طالب علم اور مرشد کامل کی مثال مجلس حضرت موسٰے و حضرت خضر علیہما السلام جیسی ہے۔ اور مرشد کامل مثل طبیب کے اور طالب مثل مریض کے ہوتا ہے۔ اور طبیب معالجہ میں کبھی دوائی تلخ اور کبھی دوائی شیریں دیتا ہے مریض کو چاہئے کہ اس دوا کو کھالے تاکہ وہ تندرست ہو جائے +

لطیفہ

مرشد میں چار حرف ہیں۔ اور معرفت میں بھی چار حرف ہیں۔ پس مرشد میں (م) مروّت کی ہے اور (ر) ریاضت کی اور (ش) شوق کی اور (د) درو کی +

کسی بزرگ نے کہا ہے۔ کہ نماز پڑھنا بیواؤں کا کام ہے۔ اور روزہ رکھنا روٹیوں کی بچت ہے۔ اور حج سیر و تماشا ہے۔ جوانمردوں کا کام دل کو قابو میں رکھنا ہے +

مگر فقیر باہُو (مصنف) کہتا ہے۔ کہ دل قبضے میں لانا خام لوگوں کا کام ہے۔ اور اسی طرح خدا کو پہچاننا اور اس کا دیدار کرنا بھی ناتماموں کا انجام ہے۔ اور بشریت سے نکل کر اپنی خودی سے فنا ہو جانا۔ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنا مردوں کا کام ہے پس مرشد صاحب تجربہ اور صاحب درد ہونا چاہئے۔ اور یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کا مصداق بہرحال مرشدی ایک اعلیٰ مرتبہ ہے اور اخصّ الخصّ کا مقام ہے۔ جو مرتبہ عام وخاص اور خاص الخاص سے بڑھ کر ہے اور مقام اخصّ مقام سرّ ہے وچوں پیر من اخص است اعتقاد من ہمراست +

باب چہارم

نفس سے مخالفت اور اُسے زیر کرنیکا بیان

خدائے تعالےٰ کی فرمانبرداری نفس کے خلاف ہے۔ اور اس کی نافرمانی میں وہ خوش اور رضامند ہے +

تمثیل

اور نفس کیا چیز ہے وہ ایک بلا و مار ہے۔ اور اُس کی خصلت خصلت کفار ہے دیکھو مار[۵۲] پیتا وقتیکہ افسوں اور منتر نہ پڑھا جائے۔ اُسے کوئی زیر نہیں کرسکتا۔ اور ہاتھ میں نہیں لے سکتا

[۱] لڑتے ہیں خدا کی راہ میں پہلے گھر کے دشمن پر فتح حاصل کرے تو باہر کے دشمن پر بھی فتح حاصل ہونیکی امید ہو سکتی ہے مترجم

[۵۲] مار یعنی سانپ +

کسی نے مار سے پوچھا کہ جب کوئی تجھ پر افسوں پڑھتا ہے۔ تو تُو اپنے سوراخ سے کیوں نکل آتا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں خدا کے نام پر اپنے سر کو فدا اور اپنی جان کو اُس پر قربان کرتا ہوں۔ جو کوئی میرے دروازہ پر اُس کا نام لیتا ہے، مجھے باہر پاتا ہے۔ پس نفس کی بھی یہی مثال ہے کہ وہ سانپ کے مثل ہے۔ اور انسان کا وجود گویا سوراخ ہے۔ اور اسم اللہ اُس کے لئے افسوں ہے اور اس کی خصلت کفر ہے۔ اور وہ مسلمان نہیں ہوتا۔ مگر شریعت سے اور کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْکُفْرُ بَاطِلٌ (اسلام حق ہے۔ اور کفر باطل ہے) سے

راحتے[۱] گر خویش خواہی نفس را گردن بزن　　　گر وصال حق بخواہی بگذر از فرزند و زن

دیگر

چوں[۲] نفس را گردن زنم نفس مرد حق　　　غیر نفسے کس نیابد عشق حق

جواب باہو از باہو علیہ الرحمۃ

چوں[۳] نفس را گردن زنم ایں نفس مرشد پیشوا و رہنما
ہر مقامے خوش نماید میبرد در کبریا

جواب باہو از باہو علیہ الرحمۃ

نفس[۴] تابع یار بہ اے جاں عزیز　　　نفس را احمق چہ داند بے تمیز

ایضاً

نفس[۵] و راحت جاودانی را گذار　　　تا شوی با حق تعالےٰ یار غار
تا برآید کار تو از کردگار

ایضاً

گر[۶] نفس را گردن زنم ضائع شوم　　　از ہوائے نفس را بیروں کشم
نفس با من یار من با یار او　　　سرّ وحدت آب تقسیم آب جو

---

[۱] اگر تو اپنی راحت چاہتا ہے تو نفس کی گردن اڑا دے۔ اور اسی طرح اگر وصال حق چاہتا ہے تو فرزندوں سے جدا ہو +
[۲] جب نفس کی گردن اڑا دوں تو نفس مرد حق ہو جائیگا۔ نفس کے بغیر کوئی شخص عشق حق نہیں پا سکتا +
[۳] جب نفس کی گردن اڑا دو تو وہ نفس مرشد اور پیشوا ہے۔ ہر مقام کی اچھی طرح سیر کراتا ہے۔ اور مقام کبریا میں لیجاتا ہے +
[۴] نفس دوست کا تابع رہے اے دوست یہی بہتر ہے۔ نفس کی حقیقت کو احمق و بے تمیز کیا جانے +
[۵] نفس و راحت جاودانی کو چھوڑ دے۔ تاکہ خدا تعالیٰ سے یار غار بنا رہے۔ اور تاکہ تیرا کام خدا تعالیٰ کی طرف سے انجام پاتا ہے +
[۶] اگر میں نفس کی گردن اڑا دوں۔ تو میں ضائع ہو جاؤں۔ مگر ہوا و ہوس سے نفس جدا کر لوں۔ اور اب نفس میرا رفیق ہو گیا ہے۔ اور میں نفس کے دوست کا رفیق بنا ہوں۔ کیونکہ وحدت کے دریا سے وحدت کی نہر نکلتی ہے +

ایضاً

نفسؔ دیو دیوانہ است آں دیوے منم
گر خدا بر خود شوم وے را کشم

نفس کافر کے کفر سے بیزار ہو کر کلمہ طیبہ پڑھنا چاہئے۔ اور دین اسلام قبول کرنا چاہئے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ طالب اللہ کو چاہئے۔ کہ ہر دم اور ہر وقت نفس کا خلاف کرے۔ اور اس سے کسی وقت غافل نہ رہے۔ اور خواہ خواب اور بیداری میں ہو۔ یا مستی اور ہوشیاری میں ہو ہمیشہ اس کافر سے جدال و قتال کرتا رہے۔ کیونکہ وہ فقیر کا جانی دشمن ہے۔ اور راہ مولا کا راہزن ہے۔ طالب کسی طرح بھی اس سے غافل نہ رہے اور رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ پر عمل کرے ✦ اور جس طرح انسان کے وجود کی دو قسمیں ہیں۔ وجود لطیف اور وجود کثیف اسی طرح سے نفس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ نفس امّارہ اور نفس مطمئنہ۔ وجود کثیف والے کا نفس امّارہ ہوتا ہے اور وجود لطیف والے کا نفس مُطمئنّہ ہوتا ہے۔ اور نفس مُطمئنّہ اطاعت ظاہری اور باطنی بجالاتا ہے۔ اور روح کے تابع ہوتا ہے۔ اور روح توفیق الٰہی کے تابع ہوتی ہے۔ اور اہل توفیق صاحب ذکر و فکر و اشغال و استغراق فقر فنا فی اللہ ہوتا ہے پس تمام انبیاء و اصفیا اور اولیا اور اہل اللہ و اہل ایمان و اسلام کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ صاحب معرفت ہوتا ہے

کسےؔ در معرفت معروف گردد | کہ سرِّ وحدتش مکشوف گردد
نماند پردۂ زاں سرّ اسرار | کہ عینُ العین بیند یار بایار

دیگر

از نفسؔ خود گم شو کہ بدعت نشود
وز دو جہاں دست بشو کہ رجعت نشود

۱؎ نفس دیو دیوانہ ہے اور وہ دیو میں ہوں۔ اے پروردگار اگر میں اس پر قدرت پاؤں تو اُسے مار ڈالوں ✦

۲؎ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا ہے۔ جہاد اصغر سے کفار کے ساتھ جدال قتال مراد ہے۔ اور جہاد اکبر سے مجاہدہ نفس مراد ہے ✦

۳؎ معرفت میں وہی شخص مشہور ہوتا ہے کہ سرِّ وحدت جس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور جس پر سرّ اسرار کا کوئی پردہ نہیں رہتا بلکہ اپنی ظاہری آنکھوں سے وہ اپنے دوست کا معائنہ کرتا ہے ✦

۴؎ اپنے نفس سے گم ہو جا تاکہ بدعت استدراج نہ ہو سکے اور دو جہان سے خیرباد کہہ کر ایسا کوچ کر کہ پھر رجعت نہ ہو سکے ✦

دیگر

خدا ایک است و دل یک است یکے را جو[1]
تو با یک چوں شوی یک پس نہ ماند دو

اور اسی طرح سے تمام کافر و منافق فاسق و فاجر اور اہل شرب صاحب نفس امارہ ہیں۔ وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى[2]۔ اور جب نفس مطمئنہ اہل روح صاحب ذکر و وجد شوق و اشتیاق و استغراق و اہل غرق توحید فنا فی اللہ اور صاحب فقر فنا فی اللہ نفس نہیں رکھتا ہمہ اوست در مغز و پوست ہوتا ہے۔ جیسا کہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ[3] آیا ہے +

چنانچہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے کسی نے پوچھا۔ کہ اے رابعہ نفس و شیطان اور دنیا کی بابت تم کیا کہتی ہو۔ اُنہوں نے کہا۔ میں دوست کے ساتھ توحید فنا فی اللہ میں اس طرح غرق ہوں۔ کہ نہ مجھے نفس و شیطان کی کچھ خبر ہے اور نہ دُنیا کی کچھ خبر ہے ؎

بہر قوم[4] میکند ایں نفس محتاج
کسے را نیست نفسش غیر محتاج

فقیر کی سانس ذاکر ہوا کرتی ہے

فقیر کا نفس نہیں ہوتا۔ نفس (سانس) ہوتی ہے۔ اور وہ ہر وقت ذاکر رہتی ہے۔ اور ذکر کی ٹھنڈک سے دل کی تپش کو تسلی دیتی ہے۔ اور اسی طرح فقیر کا کوئی دم ذکر اللہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اور جس کا دل مردہ اور نفس افسردہ ہو وہ صاحب نفس امارہ ہے۔ بیت از باہُو رحمۃ اللہ علیہ ؎

ز نفسے بد نباشد سر ہوائی
کہ دعوے ہمچوں فرعونش خدائی[5]

اور صاحب فقر کو مقام ربوبیت مدنظر ہوتا ہے۔ تو وہ نفس امارہ کی سرکوبی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى (جس نے مقام ربوبیت سے خوف کر کے نفس کو خواہشوں سے روکا۔

---

[1] خدا ایک ہے دل ایک ہے ایک ہی کو طلب کر۔ جب تو ایک کے ساتھ ہو جائیگا دوئی نہ رہیگی +
[2] تم نماز نہ پڑھو جب کہ نشہ میں ہو۔ اور جب نشے کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی تو نفس کی مستی میں قرب الٰہی کیونکر حاصل ہو سکتا ہے +
[3] لی مع اللہ سے وہ پوری حدیث مراد ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے استغراق کا حال بیان فرمایا ہے۔ اور جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے +
[4] انسان کو آدمیوں کا محتاج یہی نفس بناتا ہے۔ مگر جس کا نفس نہیں وہ اُن سے غیر محتاج ہے +
[5] نفس بد سے بڑھ کر کوئی خواہش نہیں۔ کہ ہمیشہ اس کو فرعونیت کا دعویٰ رہتا ہے +

توجنت اُس کاٹھکانا ہے۔ پس اہل نفس بندہ ہوا ہے اور اہل طاعت بندہ خدا ہے۔ اور نفس و شیطان اور دُنیا تینوں کافر ہیں۔ اگر فقیر ان پر جلاد کی طرح قہر و غضب نہ کرے تو وہ صاحب شہوت پرست اور طالب دُنیا ہو جائے۔ اور حُسن پرست اور زیب و زینت کا فدائی اور نفس اور شیطان کا رفیق بن جائے۔ پھر جو شخص لذات نفسانی میں پڑتا اور حیوانوں کی طرح شکم پُری کرتا ہے وہ معصیت اور گناہ میں غرق رہتا ہے۔ اور اس کا دل مُردہ کی طرح جسد گور میں معرفت سے کور اور بے نور رہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ (تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں) کیونکہ نفس راہ خدا سے روکتا ہے اور غیر اللہ کی طرف بُلاتا ہے پس نفس اور شیطان ہمارا رہزن ہے۔ اور شیطان کا رہزن کبر و غرور ہے اور کبر و غُرور جلال قہر الٰہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پیشوا ہیں۔ اور آپ کا پیشوا ہدایت ہے۔ اور ہدایت مہر و جلال الٰہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (خیر اور شر دونوں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں) فرمایا ہے ؎

این خاک را انسان کنم آں نار را شیطاں کنم
ہم ایں کنم ہم آں کنم کس را نباشد ایں خبر

پس زُہد و تقویٰ، ریاضت، صوم و صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ خلاف نفس ہے۔ اور کیا ان سے نفس مر جاتا ہے یہ کہو ہرگز نہیں۔ اور ذکر و فکر مجاہدہ، مشاہدہ، مراقبہ، محاسبہ، وصال حضور بھی خلاف نفس ہے۔ ان سے نفس مرجاتا ہے یہ کہو ہرگز نہیں۔ اوراد وظائف تسبیح، تلاوت قرآن، مسائل فقہ، دلق پوشی، نمد پوشی، خاموشی، جدائی، خلق، نیک خصلتی بھی خلاف نفس ہے۔ ان سے نفس مرجاتا ہے یہ کہو ہرگز نہیں۔ اسی طرح گوشہ نشینی، چلہ کشی، سرگردانی و پریشانی، تنہا جھونپڑا اور ہر ایک چیز سے باز رہنا اور خدا شناس ہونا خلاف نفس ہے۔ اور ان سے نفس مرجاتا ہے یہ کہو ہرگز نہیں ؎

گر نفس سلطاں شود مسند نشیں سگ بگردش آسیا گردد یقیں

[illegible] کو انسان بناتے ہیں اور آگ کو شیطان کرتے ہیں۔ ہم یہ بھی کرتے ہیں۔ ہم وہ بھی کرتے ہیں کسی کو بھی اصلی خبر نہیں۔ [illegible] سلطان اگر مسند پر بیٹھتا ہے تو حرص کا کتا ہمیشہ اس کے گرد طواف کرتا رہتا ہے پس چاہئے کہ اس کی [illegible] پامال کرکے اس کو نظر بند رکھے اور ہمیشہ اس کا محاسبہ کرتا رہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو زجو

اگر نفس بالکل بھوکا رہے تو اطاعت کی طاقت نہ رکھیگا۔ اور عبادت سے باز رہیگا۔ اور اگر اُسے سیر رکھا جائے تو وہ شہوت پرست اور فتنہ انگیز ہو جائیگا۔ پس اس کا علاج اس قاعدہ کو مدِ نظر رکھ کر کرنا چاہیئے۔ جو پروردگار نے ہمیں بتادیا ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (خدائے تعالےٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ مگر اس کی طاقت کے موافق) اور جو نفس کہ لذیذ سے آرام اور ذکر و طاعت میں وہ حلاوت پاتا ہے اُسے پرہیزگاری اور عبادت کرنی چاہیئے اور جو نفس کہ بھوک میں عبادت کی لذت نہیں پاتا۔ اور وسوسہ کفر و نفاق پیدا کرتا ہے اُسے بہت کھانا چاہیئے بشرطیکہ اُس میں بدی کے آثار نمایاں نہ ہوں۔ اور فرمانبرداری کی طاقت اور اطاعت سے اُنسیّت رکھتا ہو۔ ورنہ اُسے نیم سیر رہنا ضروری ہے۔ اور ایسے نفس کو سد قُوت لایموت دینا اور اُسے ذکر اللہ پر لگانا چاہیئے۔ اور زمین اُس کی قبر اور لباس اُس کا کفن ہمیشہ اس کو دکھانا چاہیئے۔ اور حشر کی بھی اُسے سیر کرانا چاہیئے۔ تاکہ دلجمعی اور صفائی قلب اُسے حاصل ہو۔ اور کوئی آلودگی اور کدورت دل پر رہنے نہ پائے اور کل حجاب اللہ اُس سے اُٹھ جاویں۔ اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) کا مرتبہ اُسے حاصل ہو جاوے گا۔ یہ نفس کافر خودی اور خود پرستی رکھتا ہے۔ اُسے قتل کرنا اور کسی حال میں اُسے فرصت نہ دینا چاہیئے۔ اور کسی وقت بھی اُسے عبادت سے نہ رُکنا چاہیئے۔ اور جو کچھ وہ مانگے نہ دے۔ اور ہر بات میں اس کے خلاف کرے۔ اور اس کے ساتھ ہمیشہ مجاہدہ اور محاربہ کرتا رہے۔ اور اُسے یوں خطاب کرکے ملامت کرے۔ اے نفس فتنہ انگیز اور اے نفس عادل بادشاہ۔ اور اے نفس بانا گمراہ۔ اور اے نفس متقی و پارسا۔ اور اے نفس عالم و مفتی۔ قاضی و مُحتسِب۔ اور اے نفس رشوت و حرام خوار۔ اور اے نفس مرشد و ہادی صاحب ارشاد۔ اور اے نفس خود پرستی اور حرص میں صاحب فریاد۔ اور اے نفس سلطان العارفین عاشق و معشوق اور اے نفس گدا۔ طامع مخلوق۔ تو نے خدا تعالیٰ کو کچھ نہ پہچانا۔ اور اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔ اے نفس تو نے کوئی عبادت بھی ایسی نہ کی۔ جو خدا تعالیٰ کی درگاہ کے لائق ہوتی۔ اور جس سے قیامت کے دن تجھے خلاصی ملتی۔ تمام انبیاء اور اولیاء خدا تعالےٰ کے خوف سے اس طرح گل گئے جس طرح آگ پر سونا چاندی پگل جاتا ہے۔ وہ لوگ نہ تمام عمر چین سے سوئے ہوئے ہیں۔ اور نہ اُنہوں نے زمین پہ آرام کے لئے اپنا پہلو رکھا ہے۔ اور نہ اُنہوں نے اپنے نفس کو لذات دنیا میں ڈالا ہے۔ اس لئے اے نفس میں تجھے خدا تعالےٰ کا خوف دلاتا ہوں کہ قیامت کے

دن، خدائے تعالےٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تجھے شرمساری نہ ہو۔ اور اسی طرح نفس سرکش کے غلبہ سے خدائے تعالیٰ کی درگاہ میں پناہ مانگتا رہے۔ اور اس کے ظلم سے نجات چاہتا رہے۔ کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ (مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے) فقراء بھی اپنے نفس سے مظلوم ہوتے ہیں۔ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہے۔ اَلَا اِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ (خبردار ہو مظلوم کی دعا اور خدائے تعالےٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے) جو لوگ کہ نفس سے ستم رسیدہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتے ہیں اور اُن کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ اور یاد رہے کہ نفس شہوت میں غالب اور غضب میں درندہ اور گناہ کرنے میں طفل اور ناز و نعمت میں فرعون اور سخاوت میں قارون اور بھوک میں دیوانہ کتا اور شکم سیری میں گدھا ہوتا ہے

۵ گرسنہ چوں میشود سگ میشود ورشکم پُر میشود خر مے شود

پس نفس کا یہ حال کہ اگر اُسے سیر رکھو نافرمان ہوتا ہے۔ اور اگر بھوکا رکھو تو صاحب جزع و فریاد ہوتا ہے پس اُسے فرعون کی طرح ہلاکت کے دریا میں غوطے دینا اور قارون کی طرح زمین میں دھنسانا اور کتے کی طرح اسے للکارتے رہنا چاہئے۔ اور گدھے کی طرح اس سے محنت لینا چاہئے تاکہ وہ درست ہو جائے۔ اور اگر نفس کو گناہ کے وقت خدا و رسول کا واسطہ دو۔ اور انبیاءؑ اور اولیاء کو شفیع بناؤ۔ اور آیات و حدیث اُسے پڑھ کر سناؤ۔ اور موت کی سختی اور عذاب قبر اور منکر نکیر اُسے یاد دلاؤ۔ اور دوزخ و جنت اور قیامت میں ہر ایک کی نفسا نفسی میزان اور پلصراط وغیرہ کی اُسے سیر کراؤ۔ تو بھی یہ موذی باز نہ آئیگا۔ اور معصیت سے دست بردار نہ ہوگا۔ مگر صرف اُس وقت کہ توفیق الٰہی شامل حال ہو اور وسیلہ دست مرشد کامل مکمل نصیب ہو۔ اور جس وقت کہ طالب گناہ کی طرف مائل ہوتا ہے بیشک مرشد کو آگاہی ہوتی ہے۔ اور وہ گناہ اور اہل گناہ کے درمیان حائل ہوتا ہے۔ اور بذریعہ الہام کہتا ہے ہاتھ مارتا ہے۔ اسی لئے وسیلہ فضیلت سے بہتر ہے۔ اور فضیلت پر نفس اور نفس پر وسیلہ غالب ہے۔ اور علم و فضل کی مثال زر و سیم کی ہے۔ اور وسیلہ کی مثال فولاد کی۔ اور اسی کی تلوار اُسے تہ تیغ کر سکتی ہے۔ اور چونکہ نفس بدکار فر اور جلاد حرام خور کی شکل ہے

۵ نفس جب بھوکا ہوتا ہے۔ تو کُتّے کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو گدھے کی طرح ہوتا ہے۔

اور جس طرح کافر پر زنّار توڑنا۔ اور جلاّد حرام خور پر حرام خوری چھوڑ دینا دشوار ہے اسی طرح نفس بد پر عبادت اور اطاعت کرنا اور مشقت و محنت کی برداشت دشوار ہے۔ اس لئے اس کے کفر توڑنے اور اُس کے مسلمان کرنے میں کوشش کرنی چاہئے۔ اور زر و سیم[1] دُنیا کی زیبائش ہے۔ اور فولاد کی تیغ سے وار کرنا اہلِ دین کا کام ہے۔ اور زر و سیم کی طمع گویا دریا کی طمع کرنا ہے اور نفس کو مارنا طلب خدائے تعالےٰ ہے۔ کیونکہ طالب خدا کا نفس مُردہ اور طالب دنیا کا نفس زندہ ہوتا ہے +

نفس و شیطان اور دُنیا کی تمثیل

نفس گویا بادشاہ ہے۔ اور شیطان اُس کا وزیر اور دُنیا اُن کی مادر کہ اُنہیں پرورش کرتی ہے۔ جیسا کہ اَلشَّیْطَانُ اِنَّمَا یَصِیْرُ مُسْتَوْلِیًا عَلَی الْاِنْسَانِ وارد ہُوا ہے۔ شیطان انسان پر غالب ہو کر رہتا ہے اور خصوصاً جو دل کہ حُبّ دنیا سے پُر ہو تو وہ شیطان کی نشستگاہ ہوتا ہے اور آخر کو اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوتا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی ؕ (جس نے سرکشی کرکے آخرت پر دُنیا کو ترجیح دی اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے) پھر جو دل کہ شیطان کی نشستگاہ ہو جاتا ہے۔ اس دل پر چار مؤکل مسلّط ہوتے ہیں :-

اوّل خنّاس۔ دوّم خرطوم۔ سوم وسوسہ۔ چہارم خطرات۔ جو بجائے خود نفس کے قائم مقام ہیں +

اور صدق ہمیشہ نفس کے خلاف ہے۔ اور اہل صدق و استغراق پر حضور و غفلت و خواب و بیداری برابر ہے۔ اور ان کا دل وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ (کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو خدا کی تسبیح نہ پڑھتی ہو) کا مصداق ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے دل چاہئے۔ نہ خانۂ دیو۔ کیونکہ جو نفس روح کے ساتھ آمیز ہو جاتا ہے۔ وہ نفس خدائے تعالیٰ کی عبادتِ خاص اُسی ذات کے لئے کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بصریؒ سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ خدائے تعالےٰ کی عبادت کس لئے کرتی ہو۔ آیا دوزخ کے خوف سے یا جنّت کی اُمید سے۔ اُنھوں نے کہا اے پروردگار اگر میں تیری عبادت دوزخ کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے دوزخ

[1] زر و سیم سے علم و فضل مراد ہے۔ اور علم و فضل کی دریا کی طرح کوئی حد نہیں +

میں جلا اور اگر میں تیری عبادت بہشت کی امید پر کرتی ہوں تو مجھے بہشت مت نصیب کر اور یا اللہ العالمین اگر میں تیری عبادت خاص تیری ذات کے لئے کرتی ہوں۔ تو تُو اپنے دیدار و جمال سے کچھ دریغ مت کر۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خانقاہ سے نکل کر ایک مخنث کے گھر میں آ بیٹھے۔ اور انہیں لوگوں میں سکونت اختیار کی۔ مریدوں نے عرض کی۔ حضرت یہ کیا بات ہے۔ فرمایا لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مرد۔ زن۔ مخنث۔ مرد بایزید بسطامیؒ تھے۔ اور زن حضرت رابعہ بصریؒ میں ان دونوں سے خارج ہوں۔ پس مجبوری میں انہیں میں آ سکتا ہوں۔

پس معلوم ہوا۔ کہ صاحب ذکر و فکر زن ہیں۔ اور اہل استغراق مرد ہیں۔ اور اہل دنیا ان دونوں سے خارج ہو کر مخنثوں میں داخل ہیں۔

نفسانیت اور اُس کا نتیجہ

ابلیس نے کہا میں نے عبادت کی۔ ندا آئی میں نے لعنت کی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی۔ میں نے خطا کی۔ ندا آئی میں نے بخشدی۔ عبادت کبر و غرور کے ساتھ بدتر ہے۔ اور معصیت عذر کے ساتھ بہتر ہے۔ اور جو شخص کہ اپنی خودی میں رہتا ہے۔ وہ منزل مقصود کو کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

نقل ہے۔ کہ ایک روز کوئی بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ان کا نفس ظاہری صورت میں ہو کر اُن کے سامنے مُصلّے پر آ بیٹھا۔ وہ بزرگ اپنی صورت جُدا دیکھ کر کہنے لگے۔ کہ تو کون ہے اُنہوں نے کہا میں تم ہوں۔ اُنہوں نے اُسے مارنا چاہا۔ نفس چلایا۔ کہ مجھے اس طرح نہیں مار سکتے۔ میری مار میری بر خلافی میں ہے۔ بیت از باہُو علیہ الرحمۃ ؎

نفس[1] دانی چیست کافر در وجود

دوست دارد نفس را کافر یہود

پس نفس سے خبردار رہنا چاہیئے۔ مبادا کہ اُس کی مصیبت میں گرفتار ہو جائے قطعہ

[1] معلوم ہے کہ نفس کیا چیز ہے۔ تیرے وجود میں یہ ایک کافر گھسا ہوا ہے۔ نفس کو کافر اور یہود دوست رکھتے ہیں۔

ترا بانفس کافر کیش کار یست | کہ ہر قتل تو بے شبہ مار یست
اگر مارے نشستہ در آستین است | بہ از نفسے کہ با تو ہمنشین است

پس نفس ایک بُری بلا ہے۔ اور حرص و ہوا اس کو لازم ہے۔ اور جب تک حرص ہوس موجود ہے۔ خدائے تعالےٰ سے وصل ہونا ناممکن ہے۔ اس لئے اُسے مطلق چھوڑ دینا چاہئے۔ ورنہ دام دُنیا میں پھنسا دیگا۔ بیت از باہُو علیہ الرحمۃ ؎

کہ مرغش جاں کشد آں طمع دانہ | نہ بیند دام بر دانہ دیوانہ

طمع گویا جال اور دُنیا دانہ ہے۔ اور اہل حرص طالب دُنیا اور اُس کا دیوانہ ہے۔ جال کے پھندے میں وہی آئیگا جو احمق اور بیعقل ہوگا جس شخص کو خدائے تعالےٰ اپنے قرب کے لئے پسند کرتا ہے۔ اُسے بے طمع اور بے نیاز بنا دیتا ہے۔ پس چاہئے کہ حرص و ہوس کو چھوڑ کر اپنے نفس پر محاسبہ کرتا رہے تاکہ عمر گذشتہ کی مکافات عمل بھی ہو سکے ؛

حکایت کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے نفس پر محاسبہ کر رہے تھے۔ اور اُس سے کہہ رہے تھے۔ کہ اے نفس تیری عمر ساٹھ برس کی ہوئی۔ اور جب آپ نے تمام دنوں کا حساب کیا۔ اور آپ نے ایک آہ نکالی اور بیہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے۔ تو آپ کے معتقدوں نے پوچھا۔ کہ آپ کس سبب سے بیہوش ہوئے تھے آپ نے فرمایا میں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا تھا کہ تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی۔ اور تجھے بلوغت سے پہلے کی مہلت دی ہے پھر میں نے تمام دنوں کا حساب لگایا۔ اور اس سے پوچھا کہ تو نے ہر روز میں بیس گناہ کئے ہونگے۔ اُس نے کہا۔ اُس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا دس گناہ کئے ہونگے۔ اُس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا ایک گناہ کیا ہوگا۔ اُس پر اُس نے اقرار کیا۔ تو میں نے اُس سے کہا۔ کہ اے نفس کہ اگر تو ہر گناہ کے بدلہ ایک ایک کنکر رکھتا۔ تو پہاڑ ہو جاتا۔ اور ہر گناہ کے بدلہ ایک ایک مشت خاک رکھتا تو ایک انبار ہو جاتا۔ اے نفس تو نے باوجود خوف آخرت کے اتنے گناہ کیوں کئے۔ تیرے باپ حضرت آدمؑ ایک گناہ کے سبب سے دُنیا کے قید خانہ میں بھیجے گئے۔ اور اُنہیں یہ خطاب ملا۔ وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ

ـــــــــــــــ

۵۱؎ تجھے نفس کفر شعار سے کیا کام پڑا ہے۔ کیونکہ وہ تیرے مار ڈالنے کے لئے بے شبہ سانپ ہے۔ اگر تیری آستین میں سانپ بھی بیٹھ جائے۔ تو وہ نفس بدتر سے بہتر ہے کہ تیرا ہمنشین بنے ؛

۵۲؎ جو چیز پرندے کی جان لیتی ہے وہ دانوں کی حرص ہے۔ اور وہ حرص میں دیوانہ ہو کر دانوں پر جال نہیں دیکھ سکتا ؛

۵۳؎ از مکافاتِ عمل غافل مشو | گندم از گندم بروید جو ز جو

فَغَوٰی (اور حکم ٹالا آدم نے اپنے رب کا سو بے راہ ہوگیا[1]) تو نے اس پرنگاہ کیوں نہ رکھی۔ بیچارہ آدم زادہ اتنے گناہوں سے کس طرح خلاصی پائیگا۔ ابلیس کو ایک گناہ کے سبب لعنت کا داغ ملا۔ اور ابلیس نام ہو کر سارے جہان میں مشہور اور ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ ہوا۔ وَاِنَّ عَلَیْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ (اور تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک) +

پس معلوم ہوا۔ کہ جس شخص کا نفس ضعیف ہے۔ اُس کا دین قوی ہے۔ اور جس نے اپنے نفس کو قید میں رکھا ہے اُس نے شیطان کو باندھ رکھا ہے ؎

نفس[2] پلید بر تن جامۂ پاک چہ سود

در دل ہمہ شرک است سجدۂ بر خاک چہ سود

جو لوگ اپنے نفس کو خوش رکھتے ہیں۔ وہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور خدائے تعالےٰ اور تمام لوگوں کے دشمن ہیں۔ کیونکہ نفس و شیطان آپس میں موافق ہیں۔ اور دونو کافر ہیں۔ اور جس نے اپنے نفس کو قید رکھا ہے شیطان اُس سے دُور رہے۔ مثلاً کسی مکان میں دو چور آئیں۔ اور اُن میں سے ایک گرفتار ہو جائے۔ اور دوسرا بھاگ جائے۔ تو وہ بھاگا ہوا گرفتار کے پاس کبھی نہ آئیگا۔ اور اُس کے پاس آنے میں اپنا ضرر جانیگا۔ اسی طرح جس کا وزیر نفس قید نہیں۔ وہ شخص شیطان کے قریب اور رحمان سے دُور ہے +

نفس اور شیطان کی ایک اور مثال یوں سمجھو کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان وزیر جب بادشاہ نظر بند ہوتا ہے۔ تو وزیر اُس سے جُدا ہو جاتا ہے۔ پس اپنے نفس کو قید نہ رکھنا خلافِ عقل و دانش ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو قید رکھتا ہے شیطان کے ضرر سے وہ بیخوف ہو جاتا ہے جس طرح سے ایک مکان میں شکرہ اور چڑیا دونو موجود ہوں۔ مگر شکرہ بندھا ہؤا ہو تو شکرہ کو چڑیا سے کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ ورنہ شکرہ اُسے ہلاک کر ڈالے یہی مثال نفس و شیطان کی ہے۔ پس نفس امّارہ کا یہ حال ہے۔ اور شریعت اِسی کی سرکوبی کے لئے ہے۔ اور خدائے تعالےٰ نے نفس کو دشمن فرمایا ہے۔ اے خداوند اہمیں وہ آنکھیں دے جس سے ہم اپنے دشمن کو دیکھیں۔ اور اُسے قتل کریں +

دوسرا نفس لوّامہ ہے۔ اور اُسے زیر کرنے کے لئے طریقت ہے۔ کہ ذائقہ اور

---

[1] اس کے بعد ہے ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰى پھر اُس کے رب نے اُسے برگزیدہ کیا اور اُس پر مہربانی کی اور راہ بتائی + مترجم

[2] نفس پلید پر پاک صاف لباس پہننے سے کیا فائدہ۔ اسی طرح دل میں شرک رکھ کر زمین پر سجدہ کرنے سے کیا فائدہ +

لذاتِ نفسانی اور حرص و ہوس چھوڑ کر اُسے پائمال کرے۔

تیسرا نفس ملہمہ ہے۔ اُسے زیر کرنے کے لئے حقیقت ہے۔ کہ یہاں اسے عشق ذکر اللہ کی آگ سے موم کی طرح پگھلائے۔ یہاں تک کہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ یعنی نفس کو مارو۔ تاکہ ہمیشگی کی زندگی ہو) کا مصداق ہو جائے۔

چوتھا نفس مُطْمَئِنَّہ ہے، جو معرفت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور محرم اسرار مجلس محمدیؐ ہوتا ہے۔ اور ماسوائے اللہ سے مستغنی ہو کر غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (تیری ہی بخشش چاہیئے۔ اے ہمارے رب! تیری ہی طرف لوٹنا ہے) کا مصداق ہوتا ہے۔ اور نفس مطمئنہ سے بیداری اور مشاہدۂ فقر فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ پس فقیر کو ہر روز درگاہ الٰہی میں ترقی کرنی چاہیئے۔ اور ذکر اللہ میں ہر دم اُسے جاں سوز رہنا چاہیئے۔ نہ دم اندوز۔ اور چاہیئے کہ نفس کی حقیقت سے ہمیشہ آگاہ رہے کیونکہ نفس مثل آدمی کے ہے۔ اور شیطان مثل دم کے ہے جس طرح سانس اندر باہر آتی جاتی ہے۔ مگر جب آدمی مرجاتا ہے۔ تو اُس سے سانس نکلتا ہے۔ اور صاحب نفس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ نفس کی زندگی سے اس کا مرنا بہتر ہے کیونکہ نفس کے مرنے سے دل زندہ ہوتا ہے اور اس میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اور معرفت دل کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر دل تاریک ہُوا۔ تو کچھ بھی نہیں جس طرح نابینا کتنی ہی کوشش کرے راہ پر نہیں چل سکتا۔ اور خار و مار۔ کنواں۔ گڑھا۔ نشیب و فراز کچھ بھی اس کے سامنے آئے وہ نہیں جان سکتا۔ کہ میرے آگے کیا چیز ہے۔ یہی حال تاریک دل کا ہے اور جو شخص نفس کو قید کرتا ہے۔ رضائے الٰہی حاصل کرتا ہے۔ اور جو نفس کو قید نہیں کرتا وہ شیطان کو راضی کرتا ہے ؎

سگِ نفس را گفت سگبانی مکن　　　با نفس و شیطاں شیطانی مکن[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (کیا تم سے میں نے نہ کہہ رکھا تھا اے اولاد آدم کہ تم نہ عبادت کرنا شیطان کی وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر) جو شخص اپنے نفس کی طرف میلان رکھتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اس میں غفلت پیدا ہوتی ہے۔ اور جب نفس و دل ایک ہو جاتے

---

[1] کتے نے نفس سے کہا سگبانی مت کر۔ اور نفس و شیطان کے ساتھ شیطانی مت کر۔

ہیں تو روح ضعیف اور عاجز ہو جاتی ہے۔ اور جب روح اور دل ایک ہو جاتا ہے تو نفس ضعیف ہو کر روح کے تابع ہو جاتا ہے۔ اور یہ فقیر باہُو کہتا ہے کہ ایک ہدایت ہزار نفس و شیطان پر غالب ہوتی ہے۔ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ (جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ تیرے ہاتھ بھلائی ہے بیشک تو ہر بات پر قادر ہے) +

دوسری آیت میں ہے۔ فَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ (جسے خدا ہدایت کرے اُسے کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے۔ اُسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں) +

اور جس طرح قاضی کی ایک توجہ ہزار گواہوں پر سبقت رکھتی ہے۔ اسی طرح ہدایت اور رحمتِ الٰہی ہزار زہد و تقوٰی پر غالب رہتی ہے اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؎

عنایت تو مرا بس بود ز علم و عمل[1]
کہ یک رعایت قاضی بہ از ہزار گواہ

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ (اللہ اپنے حکم پر غالب ہے) اور تمام چیزیں اللہ تعالٰے کے حکم میں ہیں۔ کیا نفس و شیطان یا دنیا اور اُن کو اُس نے حکمت کے لئے بنایا ہے۔ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ (دانشمند کا کوئی کام بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا) پس نفس دُزد ہے اور طالب اس کا پاسبان، اور مرشد کامل و مکمل خدائے تعالٰے کی طرف سے حاکم ہے اور خدائے تعالٰے صاحب حکم ہے۔ اور اُس نے فرمان جاری کیا ہے کہ چور کو گرفتار کر کے قید کیا جائے یا مار ڈالا جائے تاکہ ولایت وجود دار السلام ہو کر اَلْمُلْكُ لِمَنْ غَلَبَ (ملک اسی کا ہے جو غالب آئے) صادق آئے۔ اور جس دل میں نفس و شیطان اور معصیت رہتی ہے تو خدائے تعالٰے کی یاد اس دل سے فراموش ہو جاتی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا گناہ نہیں۔ پس چاہئے کہ قلب و روح کو عشق و محبت و اسرار الٰہی میں ایسا غرق کرے کہ اُس سے نفس و شیطان۔ دنیا۔ حرص و حسد۔ شہوت اور کبر و غرور سب فراموش ہو جائیں۔ اور اب جو کام کرے محض اللہ کے لئے کھانا۔ پینا۔ اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ سونا۔ جاگنا سب اُس کے لئے ہو جاوے۔ اور دنیا کی جزوی عقل چھوڑ کر آخرت کی عقل کامل

[1] تیری عنایت میرے لئے علم و عمل سے زیادہ کافی ہے جس طرح قاضی کی ایک رعایت ہزار گواہوں سے بہتر ہے +

حاصل کرے۔ قیامت کے دن جب اہل عشق و محبت اور صاحب شوق و اشتیاق دیدار الٰہی کے لئے اپنی اپنی قبر سے اُٹھیں گے تو خدائے تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیگا۔ کہ انہیں لاؤ۔ اور دوزخ کے کنارے ان کا خیمہ لگاؤ۔ جب اس خیمہ میں بیٹھینگے۔ اور دوزخ پر اُن کی نظر پڑیگی تو بس نظر پڑتے ہی دوزخ سرد اور ناچیز و خاک ہو جائیگی۔ اور اُسے مجال و طاقت نہ رہیگی۔ کہ سر اُٹھا سکے۔ اور مخلوق کے لئے راحت و آرام کا باعث ہوگی۔ اور دوزخ کے کنارے ان کا خیمہ لگانے سے یہی مقصود ہوگا۔ اسی طرح دنیا بھی بمنزلہ آگ کے ہے۔ اور حرص و حسد بمنزلہ دوزخ کے ہے۔ جب اہل دنیا پر فقیر اہل اللہ کی نظر ہوتی ہے۔ اور وہ انہیں توجّہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔ تو اُن کی حرص مرجاتی ہے۔ اور اُس کی آگ سرد ہو جاتی ہے۔

پس طالب اللہ اگر ایک سانس بھی خدائے تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو تو چاہئے کہ دوزخ حرص دنیا اور دوزخ آخرت سے خلاصی پائے۔ کیونکہ جو شخص خدائے تعالیٰ اور اس کے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام صدق دل اور اخلاص سے لیتا ہے۔ اور دل سے اس کی تصدیق اور زبان سے اقرار کرکے یوں کہتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس پر عذاب دوزخ حرام ہو جاتا ہے +

فقیر باہو کہتا ہے کلمہ تین طرح پر ہے اوّل لَا اِلٰہَ دوم اِلَّا اللّٰہُ سوم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ +

ہزاروں لَا اِلٰہَ تک پہنچتے ہیں اور ہزاروں اِلَّا اللّٰہُ تک اور بعض مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک پہنچتے ہیں +

پس لَا اِلٰہَ فانی اور نفی ہے اور اِلَّا اللّٰہُ اثبات ہے۔ مرتے وقت لَا اِلٰہَ کہنے سے تمام عمر کے گناہ گھٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ نفی محو ہوئی۔ اور اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے اثبات حاصل ہوتا ہے۔ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ انتہائے مقام محمدیؐ کی سیر کرنا ہے۔ اور یہ مقام محبوبیت ہے۔ اور اس مقام والے پر دوزخ حرام ہوتی ہے۔ اور اب وہ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (اور جو شخص خانہ کعبہ میں ہو تو وہ صاحب امن ہو جاتا ہے۔ اور صوفی صافی خانہ کعبہ سے مقام ربوبیت مراد لیتا ہے) اور اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ (جب فقر پورا ہو تو مقام ربوبیت حاصل ہوتا ہے) کا مصداق ہوتا ہے +

پس مخلوق لَا ہے اور اسم غیر مخلوق اَللّٰہ ہے۔ اور تمام مخلوق ناسوت سے ہے۔

اور فقر ار ناسوتی نہیں بلکہ وہ مقام لاہوت سے ہیں۔ جوانمرد وہی ہے۔ کہ شریعت میں کامل اور باطن میں انتہائے مالا کلام اُس کا مقام ہوتا ہے۔ اور وہ صرف ذکر و فکر پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے مقصود تک پہنچتا ہے۔ اور اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ (ذکر بدوں فکر کے گویا کتے کی آواز ہوتی ہے) سے اجتناب کرتا ہے۔ اور غرق و استغراق اسی کا حصہ ہے۔ قیامت کے روز خدائے تعالےٰ سب سے پہلے اُنہیں لوگوں کا مقصو اُنہیں حاصل کرائیگا۔ اور انوار تجلیات سے اُنہیں مشرف کریگا +

ایک روز جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ میں نے آج ایسا واقعہ دیکھا ہے جو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کہ ایک بُت پرست اپنے سامنے بُت رکھے ہوئے اُس سے کہہ رہا تھا یَا رَبِّ یَا رَبِّ مقام ربوبیت سے ندا آئی لَبَّیْکَ عَبْدِیْ (ہاں میرے بندے) میں نے عرض کی۔ اے پروردگار بُت پرست کو تو نے کس طرح جواب دیا حکم ہوا اے جبریل۔ اگرچہ اُس نے اپنے رب کو فراموش کیا۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ اُس کا رب کون ہے۔ پس میں اپنے نام کو کس طرح فراموش کروں۔ کیونکہ ہماری درگاہ میں غلطی واقع نہیں ہوتی۔ جب واقع میں رب میں ہوں جو کوئی مجھے پکارتا ہے۔ اُسے جواب دیتا ہوں۔ ع

کرمؐ بین ولطفِ خداوندگار

اسی طرح سے کہتے ہیں کسی ولی کی ایک فرشتے سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے فرشتے سے پوچھا، کہاں جاتے ہو۔ اس نے کہا ایک یہودی کو مچھلی کے شکار کی ہوس ہوئی ہے۔ مگر اس پانی میں جہاں وہ شکار کھیل رہا ہے مچھلی نہیں ہے۔ اس لئے ربّ العالمین کا حکم ہوا ہے کہ میں دریا سے مچھلی لیکر اس کے پانی میں ڈال دوں تاکہ وہ محروم نہ رہے اور حق تعالےٰ سے ناامید نہ ہو +

جب خدائے تعالےٰ کا دشمنوں کے ساتھ یہ حال ہے تو کیا وہ اپنے دوستوں کو محروم رکھیگا ذَا لِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ (یہ اس لئے کہ خدائے تعالےٰ دوست ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے اور جو لوگ کہ کافر ہیں۔ اُن کا کوئی دوست نہیں اللہ کے یہاںؐ) +

ؐ پروردگار عالم کے کرم کو دیکھنا چاہئے + ؐ اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کافروں کا دوست نہیں۔ مگر دنیا میں اُن کے ساتھ وہی معاملہ برتتا ہے جو اپنے دوستوں کے ساتھ اُس نے جاری رکھا ہے +

ابلیس اور نفس اور دنیا کے اتفاق کی تمثیل

واضح ہو کہ جب ابلیس لعین مراتب عالیہ سے معزول ہوا۔ اور مقام علیّین سے وہ نکالا گیا۔ اور مقام سجّین اور اسفل السافلین میں وہ ڈالا گیا۔ تو اُس نے نفس و دُنیا دونوں سے ملکر اتفاق کیا۔ اور ہر ایک نے ایک دوسرے کی بیعت کی۔ اور بنی آدم کی ذلت اور ہلاکت کا بیڑا اُٹھایا۔ ابلیس نے کہا مَیں اُنہیں اطاعت سے معصیت کی طرف اور عبادت سے چھڑا کر گناہ کی طرف لیجاؤنگا۔ نفس نے کہا۔ مَیں اُنہیں ہولئے شہوات میں دیوانہ بناؤنگا۔ اور ہر طرح سے انہیں خواہشوں میں گرفتار کر کے خراب کرونگا۔ دنیا نے کہا مَیں آراستہ ہو کر اُن کے سامنے آونگی۔ اور اُنہیں اپنے اوپر مائل کرونگی۔ اور ہلاکت حرص میں اُنہیں ڈالونگی۔ کہ وہ خدائے تعالےٰ کی یاد سے باز رہیں +

پس طالب اللہ کو چاہئے۔ کہ ان تینوں کو پہچانے اور اُن کے ناشائستہ حرکات اور افعال سے مجتنب رہے۔ اور جب یہ تینوں وجود میں پائے جائیں۔ توفیق الٰہی۔ علم شریعت طریقت و حقیقت و معرفت ذکر اللہ۔ فنا فی اللہ۔ امر بالمعروف۔ توکّل۔ حیا۔ صبر و استقلال خوف و رجا۔ عشق و محبّت۔ توحید و تجرید و تفرید کی طرف رُخ کرے۔ یہ تینوں دشمن دفع ہو جائینگے۔ اور باوجود اس کے توفیق الٰہی پر ہر دم نظر رکھے۔ اور کسی حال میں اُسے نہ بھولے کیونکہ اگر کسی کو طاعت و ریاضت اور پارسائی کا حق حاصل ہو۔ تو یہ بات سب سے زیادہ ابلیس کو حاصل ہوئی۔ مگر کبر و انا نے اس کی طرف رُخ کیا۔ اور اس کے سبب سے وہ راندۂ درگاہ ہوا +

اگر کسی کو علم و فضل کا حق حاصل ہو۔ تو یہ مرتبہ بلعم باعور[۱] کو بھی حاصل تھا۔ کہ اس کی مسجد میں بارہ ہزار دواتیں موجود تھیں۔ تاکہ ان کی قلمیں دنیا کے اس کنارے سے اُس کنارے تک کے حال لکھ ڈالیں +

اگر کسی کو مال و دولت کا خیال ہو۔ تو اس بات میں قارون سے زیادہ کسی نے حصّہ نہیں لیا۔ اور وہ اپنے خزانوں کو تحت الثریٰ تک لیگیا +

---

[۱] بلعم باعور بنی اسرائیل کی قوم میں ایک بڑا عالم گذرا ہے۔ اور مستجاب الدعوات تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی کی بد دُعا سے وادی تیہ میں معہ اپنی قوم کے چالیس برس پریشان رہے۔ اور آخر اس کی موت کفر پر ہوئی۔ اور یہ کہ ایک پیغمبر کی بد دُعا سے ہلاک ہوا +

اور اگر دماغ میں دعوئے خدائی سمایا ہو۔ تو فرعون کا دعوئے خدائی مشہور ہے۔ اور آخر کار دریائے نیل میں غوطے کھا کر اُس نے اپنی جان دی۔

اور اگر کسی کو جہالت نے گھیرا ہو۔ تو ابوجہل اس میں کامل نکلا۔

پس یہ تمام باتیں بے اصل ہیں۔ اصل چیز محبت الٰہی میں خلوص و اخلاص ہے۔ دیکھو اصحاب کہف کے کُتّے کو اس اخلاص نے جانوروں کے مرتبہ سے انسانوں میں داخل کیا ؎

سگِ اصحاب کہف روزے چند پے نیکاں گرفت و مردم شد[۱]

ان کا پورا قصہ سورۂ کہف میں مذکور ہے۔ جب کُتّے نے انسانیت کا مرتبہ حاصل کر لیا تو جو انسان کہ انسانیت نہ حاصل کرے وہ کُتّے سے بھی گیا گذرا ہوا۔

فقر فنا و فقر بقا و فقر منتہیٰ

فقر کی تین قسمیں ہیں اول فقر فنا لَآ اِلٰہَ۔ دوم فقر بقا اِلَّا اللّٰہُ اثبات سوم فقر منتہیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس مقام میں خدائے تعالےٰ سے یگانگی ہوتی ہے۔ اور جو شخص اہلِ دُنیا سے یگانہ ہے۔ وہ خدائے تعالےٰ سے بیگانہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے یگانگی حاصل نہیں ہوتی تاوقتیکہ نیست نہ ہو جائے اور مقام ربوبیت میں نہ پہنچے۔

اور یاد رہے کہ انسان کے وجود میں چار لذتیں ہیں۔ اور چاروں فانی ہیں:۔

اوّل لذّات اکل و شرب۔ دوم لذتِ جماع۔ سوم لذتِ حکومت۔ چہارم لذتِ علم و فضیلت اور ایک پانچویں لذت اور ہے جو فانی نہیں اور ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ اور وہ لذّت محبت و اسرار حق تعالےٰ ہے۔ جب یہ لذّت انسان کے وجود میں غالب ہوتی ہے تو وہ چاروں لذتیں مغلوب ہو جاتی ہیں۔ اور اُسے سوا اس کے اور کوئی لذت اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے۔ اور جس طرح بیمار کھانا کھانے سے گھبراتا ہے۔ اسی طرح ان چار لذتوں سے اس کی طبیعت منقبض ہوتی ہے۔

اسی طرح انسان کے وجود میں دس چیزیں اور ہیں۔ جن میں سے نَو ایک طرف ہیں اور ایک تنہا ان سب کے برابر۔ چنانچہ کان۔ آنکھ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان۔ اور دسواں شکم ہے۔ جب شکم گرسنہ ہوتا ہے تو یہ نَو سیر رہتے ہیں اور جب شکم سیر ہوتا ہے تو یہ دو نو

[۱] اصحاب کہف کا کتا چند روز ان کے ہمراہ رہنے اور نیک لوگوں کا ساتھ دینے سے آدمی ہو گیا۔

گرسنہ ہوجاتے ہیں۔ مگرجس کا نفس نفسِ مطمئنہ کا تابع ہے وہ شخص خواہ بھوکا ہو یا سیر ہو اسے اس تو سے کچھ خطرہ نہیں۔ کیونکہ اس کی چشمِ باطن روشن ہوتی ہے۔ نظم

دو چشم سر دو دل یکتا ؤ سر تاج　　دراں ساعت فنا فی راست معراج
اگرچہ شکم پرور پُر ز نُور است　　کہ وصل دائمی اندر حضور است
نہ آنجا لاغری نے جسم وجاں نیست　　نہ آنجا ذکر و فکرش بر زباں نیست
نہ سجادہ نہ تسبیح و نہ دستار　　دلم در سجدہ ام دیدار با یار

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (نماز ایمان والوں کی معراج ہے) انہیں کے حق میں وارد ہوا۔ جو فقرا کہ صاحب بصیرت ہیں اور چشم حق بین رکھتے ہیں +

شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کی تمثیل

مقام شریعت کی مثال اس طرح پر ہے جس طرح راستہ۔ اور مقام طریقت کی مثال جس طرح ابر اور ہوا۔ اور مقام حقیقت کی جس طرح باران رحمت۔ اور مقام معرفت کی جس طرح آبِ جو۔ اور مقام عشق و محبت ۔غرق فنا فی اللہ گویا دریائے عمیق ہے۔ کہ اس میں بول براز پاک و ناپاک جو کچھ گر جائے وہ پلید نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح اگر اس سے ہزار نالے اور نہریں کاٹ دی جائیں۔ تو اس میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اور اگر ہزاروں نالے اور نہریں اس میں آملیں۔ تو وہ سب دریا ہوجائینگے۔ اور چاروں شریعت فقر کا پہلا دروازہ ہے۔ اور طریقت دوسرا دروازہ ہے۔ اور حقیقت تیسرا۔ اور معرفت چوتھا دروازہ ہے۔ اور عشق خانہ محبت یگانگی ہے۔ اگرچہ کوئی شخص مقام شریعت۔ طریقت حقیقت معرفت میں پہنچ ہی جائے۔ مگر حق تعالےٰ سے بیگانہ رہتا ہے۔ تاوقتیکہ محبت الٰہی میں غرق ہو کر محرم اسرار نہ ہوجائے معلوم ہوا کہ اہل ملاقات و مقامات شیخ و مخدوم محروم ہیں ؎

ترا شرمندگی باید از حق بدوری　　پریشان دل نیابد حق حضوری

۱؎ جب دونوں آنکھیں بمنزلہ دل کے باطن میں ہوجاتی ہیں۔ تو اس وقت مقام فنا میں فقیر کو معراج کی لذت حاصل ہوتی ہے اور اگرچہ وہ شکم پرور ہو جب بھی اس کا باطن نور سے پُر رہتا ہے اس لئے کہ وصل کو ہمیشہ حضور حاصل ہوتا ہے اور نہ اسے کچھ لاغری معلوم ہوتی ہے اور نہ اس میں جسم وجان ہوتی ہے۔ اور نہ اس مقام پر ذکر و فکر رہتا ہے۔ اور نہ اس جگہ مصلےٰ اور تسبیح و دستار ہوتی ہے۔ بلکہ وہاں تو دل بسجدہ ہو کر دیدار دوست حاصل ہوتا ہے +

۲؎ تجھے خدا تعالےٰ کی جدائی سے شرمندگی ہونی چاہئے۔ کیونکہ پریشان دل حضوری کا حق حاصل نہیں کرسکتا +

زندہ دل اور مُردہ دل

دِل کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک دل اہل قلب۔ دوسرا دل اہل سلب۔ دل اہل قلب ذکر اللہ سے پُر نور ہوتا ہے۔ اور زندہ دِل کہلاتا ہے۔ اور دل اہل سلب ذکر اللہ سے مَسلوب ہوتا ہے۔ اور مُردہ دل کہلاتا ہے۔ اور دونوں جہان میں شرمندگی اُٹھاتا ہے۔ اور جس شخص کو کہ ذکر قلبی حاصل ہو۔ حجاب اللہ اکبر۔ اُس کے سامنے پارہ پارہ ہے۔ اور وہ بے حجاب ہو کر ذاکر دائم السیر ہوتا ہے۔ اور عرش تک پہنچتا ہے۔ اور شب و روز ذوق و مشاہدہ میں رہتا ہے۔ نہ یہ کہ وہ سرگرداں و پریشان رہے۔ اور مینڈک کی طرح ٹرایا کرے۔ اور لوگوں کے کان پھوڑے نہ ۵۱

ترا شرمندگی زیں ذکر باید	کہ دم بستن نہ حبّ ذکر شاید

ذکر اُسے کہتے ہیں۔ کہ ذکر اُس پر متوکّل ہو جائے۔ اور ذکر و فکر اُسے بیقرار و بے آرام کرے اور بیقراری کی وجہ سے ذکر و فکر اُس پر حرام ہو جائے۔ اور اسی لئے اہل صبر و شکر شاکر و صابر بے حضور و خطرات ہے۔ جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (نماز نہیں مگر حضوری قلب سے) ۵۲

بود معدہ چو خالی از طعامے	شود معراج آں ساعت تمامے

اس طرح کا ذکر بے حضور خادم لوگوں کا کام ہے۔ اور ایسا صبر و شکر بیوہ عورتوں کے صبر و شکر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا جس عورت کا کہ شوہر مرجاتا ہے تو محلہ کی عورتیں اس کے ارد گرد جمع ہو کر وہ بھی رونے لگتی ہیں۔ اور اُسے سمجھاتی ہیں کہ صبر و شکر کر۔ رونے سے کیا فائدہ۔ خدائے تعالےٰ تو حیّ و قیّوم ہے۔ وہ تو نہیں مرا۔ اسطرح کا صبر و شکر، صبر و شکر نہیں کہلاتا۔ صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دُنیا اور حُبّ دنیا سے صابر و شاکر ہو کر کہے۔ الحمد للہ خدائے تعالےٰ نے مجھے وہ فقر عطا کیا ہے۔ جو پیغمبروں کی میراث ہے۔ ایسے صابروں کے لئے فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (خدائے تعالےٰ صابروں کے ساتھ ہے) اور ایسے شکر گزاروں کی پیروی کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ

---

۵۱ تجھے ایسے ذکر سے جو تو کر رہا ہے شرمندہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ حبّ ذکر کا یہ تقاضا ہے کہ تو دم بھر بھی چُپ نہ رہے ۔

۵۲ جب شکم طعام سے خالی ہو۔ تو اُس وقت معراج فقر حاصل ہوا کرتی ہے ۔

راے آل داؤد شکر گزاری کرو اور ہمارے شکر گزار بندے کم ہوتے ہیں) کوئی فقیر صابر و شاکر نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ وہ سچا ذاکر اور حقیقی صابر نہ بنجائے۔ اور ایسے فقیر کے نزدیک اُن تمام نعمتوں کا جو دنیا میں موجود ہیں نعمتوں میں شمار نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کے نزدیک یہ سب نعمتیں زحمت ہیں۔ اور قیامت کے روز سب کو تلخ معلوم ہونگی۔ اسی لئے ارشاد ہوا ہے وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ رکھاؤ پیو۔ اور بیجا صرف نہ کرو۔ کیونکہ وہ بیجا صرف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا) نظم

عشق فقرش نہ راہ دانش و پند ۞ ہر کہ در عشق تمام دانشمند
علم آنست کند بحق واصل ۞ گرچہ رسوا ملامت ہم حاصل
این نہ علم است آنچہ میخوانی ۞ عزّ دنیا و جاہ بنادانی
دلق پوشی بہ است گرچہ نمد ۞ ہمنشینی دوام با صمد

جیسا کہ جُعِلَتْ فِي النَّفْسِ طَرِيْقُ الزَّاهِدِيْنَ وَجُعِلَتْ فِي الْقَلْبِ طَرِيْقُ الرَّاغِبِيْنَ وَجُعِلَتْ فِي الرُّوْحِ طَرِيْقُ الْكَامِلِيْنَ (نفس میں زہد و تقوےٰ کی راہ رکھی گئی ہے۔ اور قلب میں رغبت و محبت کی اور روح میں کمال کی) وارد ہوا ہے۔ بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

نماند پردہ از نفس و ہوائے ۞ چوں باشد دولت ذکر خدائے

باب پنجم
ذکر علماء و فقرا

علما ہی ہیں کہ وارث انبیاءؑ اور تابع آثار محمدی اور امین خدا ہوں۔ اور طالب علم وہی ہے جو علم سے اطاعت کرے۔ اور عام سے خاص بنے۔ اور فاضل وہ ہے جس کا فیض دریا کی طرح عام ہو۔ اور دانشمند وہ ہے۔ جو اپنے نفس پر دعوےٰ دار بنا رہے

۵۱ عشق حقیقی میں فقر کی ضرورت ہے۔ نہ عقل و دانش کی جس شخص کو کہ عشق حقیقی حاصل ہے۔ وہی بڑا دانشمند ہے۔ اور علم و عقل بھی وہی ہے۔ جو حق کی طرف واصل کرے۔ اور اس کا نام علم نہیں ہے جسے لوگ پڑھتے ہیں۔ اور نادان ہو کر اس سے دنیاوی عزت و جاہ حاصل کرتے ہیں) اس سے تو فقیر کی دلق پوشی بہتر ہے۔ اگرچہ ٹاٹ کیوں نہ ہو کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے ہمنشین رہتا ہے +

۵۲ نفس و خواہش کا پردہ درمیان میں نہ رہیگا۔ جب کہ تیرے دل میں ذکر خدا جلوہ گر ہوگا +

اور اس پر ہمیشہ محاسبہ کرتا ہے اور یہ کام علمائے عامل اور فقرائے کامل کا ہے ۔

علم رحمانی اور علم شیطانی

علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ علم رحمانی و علم شیطانی۔ علم رحمانی کو ترک دنیا اور اطاعت لازم ہے اور علم شیطانی سے حبِ دنیا اور حرص و حسد اور بدعت و ضلالت حاصل ہوتی ہے۔ اور طالب مولےٰ کیا معنی یعنی وہ اہل ہدایت کے دل کا ہمیشہ صدق دل سے طواف کرتا رہتا ہے جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے کہ سرتاج الانبیاء و الاصفیا خاتم المرسلین صاحب السر والشریعت جناب محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ (طالب مولیٰ مذکر ہے) اور وَالَّذِیْنَ اُوْتُوْا الْعِلْمَ دَرَجَاتٌ (اور جن لوگوں کو علم دیا۔ اُن کے بڑے درجے ہیں) کی یہی شان ہے علم وہی ہے۔ کہ باعمل ہو نہ وہ جو محض بارِ خر ہو۔ جیسا کہ اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ وَکَثْرَتُہٗ لِلْعَمَلِ (علم ایک نکتہ ہے نکات میں سے اور اُس کی کثرت عمل کے لئے ہے) وارد ہے۔ جو شخص کہ علم پر عمل نہیں کرتا علم اس کے لئے وبال جان ہوتا ہے۔ اور اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ (علما انبیاؤں کے وارث ہوتے ہیں) کے وہی علماء مصداق ہو سکتے ہیں۔ جو تابع طریقہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور حرص و حسد و کبر و غرور اور فسق و فجور سے دور رہتے ہیں۔ ان کا ظاہر و باطن حق کا نمونہ اور راستی کا رہنما ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَآءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَۃِ الْاَنْبِیَآءِ (اگر علما میں حسد نہ ہوتا تو وہ بمنزلہ انبیاء کے ہوتے) پس علماء وہی ہیں۔ جو دنیا کو طلاق دیدیں اور سنت نبویؐ کو بجا لائیں۔ اور گھر بار خدائے تعالےٰ کی راہ میں صرف کردیں۔ اور خلق محمدیؐ کے بے ریا و بے طمع ہو کر پیرو رہیں۔ کیونکہ طالب اللہ حق پرست اور خدا ترس ہوتا ہے۔ اور جس قدر اس کا علم بڑھتا ہے۔ عمل بھی اسی قدر اُس کا زیادہ ہوتا ہے۔ اور جس شخص کا عمل اور طاعت اور خوف الٰہی زیادہ نہ ہو، جاننا چاہئے کہ اس میں جہالت ہے۔ اور نادان کا خانۂ جہالت معصیت سے پُر ہوتا ہے۔ اور علماء و فقراء میں کیا فرق ہے۔ جو شخص کہ فقیر ہے عالم بھی ہے۔ اور جو عالم ہے وہ ولی ہے اور ولی ہمیشہ واصل خدا ہے۔ اور عالم طالب علم ہے۔ اور فقیر طالب مولیٰ ہے۔ عالم کی نظر حروف و سطور پر ہے

اور فقیر کی نظر معرفت وحضور پر ہے۔ وہ کہتا ہے مسائل فقہ یاد گیر اور یہ کہتا ہے۔ اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (خدا کو یاد کر زیادہ سے زیادہ) اور وہ کہتا ہے از علم ترک گیر اور اُسے روزی و معاش اور زر وسیم کا انتظار ہے اور یہ دنیا و مافیہا سے بیزار ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ دُنیا داری اور نیکنامی ہے۔ یہ کہتا ہے دُنیا مطلق حرام ہے۔ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اَلدُّنْيَاءُ جِيْفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ (دُنیا ناپاک ہے۔ اور اس کا طالب کتا ہے) اور دُنیا میں تین فرقے ہیں۔ اہل دنیا اور اہل علم اور اہل فقر +

جب صبح ہوتی ہے مُوذّن اذان دیتا ہے۔ گویا کہ اسرافیلؑ نے صُور پھونکا۔ اور حشر قائم ہوگیا۔ اہل دنیا کو دوزخ کی طرف لیجا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ حرص وہوائے نفسانی اور معصیت وحرکات شیطانی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور علماء گویا بہشت کی طرف لیجا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ علم ومسائل فقہ میں مصروف ہوتے ہیں اور فقرا کو دیدار کی طرف لیجا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ ذکر و فکر و غرق وحدانیت میں ہوتے ہیں۔ اور علما اہل شعور وفہم ہیں اور فقیر اہل حضور و وہم ہیں۔ صاحب شعور کا دل نظر خدا سے محروم ہے۔ کیونکہ وہ شب و روز پڑھنے لکھنے میں مشغول ہے۔ اور صاحب حضور کا دل منظور نظر ہے۔ اور اس کی نشانی یہ ہے۔ کہ دل پُر دَرد صاحب حضور ہوتا ہے اور اس کی مراد موتِ سلیم ہوتی ہے۔ اور وہ حلیم اور شکستہ خاطر اور صراط مستقیم پر قائم اور ذکر و اشغال میں مصروف اور غرق توحید رہتا ہے۔ اور ناشائستہ کاموں سے بیزار ہوتا ہے۔ علماء کہتے ہیں کہ علم خوب پڑھو اور سلاطین وحکّام وقضاۃ کے مُصاحب بنو۔ فقرا کہتے ہیں کہ توکّل اپنا شعار کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے راضی رہو۔ وہ کہتے ہیں علم صرف و نحو پڑھو کہ یہ علم اصول سے ہیں۔ یہ کہتے ہیں فنافی اللہ میں غرق ہو کر علوم کو فراموش کردو۔ وہ کہتے ہیں بے علم آدمی ابوجہل ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ علم لدنی کا ایک حروف بھی پڑھ لینا بس ہے وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (اور ہم نے اس کو علم سکھایا اپنی طرف سے) اس کا شاہد ہے۔ علما دُنیا کی بیخ کیچڑ میں گاڑتے ہیں۔ وہ لوگ دانشور اور صاحب شعور ہوتے ہیں اور یہ لوگ عاشق و دیوانے اور صاحب حضور ہوتے ہیں۔ فقرا ذکر و فکر اشغال میں رہ کر صاحب استغراق ہوتے ہیں۔ اور عُلُوم باطنی حاصل کرتے ہیں۔ اور علما علوم ظاہری میں مشغول ہو کر علم باطنی کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں۔ اور فقرا خادم اور علما مخدوم ہوتے ہیں اور مخدوم سے خادم افضل ہوتا ہے جیسا کہ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ (قوم کا خادم اُس کا سردار).

ہوتا ہے) وارد ہوا ہے۔ اور علماء صاحبِ نصیحت ہیں۔ اور فقرا صاحب مسیحی ہیں اور مسیحی زندگی مرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اور فقیر کو زندگی قلب ذکر اللہ کے باعث خدا تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتی ہے۔ اور حیات مسیحی صرف ایک روز یا ایک ساعت ہے۔ اور زندگئے قلب جو ذکر اللہ سے حاصل ہوتی ہے ہمیشہ تا ابدالآباد باقی رہتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (تمام خوبیں اللہ کو ہیں مگر بہت لوگ اس کی سمجھ نہیں رکھتے۔ تو بھی مرنے والا ہے اور وہ سب بھی مرنیوالے ہیں) ویسے تو سب کو زمین میں جانا ہے۔ مگر ہر ایک موت میں فرق ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے۔ کہ فقر و درویشی میں ہمہ تن بے نیازی ہے۔ اور طالب علم میں ہمہ تن حرص و ہوس ہے۔ اور فقیری درویشی میں عشق سے بیقراری اور بے آرامی رہتی ہے۔ اور علم بے معرفت ایسا ہے جیسے طعام بے نمک۔ اور علما خدائے تعالیٰ کو چون وچرا سے پہچانتے ہیں۔ کیونکہ علم میں محض چون وچرا ہے۔ اسی لئے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ (علم جناب الہٰی میں ایک بڑا پردہ ہے) کہا گیا ہے۔ اور فقیر خدائے تعالیٰ کو بیچونی وبیچگونگی سے پہچانتا ہے کیونکہ فقر میں خدائے تعالیٰ بے چون وبیچگون کے ساتھ بیخودی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے فقیر صاحب نظر ہوتا ہے۔ اور عالم صاحب مرقوم اور بے خبر ہوتا ہے۔ عالم کے مراتب بہت ہیں اور درجہ نہایت بزرگ وبالا ہے۔ لیکن فقیر کہتا ہے۔ کہ اگرچہ بزرگ و بالا ہے۔ مگر مسلکِ سلوک اور راہ تصوّف سے بیخبر ہے۔ نیز علماء کی آنکھ نعمت دنیا اور اُس کی لذتوں پر ہے۔ اور فقیر کی آنکھ خوف اور قیامت پر ہے۔ علماء کہتے ہیں دیکھو آخرت میں بہشت کیا خوشی کی جگہ ہے۔ اور فقیر کہتا ہے۔ بجز دیدار الہٰی کے جو کچھ ہے سب کچھ زشت وخوار ہے۔ عالم کہتا ہے کہ فقیر احمق ومجنون ودیوانہ ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ عالم خدائے تعالیٰ سے بیگانہ ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ علوم منطق وحکمت پڑھنا خوب ہے۔ یہ کہتے ہیں۔ کہ یاد الہٰی کے ماسوائے میں رہنا نادانی اور عمر کھونے میں محسوب ہے۔ اور طالب مولےٰ کیا معنی۔ مولےٰ میں چار حرف ہیں:۔

اول (م) اور اس سے یہ مراد ہے۔ کہ طالب اپنے نفس کو اس کی خواہشات سے محروم رکھے۔ اور معرفت الہٰی میں محو ہو جائے +

دوم (و) اور اس سے یہ مراد ہے۔ کہ وحدانیّت میں غرق رہے +

سوم (ل) اور اس سے یہ مراد ہے کہ دنیائے دُوں پر لَا حَوْلَ پڑھے ۔ تاکہ لائق دیدار ہو جائے +

چہارم ۔ (ی) اس سے یہ مراد ہے ۔ کہ یادِ حق میں مشغول رہے ۔ نہ مال وزر اور فرزند وزن اور جان وتن میں +

اور طالب علم کیا معنی ۔ یعنی علم میں تین حرف ہیں :-

اوّل (ع) اس سے مراد ہے ۔ طلب علم و عرفان +

دوم (ل) اس سے مراد ہے لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ +

سوم (م) اس سے مراد محبّت الٰہی و مودّت رسالت پناہی صلعم +

زُہد بے علم

اور جس طرح سے کہ علم بے عمل مذموم ہے ، اسی طرح سے زہد بے علم ممنوع ہے علم باعمل یگانگی ہے ۔ اور علم بے عمل دیوانگی ہے ۔ اور زُہد بے علم کی مثال ایسی ہے جیسے شور زمین میں بیج بویا ہو ۔ اور علم بے عمل کی مثال جیسے زندہ کو قبر میں دفن کیا ہو ۔ علماء کہتے ہیں ۔ کہ فقیر کو علم و ارادت کہاں سے حاصل ہوتا ہے ؟ فقیر کہتا ہے ۔ میرا اُستاد خدا تعالیٰ حیّ قیّوم ہے ۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ میری تعلیم و تربیت خدائے تعالےٰ نے کی ہے ۔ فقیر کی زندگی علم ہے ۔ اور اُس کی راحت معرفت ہے ۔ اور اس کا شوق و محبّت اور اس کا ذوق ذکر اور اس کا مشاہدہ مجاہدہ اور اُس کا فقر فرحت اور درویش کو حضوری کا حق نہیں حاصل ہوتا ۔ تاوقتیکہ وہ خلوت و عُزلت نہ اختیار کرے ۔ اور اپنے دوستوں کو دشمن نہ بنائے ۔ اور اپنے فرزندوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ نہ کرے ۔ اُس وقت تک وہ مقام ربوبیت تک نہیں پہنچ سکتا ہے +
مگر فقیر باہو کہتا ہے ۔ کہ طالب خدائے تعالےٰ ہمیشہ مخلوق کے ساتھ برتاؤ رکھے ۔ اور اُن کے ساتھ خُلق اختیار کرے ۔ کیونکہ اگر صرف خلوت و عُزلت اور ریاضت و محنت سے خدائے تعالےٰ کو پانا ممکن ہوتا تو انڈوں پر کی مُرغیں اُس کی زیادہ مستحق ہوا کرتیں ۔ جس کسی کو کچھ حاصل ہوا ہے ۔ اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوا ہے ۔ نہ گوشہ نشینی میں جن و فرشتوں کی ملاقات سے ۔ کیونکہ راہ خدا تعالےٰ بال سے زیادہ باریک

اور پہاڑ سے زیادہ مشکل ہے۔ اسی لئے کافروں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ "لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ (کافروں کے بارے میں فرمایا ہے" وہ جنت میں داخل نہ ہونگے۔ جیسے سُوئی کے ناکہ سے اُونٹ نہیں جاسکتا)" پس فقیری درد و غم سے پُر رہنے کا نام ہے۔ اور گھر میں بیٹھ کر حلوے کھانے اور پلاؤ زردول کے نرم و چرب لقمے اڑانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ فقیری شب و روز دل جلانا ہے۔ اس لئے لِکُلِّ شَیْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ (ہر چیز کی کُنجی ہوتی ہے۔ اور جنت کی کنجی فقراء کی محبت ہے) آیا ہے ✦

جیسا کہ شیخ واجد کرمانیؒ نے فرمایا ہے۔ کہ قیامت کے دن درویشوں کو حکم ہوگا۔ کہ وہ پُلصراط پر جاکر دیکھیں کہ جس نے دنیا میں اُن کے ساتھ کچھ سلوک کیا ہو۔ اُس کی مدد کی جائے۔ پس خدائے تعالےٰ ان سے فرمائیگا۔ کہ جاؤ میں نے تم کو اختیار دیا۔ کہ تم اُن لوگوں کو پُلصراط سے نکال کر بہشت میں لیجاؤ۔ اور اپنے برابر اُنہیں بھی جگہ دو ✦

اور قیامت کے روز ایک ایسا شخص بھی لایا جائیگا جس کے اعمالنامہ میں نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اور بھی نیکیاں ہونگی۔ مگر حکم ہوگا کہ جاؤ اسے دوزخ میں لیجاؤ۔ وہ شخص کہیگا۔ کہ اے پروردگار میں نے تو بہت سی نیکیاں کی ہیں۔ مجھے دوزخ میں کس لئے لے جاتے ہیں۔ حکم ہوگا۔ تو دنیا میں درویشوں سے رُوگردانی کرتا تھا۔ اس لئے میں نے آج تجھ پر توجہ نہیں فرمائی۔ اور تیری عبادت تجھے واپس کر دی ✦

اس کے بعد دوسرا شخص لایا جائیگا۔ اور وہ گناہ اور معصیت سے پُر ہوگا۔ حکم ہوگا اسے جنت میں لیجاؤ۔ وہ شخص متعجب ہو کر حیران رہیگا۔ اور کہیگا۔ مجھے کونسی نیکی کے بدلے میں جنت میں لیجانے کا حکم ہوا۔ فرمان ہوگا اے شخص دنیا میں تجھے جو کچھ ملتا تھا۔ تو اُسے درویشوں کی محبت میں صرف کرتا تھا۔ و شب و روز تو اُن کی محبت میں رہتا تھا۔ اور وہ تجھے دعا دیتے تھے۔ اسی لئے ہم نے تجھے اُن کی دُعا کی برکت سے جنت عطا کی۔ کیونکہ ان کی دعائے نعمت اور رحم دلی پر ہماری رحمت اور نعمت سبقت رکھتی ہے۔ اور وہ جنت ہے ✦

اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ کے معنی

فقیر محتاج نہیں ہوتا یعنی وہ اپنے گھر میں ھو کا پیاسا بیٹھا رہتا ہے۔ مگر کسی سے سوال نہیں کرتا۔ اور اس کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ وہ صاحب نظر اور کیمیا ہوتا ہے اور اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ کے یہ بھی معنی ہیں۔ کہ وہ اپنا تمام مال و زر خدا کی راہ میں صرف کرے۔ تارک دنیا ہوتا ہے اور خواہش نہیں کرتا۔ اور اُس کے یہ بھی معنے ہیں کہ وہ ذکر اللہ سے وجمعی اور اطمینان حاصل کر لیتا ہے۔ پھر کیا کہتا ہے۔ دل غنی رحمۃ اللہ۔ اور اُس کے یہ بھی معنے ہیں کہ فقیر دُنیا اور اہل دُنیا کی طرف مطلق میلان و رغبت نہیں کرتا۔ اور ماسوائے اللہ پر حریص ہو کر اُس کا طامع نہیں بنتا۔ اور اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس کی زبان سیف اللہ ہوتی ہے جو کچھ وہ کہتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اُسے پُورا کر دیتا ہے۔ یا یہ کہ وہ مقام محمدی پر پہنچا ہوا ہے۔ اور اس وجہ سے اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ کا مصداق بنا ہوا ہے۔ پس فقیر کو چاہئے کہ اگر وہ جاہل ہے تو علم پڑھے۔ اور اگر عالم ہے تو چاہئے کہ معرفت حاصل کرے اُس وقت خدائے تعالیٰ کو پہچان سکیگا +

اور یاد رہے کہ فقیری کے دو مرتبہ ہیں۔ اول علم دانی۔ دوم علم خدادانی۔ اور مقام حیّ قیوم پر رسم و رسوم کچھ نہیں رہتی۔ فقیر جب اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اگر غافل ہے ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اور اگر خفتہ ہے بیدار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ عَیْنَایَ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ (میری دونوں آنکھیں سو جاتی ہیں۔ مگر دل جاگتا رہتا ہے) ؎[1]

خدائے من بیدار چوں بخوابم   خواب اندر خدا کجا یابم

جو شخص کہ علم کی راہ پر ہے وہ فقر سے آگاہ ہے۔ اور جو شخص کہ اپنی خودی پر ہے وہ گمراہ ہے۔ جو شخص کہ نہ علم کی راہ پر ہے۔ اور نہ فقر سے آگاہ ہے۔ علم اُس کے لئے صد گناہ اور وبال ہے۔ فقیر کو بدوں تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ لِکُلِّ شَیْءٍ مُصْقَلَۃٌ وَمِصْقَلَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ (ہر ایک چیز کے لئے صیقل ہوتی ہے اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے) وارد ہوا ہے +

[1] جب میں سو جاتا ہوں میرا خدا جاگتا ہے۔ تو پھر میں نیند میں خدا سے کہاں ملوں +

خانہائے نفس

انسان کے وجود میں نفس کے چار خانے ہیں:-

خانۂ اوّل - زبان جس میں لہو و لعب پیدا ہوتا ہے +

خانۂ دوم - دل - کہ خطرات و وسواس اُس پر ظاہر ہوتے ہیں +

خانۂ سوم - ناف - جس میں شہوت و ہوا پیدا ہوتی ہے +

خانۂ چہارم - اطرافِ دل - کہ اُس میں حرص و حسد - کبر و ہوس - عُجب و غرور - کینہ و ریا - بُغض و عداوت وغیرہ ظاہر ہوتا ہے +

ان چاروں خانوں میں چاہئے - کہ محبت الہیٰ کی آگ جلائیں - کہ ذکر اللہ کے سوا اُس آگ کو کوئی نہ بجھا سکے - اور علماء ان چاروں خانوں سے بے خبر رہتے ہیں - اور معرفت و عشق و محبت کی راہ نہیں اختیار کرتے - بلکہ اُس کے عوض حرص و حسد - عجب و ریا وغیرہ کی راہ پر آجاتے ہیں - مگر صاحب نظر ہمیشہ دل کا مطالعہ کرتا رہتا ہے - اور انوار تجلیات پر نظر رکھتا ہے - پھر آخر کو اس کی موت بھی زندگی ہوتی ہے ؎

گر بمیرم[1] بُرد مارا زیر خاک — جان و تن من خوش بگوید ذکر پاک

چوں بیایند نزدِ من مُنکر نکیر — خوش بگویم آنچہ دارم در ضمیر

قبر خود خلوت بہ بیں اے خفتۂ — ہمنشیں مجلس مشو خود گفتۂ

از مُردہ دل بہتر بود قبرے فقیر — ہرچہ داری حاجتے زاں خویشتن بگیر

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ (اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں - بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں) دوسری حدیث میں ہے - اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (فقیر کامل کے لئے موت پل ہے - کہ دوست کو دوست سے ملا دیتی ہے) ؎

مُردہ[2] تن دل زندہ باحق حبیب — زندہ تن دل مُردہ از حق بے نصیب

---

[1] جب مر جاؤنگا تو مجھے مٹی میں دبا دینگے - مگر میری جان و تن بہت خوشی سے ذکر پاک کرتی رہیگی - جب میرے نزدیک منکر نکیر آکر پوچھیں گے تو میں بہت خوشی سے اُنہیں دل کا حال سناؤنگا - اپنی خلوت گاہ قبر کو دیکھ اے بیہوش ہمنشین مجلس ہو جیسا کہ کہا گیا ہے - مُردہ دل سے ایک فقیر کی قبر ہزار درجہ بہتر ہے - تو اپنی حاجت جو کچھ رکھتا ہو اُس کے توسّل سے حاصل کر +

[2] مردہ تن زندہ دل خدا تعالےٰ سے واصل ہوتا ہے - اور زندہ تن مُردہ دل خدا تعالےٰ سے بے نصیب ہوتا ہے +

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ (جو شخص خدائے تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اُسے نیک راہ پر قائم رکھتا ہے) بہرحال جو شخص کہ خدا اور اُس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اُس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور اُس کے گناہ معاف کرتا ہے ؎

اینچنیں پیغمبرِ من مصطفےٰ[1] | جملہ جرمم عفو گردد از الٰہ

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے خدا تعالیٰ کی درگاہ میں کیا تھا اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے لئے خدائے تعالیٰ سے کہیں گے) اے پروردگار اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو اُنہیں معاف کرے تو تُو اپنے حکم پر غالب اور حکمت والا ہے)

اور دوسری آیت میں ہے۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے۔ اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے) پس خدائے تعالیٰ جس کسی کو اپنی رحمت و ہدایت کے لئے خاص کر لیتا ہے۔ اُس کو بے طمع اور بے حرص بناتا ہے۔ اسی لئے فقیر کامل بالکل بے طمع رہتا ہے۔ اور اپنے وظیفہ اور روزینہ میں سے دوسروں کا حصہ بھی لگاتا ہے۔ بلکہ اپنے تمام فتوحات کو خرچ کر دیتا ہے۔ اور دن کی فتوحات رات تک اور رات کی فتوحات دن تک نہیں رکھتا۔ اور سب خدائے تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دیتا ہے۔ پس فقیر درویش کو صاحب تصرف ہونا چاہئے۔ اور یاد رہے کہ حصول خدائے تعالیٰ دو چیزوں سے ہے۔ اوّل فضیلت جیسے علم۔ دوم فضل اللہ جیسے معرفت اور فضیلت فضل اللہ کی امیدوار ہوتی ہے۔ اسی لئے عالم فقیر کامل کا محتاج ہوتا ہے۔ اور فقیر کامل عالم کا محتاج نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کا علم فیضانِ الٰہی سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اس کا شاہد ہے ؎

ماسوےٰ اللہ از دلت تو دور کن[2] | دل بوحدت عشق حق پُر نور کن
مُردہ تن و دل زندہ گشتہ جانِ من | پا ز سر شد در تجلّی جان و تن

[1] مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے میرے رسول ہیں مجھے امید ہے کہ آپ کی طفیل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے تمام گناہ معاف ہو جائینگے۔

[2] ماسوے اللہ کو تو اپنے دل سے نکال ڈال۔ اور وحدت میں عشق الٰہی سے اپنے دل کو پُر نور کر۔ اے عزیز میرا تن مردہ اور دل زندہ ہو گیا۔ اور سر سے پیر تک جان و تن تجلی میں رہنے لگا۔

دیدہؔ اے دل بہ بود دیدار بین — طرفہ زد جلوہ شود حق الیقین
حاصل نشود زحق ہرگز اتصال — تا نہ گردد یک وجودش ہمخیال
صد فضیلت جاہلی در قیل وقال — ہر کہ راہ وحدت نباشد حق وصال

قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف اور غنی کو چھوڑ کر مفلس کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل ہے

۹ جب کہ خدائے تعالےٰ قوی اور غنی ہے ۔ اور اس کے سوا سب ضعیف مفلس ہیں ۔ تو قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف رجوع کرنا اور غنی سے مُنہ موڑ کر مفلس سے مانگنا خلاف عقل اور شرمندگی کی بات ہے ۔ بلکہ فقیر کو چاہئیے کہ جو کچھ مانگے خدا تعالےٰ سے مانگے ۔ اور جو کچھ چاہے اُسی سے چاہے ۔ اور ضعیف و مفلسوں سے نہ ڈرے ۔ اور لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ (کوئی ذرہ بھی بدوں حکم اللہ تعالےٰ کے نہیں ہل سکتا) پر نظر رکھے ۔ اور سب کو چھوڑ کر خدائے تعالےٰ کی یاد میں اسی طرح مشغول ہو ۔ جیسا کہ چاہئیے ۔ کیونکہ جس وقت طالب
۱۰ اللہ تعالےٰ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے ۔ تو آسمان کہتا ہے اور آرزو کرتا ہے ۔ کہ اگر میں زمین ہوتا ۔ تو یہ شخص مجھ پر خدائے تعالےٰ کی یاد کرتا ۔ اور یہ فخر جو زمین کو حاصل ہؤا ہے مجھے حاصل ہوتا ۔ اور زمین کہتی ہے ۔ کہ الحمد للہ مَیں نے بھی ذکر اللہ کی حلاوت پائی ۔ اسی طرح سے جب فقیر طالب کے جسم میں ہر ایک رونگٹا اور کھال اور ہر ایک رگ و ریشہ اور مغز و پوست اور قلب و روح اور سر اور تمام اعضا ذکر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں ۔ اور ربوبیت حق تعالےٰ سے ندا آتی ہے لَبَّیْكَ عَبْدِیْ (ہاں میرے بندے) فرشتوں کو رشک ہوتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم تمام عمر تسبیح و سجود میں رہتے ہیں ۔ مگر ہمارے لئے لبیک کے ساتھ فرمان الہٰی کبھی صادر نہیں ہؤا ۔ اے کاش اگر ہم بھی انسان ہوتے تا کہ لبیک عبدی کے جواب سے ہم بھی سرفراز ہؤا کرتے ۔ پس آدمی کو چاہئیے ۔ کہ اپنی حقیقت کو پہچانے ۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا شکر گذار ہو کر اُس کے خاص بندوں میں داخل ہووے ؎

آسماںؔ سجدہ کند سوئے زمینیکہ بُرد — یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

؎۱ اے دل دیدہ دیدار میں بہتر ہے ۔ کہ دم زدن میں حق الیقین سے جلوہ گر ہو جاتا ہے ۔ حق تعالےٰ سے ہرگز اتصال حاصل نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ اسی کے ایک وجود کا ہمخیال نہ ہو جاوے ۔ ایسے شخص کی سو فضیلتیں بھی محض جہالت اور قیل و قال ہیں جس کو وحدت حق میں وصال نہ حاصل ہو ۔

؎۲ آسمان سرنگوں ہو کر زمین سے کہتا ہے ۔ کہ ایک دو آدمی ایک دو شخص خدا کے لئے اس پر بیٹھیں +

پس چاہئے کہ جان ورگ وپوست ہمہ اوست ہو جائے۔ اور دوئی کا پردہ درمیان سے اٹھ جائے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس +

فقیر باھُو کہتا ہے کہ جس شخص کو دیدار الٰہی کی خواہش ہو۔ اُسے چاہئے کہ فقر اختیار کرے اور ذکر و فکر اور عشق و محبت میں مشغول ہو کر معرفت الٰہی حاصل کرے۔ اور جس شخص کو بہشت اور حور و قصور کی خواہش ہو۔ ریاضت۔ زہد و تقوٰے صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن مجید اور حج و زکوٰۃ وغیرہ جو کچھ بنائے اسلام ہے بجالائے۔ اور جسے دوزخ کی آرزو ہو۔ وہ لذات نفسانی و حیوانی و حرکات شیطانی کرے۔ اور جو مُنہ پر آئے کہے۔ اور جو سامنے آئے کھائے۔ اور حلال و حرام میں فرق نہ کرے۔ اور کُفّار و فُجّار سے خلوص رکھے۔ اور مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْھُمْ (جو شخص کسی قوم کو دوست رکھے۔ تو وہ انہیں میں سے ہے) کا مصداق بنے +

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ حق تعالےٰ کے ساتھ انہماک اور مشغول تھے۔ کہ حضرت ربّ العزّت سے ندا آئی۔ کہ اے بایزید تم نے اس قدر محنت کس لئے اٹھائی۔ کیا تم مقام عرش کے طالب ہو۔ عرض کی کہ اے پروردگار! عرش روحانیوں کی جگہ ہے۔ میں روحانی نہیں ہوں۔ ارشاد ہوا شاید مقام کرسی چاہتے ہو۔ عرض کی اے پروردگار کرسی کرّوبیوں کی جائے ہے۔ میں کرّوبی نہیں ہوں۔ ندا آئی شاید آسمان چاہتے ہو۔ عرض کی اے پروردگار آسمان فرشتوں کی جگہ ہے۔ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ ندا آئی شاید دوزخ چاہتے ہو۔ عرض کی اے پروردگار دوزخ منکروں کی جگہ ہے۔ میں منکر نہیں ہوں۔ پھر لطف و کرم کی ندا آئی اچھا ہمیں چاہتے ہو۔ بھلا اگر ہمیں نہ پاؤ۔ تو کیا کرو۔ بایزید نے سر بسجدہ ہو کر ایک آہ نکالی اور جان دیدی ے

خام[1] بودند خام آہے رفت جاں — عاشقی آں بر بود سوزش چناں
گر بسوزد جانِ من اندر سقر — جز خدا دیگر نہ از من خبر
گر زند او گردنت تو دم مزن کشش ضرور — سر بپوشند سر دہد عاشق حضور
باھُوا بہرہ چہ خواہی از خدا — بہرۂ مزدور ہیئے طالب رضا

[1] خام تھے خام کہ ایک آہ سے جان نکل گئی۔ عاشقی یہ ہے کہ جس میں اس قدر سوزش ہو۔ اگر دوزخ کے اندر بھی میری جان جلے۔ تب بھی خدا تعالےٰ کے سوا مجھے اور کچھ خبر نہ ہو گی۔ اگر وہ تیری گردن بھی اڑا دے۔ جب بھی تو دم مت مار۔ کیونکہ عاشق حضور سر چھپاتا ہے اور سر دیدیتا ہے۔ اور اے باھُو تو خدا تعالےٰ سے کیا نفع چاہتا ہے۔ نفع چاہنا تو مزدوری ہے۔ تو بس طالب رضا رہ +

فقیر فنا فی اللہ اُسے کہتے ہیں۔ کہ توحید میں ایسا غرق ہو جائے کہ احتیاج خدا بھی نہ رہے۔ کیونکہ احتیاج خدا اُسی شخص کو ہوتی ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ سے جُدا ہو۔ پس چاہیئے۔ کہ یکتا اور یک وجود ہو جائے +

فقر میں کون کون مقام پیش آتے ہیں

یاد رہے کہ بندے اور خدائے تعالےٰ کے درمیان کیا چیز وسیلہ ہوتی ہے۔ اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ پس معلوم ہو کہ بندے اور خدائے تعالےٰ کے درمیان مرشد وسیلہ ہوتا ہے۔ اور اس سے محبّت حاصل ہوتی ہے۔ اور محبّت سے محرمیّت سرِ اسرار حاصل ہوتی۔ اور محرمیّت سرِاسرار سے مقام خوفِ موت۔ اور مقام خوف موت سے حیرت۔ اور حیرت سے فنا۔ اور فنا سے مقام رجائے بقا۔ اور رجائے بقا سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ) اور اس سے مقام اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ (اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں) حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے فقیر صاحب رضا اور قضا و قدر سے جُدا ہوتا ہے۔ کیا خوب حدیث نبویؐ میں واقع ہؤا ہے کہ جناب رسول مقبول علیہ الصّلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے۔ کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے آکر کہا۔ مسلمان کہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کا ہزار شکر ہے۔ کہ اُس نے مجھے مسلمان پیدا کیا۔ اور یہودی نہیں پیدا کیا۔ یہودی کہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہودی پیدا کیا۔ اور نصرانی نہیں پیدا کیا۔ نصرانی کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے نصرانی پیدا کیا اور مجوسی نہیں پیدا کیا۔ مجوسی کہتا ہے خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے مجوسی پیدا کیا اور منافق نہیں پیدا کیا۔ منافق کہتا ہے خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے منافق پیدا کیا اور مشرک نہیں پیدا کیا۔ مشرک کہتا ہے خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے مُشرک پیدا کیا اور بیدین نہیں پیدا کیا۔ بیدین کہتا ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے بیدین پیدا کیا۔ اور کافر نہیں پیدا کیا۔ کافر کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے کافر پیدا کیا۔ اور سگ نہیں پیدا کیا سگ کہتا ہے خدا تعالےٰ کا شکر ہے۔ کہ اُس نے مجھے سگ پیدا کیا اور سؤر نہیں پیدا کیا۔ سؤر کہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے سور پیدا کیا۔ اور بے نماز

نہیں پیدا کیا +

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ قاضی بدوان کے مکان پر آئے جنہیں قاضی نجم الدین سنائی بھی کہتے ہیں۔ شیخ نے پوچھا۔ کہ قاضی نجم الدین کیا کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا نماز پڑھ رہے ہیں۔ شیخ نے کہا کہ کیا قاضی نجم الدین نماز پڑھنا جانتے ہیں۔ قاضی نجم الدین یہ کلام سنتے ہی فوراً باہر آئے۔ اور شیخ سے کہا۔ یہ تم نے کیا کہا شیخ نے کہا علماء کی نماز اور ہے اور فقرا کی نماز اور ہے۔ علماء کی نماز یہ ہے۔ کہ جب تک قبلہ برابر نہ کرلیں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اور اگر انہیں قبلہ معلوم نہ ہو سکے۔ تو وہ تحرّی[1] کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور جس طرف ان کا دل شہادت دیدے۔ اُس وقت اُسی طرف نماز پڑھتے ہیں +

اور فقراء کی نماز یہ ہے۔ کہ وہ جب تک عرش کو برابر نہیں دیکھ لیتے۔ نماز نہیں پڑھتے +

القصہ قاضی نجم الدین اُس وقت گھر میں واپس چلے گئے۔ شب کو اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش پر مصلّٰے بچھائے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ قاضی نجم الدین خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ اور شیخ کے پاس آکر اُنہوں نے معذرت کی۔ اور فرمایا کہ معاف کیجئے۔ میں معذور ہوں +

شیخ نے کہا اے قاضی نجم الدین تم نے جو مجھے عرش پر مصلّٰے بچھائے نماز پڑھتے دیکھا یہ مقام درویشوں کے مراتب میں سے ایک کمترین درجہ ہے۔ اور اُن کے مقامات اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اور اگر میں تم پر اُن مراتب کو ظاہر کروں۔ تو تم اپنے حال پر نہ رہو گے۔ اور تجلّٰے نور سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ فقیر اس مقام کے علاوہ ستر ہزار مقامات اور حاصل کرتا ہے۔ اور ہر روز پنجوقتہ عرش پر نماز پڑھتا ہے۔ جب وہاں سے واپس آتا ہے۔ تو اپنے آپ کو خانہ کعبہ پر دیکھتا ہے۔ اور جب وہاں سے لوٹتا ہے۔ تو تمام عالم کو اپنی دس انگلیوں کے درمیان میں دیکھتا ہے۔ مگر یاد رکھو۔ کہ یہ ماجرا اُسی درویش کا ہے جو اُس مقام کو طے کرے۔ اور جب درویش ان ستر مقامات سے گذر جاتا ہے۔ تو اب اُس کا مقام

[1] جن صورتوں میں کہ قبلہ معلوم نہ ہو سکے اس وقت جس طرف دل گواہی دیدے اُس طرف نماز پڑھ لینے کو تحرّی کہتے ہیں۔ اور اس کی ضرورت اجنبی مقامات میں واقعہ ہوا کرتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص جنگل میں ہو۔ اور آسمان پر بادل ہو۔ اور قبلہ نما بھی نزدیک نہ ہو۔ تو ایسی حالت میں تحرّی کر کے نماز پڑھ سکتا ہے +

لامکان میں ہوتا ہے۔ اور اُس پر کسی کو واقفیت نہیں ہو سکتی ؎[1]

عاشقاں را زہد و تقویٰ خلوتِ درکار نیست
کار با غم عشق وحدت ہر بمنزل میرساند

فقیر باہو کہتا ہے۔ تمام مکان شیطانی ہیں بجز مکان فنافی اللہ اور حق سُبحانہٗ و تعالےٰ کے۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شبلی دونوں شہر سے باہر جنگل کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ دونوں صاحبوں نے وضو کر کے نماز کا ارادہ کیا۔ کہ اسی اثنا میں ایک مزدور آیا۔ اور اپنے سر سے لکڑیوں کا گٹھا اُتار کر وضو کیا اور اُن کے پاس آ گیا۔ اُنہوں نے پہچان لیا کہ یہ شخص اولیا اللہ میں سے ہے۔ اور ان دونو نے اُس کو اپنا امام بنایا۔ اور خود مقتدی بنے۔ مگر اُس بزرگ نے ہر رکوع وسجود میں بہت دیر لگائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیخ نے پوچھا۔ کہ رکوع وسجود میں اس قدر دیر کیوں کی ؟ اُن بزرگ نے جواب دیا۔ کہ ہر رکوع وسجود میں تسبیح پڑھتا تھا۔ اور ہر تسبیح کا جواب جب تک لَبَّیْکَ عَبْدِیْ نہ سُن لیتا تھا۔ سر نہیں اُٹھاتا تھا۔ اس وجہ سے رکوع وسجود میں دیر ہوتی تھی۔

پس جو نماز کہ باصواب نہیں ہوتی وہ نماز، نماز نہیں۔ بلکہ وہ دل کی پریشانی ہے۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ حیّ وقیّوم ہے۔ اور نَعُوْذُ بِاللّٰہِ وہ بُت اور مُردہ نہیں۔ اور اُس کی عبادت بُت پرستوں وکُفّاروں کی عبادت نہیں۔ کہ اُنہیں بُت کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا ہے۔ کیونکہ بُت مُردہ ہیں۔ اور خدا تعالےٰ حیّ وقیّوم ہے۔ جب کوئی بندہ اُسے پکارتا ہے تو وہ اُسے جواب دیتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (نماز کامل طور سے ادا نہیں ہوتی۔ مگر حضوری دل سے) اس لئے نماز خدائے تعالےٰ کی طرف کامل توجّہ اور یکسوئی سے پوری ہوتی ہے۔ ورنہ وہ ایک پریشانی اور جُدائی ہوتی ہے۔

فقیر باھُو کہتا ہے۔ کہ اہل نماز کے لئے رکوع وسجود میں خدا تعالےٰ کی طرف سے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ جواب ملتا ہے۔ اور عارف باللہ کے لئے ہر دم اور ہر ساعت اور ہر لحظہ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ کا جواب موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا) اگر ایک بندہ کہے۔ اللہ تعالےٰ

[1] عاشقوں کو زہد و تقویٰ اور خلوت کا کچھ درکار نہیں ہے۔ وحدت کا عشق وغم ہونا چاہئے۔ ہر ایک منزل پر پہنچاتا ہے۔

بیس مرتبہ بذریعہ الہام ندا دیتا ہے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ۔ مگر مراتب الہام آسان نہیں ہیں۔ جوانمرد کو مقام فنا فی اللہ میں غرق ہونا چاہئے ؎

نبودے آدم و حوا نہ نوح موسیٰ نہ کوہ طور[1]
نبودے انبیاؑ و اولیاؒ من بودم عین نور
ہیچ ہمہ در ہیچ بودند آں وقتش خدا
خلوتے خوش یافتم اندر مقام کبریا

اور یاد رہے کہ خودی خدائے تعالےٰ کے ساتھ نہیں سماتی۔ جیسے آگ اور پانی غزل

خدائی[2] دیو یک در خانہ آمد	کہ عشقے کُشت دیو دیوانہ آمد
ترا خبرش نہ اے باخود خدائی	درونش کُفر خود بیگانہ آمد
چراغ مُقبلاں دل گشتہ روشن	کہ ہر گردش براں پروانہ آمد
باہُوئے بیچارہ را باجان جانست	کہ ہردم شوق خوش ترانہ آمد

اور اے باہُو فقیری اور حقیقت فقیری کیا ہے ؎

حقیقت[3] فقر را از من چہ پُرسی	فقر را زیر بالش عرش و کُرسی

اور واضح ہو کہ فقیری دس چیزوں میں ہے تو ایک طرف اور ایک ایک طرف ؎

دہ[4] چیز با ہر مرو را باجان عزیز	نہ سیر یک گرسنہ با عقل و تمیز
گر میشود نہ گرسنہ یک یہ سیر	از سیر سرش بازماند غرق غیر
گوش و چشم و دست پاؤ ہم دہن	شکم نفس و بد بلا گردن بزن
شکم پُر شیطان سر نفس و ہوا	گر خدا خواہی ازینہا باز آ

---

[1] نہ حضرت آدمؑ تھے اور نہ حضرت حواؑ تھیں اور نہ نوحؑ اور موسیٰؑ اور نہ کوہ طور تھا۔ نہ انبیاؑ و اولیا تھے کہ میں عین نور تھا اور جس وقت کہ خدائے تعالےٰ کے نور میں تمام چیزیں ہیچ در ہیچ تھیں۔ میں اُس وقت مقام کبریا میں بہت خوشی کے ساتھ خلوت رکھتا تھا +

[2] خدا اور دیو ایک خانہ میں آئے۔ اور عشق نے دیو کو مار ڈالا دیو دیوانہ ہوگیا۔ تجھے کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ تیرے ہمراہ ہے۔ مگر چونکہ دیو کے باطن میں کفر ہے۔ اس لئے وہ اس سے بیگانہ ہے۔ نصیبے والوں کے دل کا چراغ روشن رہتا ہے۔ کہ ہر گردش میں پروانہ کی طرح اس پر نثار ہوتا ہے۔ بیچارے باہُو کی جان جان کے ساتھ ہے کہ وہ ہردم شوق میں خوش ترانہ رہتا ہے +

[3] اے باہُو تو حقیقت فقیر کیا پوچھتا ہے۔ فقیر کا تکیہ عرش و کرسی ہوتا ہے +

[4] دس چیزیں ہیں کہ ہر ایک شخص کو عزیز ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک گرسنہ رہے تو سیر اور اپنی عقل و تمیز پر رہتی ہیں۔ اور جب ایک سیر ہوتی ہے تو نو گرسنہ رہتی ہیں۔ اور وحدت کے اسرار سے باز رہکر غیر میں غرق رہتی ہیں۔ وہ دس چیزیں کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں اور شکم نفس بد بلا میں اُن کی گردن اڑا دے۔ اور شکم پُر شیطان اور نفس ہوا کا سرا ہے اگر تو خدا کا طالب ہے تو اُن سے باز آ +

پس نفس و شیطان سے گزر کر ابعد کی مکافات کرے اور اپنے گناہوں کی خدائے تعالےٰ سے مغفرت مانگے۔ کیونکہ مَنِ اسْتَغْفَرَ بَعْدَ الذَّنُوْبِ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ (گناہ کے بعد جو شخص بخشش مانگتا ہے اُسے خدا تعالےٰ بخش دیتا ہے) اور لِکُلِّ شَیْئٍ حِیْلَۃٌ وَحِیْلَۃُ الذُّنُوْبِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ (ہر چیز کا حیلہ ہوتا ہے اور گناہ کا حیلہ طلب مغفرت ہے) وارد ہوا ہے۔ اور اہلِ ظلم کے لئے شکم شیطان ہے۔ اور اہل اللہ کے لئے شکم شوق ہے۔ کہ یہ لوگ روٹی اس جہان کی کھاتے ہیں۔ اور کام اُس جہان کا کام کرتے ہیں۔ جیسے اونٹ محنت توانتی کرتا ہے اور کھانا کیا ہے کانٹے۔ اسی طرح مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے) جیسا کہ اور انہیں لوگوں کے لئے جو صاحب مشاہدہ اور مجاہدہ ہیں۔ خدائے تعالےٰ نے یہ خوشخبری سُنائی ہے۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا وَّکَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّکَاْسًا دِھَاقًا (بیشک پرہیزگاروں کو مراد ملنی ہے۔ اُن کے لئے باغ ہیں اور انگور اور نوجوان عورتیں برابر عمر کی اور پیالہ چھلکتا ہوا)+

پس فقیر کامل ہمیشہ خوف خدا رکھتا ہے۔ اور اس فرمان الٰہی کا مستحق ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ (جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں غیب کے ساتھ اُن کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر) بہرحال جو کچھ حاصل ہوتا ہے۔ عمل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر بدوں عمل کے علم سے فضیلت حاصل ہوسکتی۔ تو شیطان کو ضرور حاصل ہوتی۔ اور ہرگز وہ خود نہ گمراہ ہوتا اور نہ بنی آدم کو گمراہ کرتا۔ اور جو شخص کہ باوجود علم کے بھی مشرب بدعت میں پڑجاتا ہے۔ اور بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسے جنّ و خبیث اور ایسے شخص پر ہرگز بھروسہ و اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ شیطان بیچارے نے ہزار سال تک علم حاصل کیا۔ اور پچاس ہزار سال تک فرشتوں کو تعلیم دی ہے۔ آخر کو اس کا انجام کیا ہوا۔ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکَافِرِیْنَ (اُس نے انکار کیا اور وہ پہلے ہی سے کافر تھا)+

اور اگر جہل میں کچھ فضیلت ہوتی تو ابوجہل کو ہوتی۔ اور وہ ہرگز راہ حق سے منحرف نہ ہوتا+

پس معلوم ہوا کہ راہ حق نہ علم میں ہے اور نہ جہل میں۔ بلکہ صرف توفیق الٰہی اور اُس

کی محبت و اخلاص میں ہے۔ اور اہلِ محبت وہ لوگ ہیں۔ کہ خدا اور رسول کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اور اُن کی محبت میں غرق رہتے ہیں۔ اور جو شخص یہ چاہے کہ خدائے تعالےٰ اور رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشنود کرے۔ پس اُسے چاہئے۔ کہ توحید و محبت میں مشغول ہو۔ اور خدائے تعالےٰ کے ساتھ خلوص رکھے۔ اور ترکِ دنیا اختیار کرے۔ اور متابعت شریعت محمدیؐ میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ اور جو شخص یہ چاہے۔ کہ علماء اس سے خوشنود ہوں۔ تو اُسے چاہئے کہ زر و سیم حاصل کرے۔ اور ان کی خدمت میں پوری کوشش کرے۔ اور جو شخص یہ چاہے۔ کہ فقیر اہل اللہ اُس سے خوشنود ہوں۔ تو اُسے چاہئے کہ صفائی دل کے ساتھ ان سے ملے اور اتحاد حاصل کرے۔ کیونکہ فقیر کی نظر دل پر ہوتی ہے۔ پس اُسے دل دیکر اُس سے دل لے۔ کیونکہ دل پر قبضہ کر لینا ایک دائمی سلطنت ہے۔ اور جو شخص یہ چاہے۔ کہ خدائے تعالےٰ سے واصل و شاغل رہے۔ اُسے چاہئے کہ چار (دم) جمع کرے :۔

اوّل (دم) مخالفت نفس۔ دوم (دم) میدانِ معرفت۔ سوم (دم) مبتلا و مشتاق دیدار چہارم (دم) محرمیت اسرار +

اور اسی طرح بارہ (دش) حاصل کرے۔ چار (دش) فقرا کے لئے۔ اور چار (دش) اہل علم کے لئے۔ اور چار (دش) اہل دنیا کے لئے +

(دش) فقرا دش) اوّل شرم از نافرمانی خدائے تعالیٰ۔ (دش) دوم شوق و شغل ذکر اللہ۔ سوم (دش) شب بیداری و دل بیداری۔ چہارم (دش) شہوت اور ہوا کو شکنجہ میں کھینچے اور اُنہیں کامیاب نہ ہونے دے +

(دش) اہل علم دش) اوّل شرائط دین و اسلام بجا لائے۔ (دش) دوم شریعت پر نظر رکھے۔ دش) سوم۔ شعور و تمیز ہاتھ سے نہ دے۔ (دش) چہارم۔ شوم و طمع کو چھوڑ دے +

دش) اہل دنیا دش) اوّل شر شیطان سے محفوظ رہے۔ دش) دوم نیک کاموں میں شرم نہ کرے۔ دش) سوم ہر کام میں عُجلت نہ کرے۔ (دس) چہارم شر آتش حرص سے دور رہے +

اور مخفی نہ رہے۔ کہ اہلِ دُنیا اور اہلِ علم گناہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ مگر صرف محبت کے

سبب سے اس لئے محبت اگرچہ ایک خشخاش کے دانہ کے برابر کیوں نہ ہو۔ مگر ستر برس کی عبادت پر فوقیت رکھتی ہے۔ کیونکہ آدمی محبت میں بذریعہ عبادت کے محرم اسرار الٰہی ہوتا ہے۔ اور مقام ربوبیت اور توحید سے واقف و آگاہ ہوجاتا ہے۔ اور اُس کے علم میں کبر کا شائبہ مطلق نہیں رہتا جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (بعض لوگ غیر خدا کو اُس کا بنا کر اُن سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی خدا کے ساتھ چاہئے۔ اور جو لوگ ایمان والے ہیں۔ وہ خدا کی دوستی میں سب سے زیادہ ہیں) +

اہل ہدایت کو اہل بدعت سے کیا کام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (اے پیغمبر تم جسے چاہو ہدایت پر نہیں لاسکتے لیکن خدائے تعالےٰ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے) +

دوسری جگہ اللہ تعالےٰ نے اہل کفر کے بارے میں فرمایا ہے:۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (خدائے تعالےٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مُہر کردی ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور اُن کے لئے عذاب ہے سخت) +

اسی طرح ایک اور جگہ پر فرمایا ہے۔ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (بہرے گونگے اندھے ہیں سو وہ راہ پر نہ آویں گے) +

ایک اور جگہ پر فرمایا ہے۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہ اُٹھائیگا) +

اور جو جاہل کہ بدعت اور گمراہی میں پڑجاتا ہے۔ اُس کی مثال بالکل ابوجہل جیسی ہے کہ اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا ہی سمجھایا۔ مگر وہ اپنی جہالت سے باز نہ آیا۔ اور یاد رہے۔ کہ جو شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مُردہ جانے۔ اُس پر ایمان سلب ہوجانے کا خوف ہے۔ ازباہوؒ

اُمتؔ خویش را بحق سپرد   حیاتِ الٰہی حیات پردہ

ؔ اپنی اُمت کو خدائے تعالےٰ کے حوالہ کیا۔ اور حیات الٰہی آپ کی حیات کی پردہ ہوئی +

بلکہ حیاتِ نفس و حیاتِ دل و حیاتِ روح و حیاتِ عشق و حیاتِ محبت و حیاتِ ذکر و فکر و حیات دین و حیات و حیات فقر و حیات خدائے تعالیٰ حی قیوم اور حیات نبوی کو فقیر فنا فی اللہ اپنے ساتھ جانتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْاِیْمَانُ عُرْیَانٌ وَلِبَاسُہُ التَّقْوٰی وَزِیْنَتُہُ الْحَیَاءُ وَثَمَرَتُہُ الْعِلْمُ (ایمان بدون عمل کے برہنہ ہوتا ہے۔ اس لئے پرہیزگاری اُس کا لباس ہے۔ اور حیا اُس کی زینت ہے۔ اور علم اُس کا پھل ہے) اور فقیر کامل صُلح کل ہوتا ہے۔ اور اپنی ذات کے لئے اُسے جو کچھ پسند ہوتا ہے۔ وہی دوسرے کے لئے بھی پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ الْمُسْلِمِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہوتا تاوقتیکہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہو اپنے بھائی مُسلمان کے لئے وہی پسند نہ کرے) اور پھر جس شخص کا ایمان مُردہ ہو۔ وہ ضرور منافق یا کافر ہوگا۔ اور کفر و معصیت اور حُبِّ دُنیا میں مبتلا ہوگا۔ نَعُوْذُ بِاللہِ مِنْہُ ۔

القصہ ہر منزل کا مشکلکشا اور ہر مشکل میں رہنما اور دونوں جہان کا پیشوا ہی برزخ اسم اللہ ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ۔

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

اَللّٰہُ

ھُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

لَیْسَ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّا ھُوْ

باب ششم

ذکر مُراقبہ و مُشاہدہ و خواب و جواب برزخ و تعبیر غرق بوحدت

مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ مراقبہ وہی ہے جو رقیبوں سے دُور کر کے وحدتِ الٰہی میں پہنچائے۔ مراقبہ محبت الٰہی کا نام ہے۔ جو استغراق مقام حیّ قیوم کا رہنما ہے۔ اور اس مقام سے مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مرجاؤ یعنی نفس کشی کرو) حاصل ہوتا ہے۔ اور صاحب مشاہدہ صاحب حضور اور صاحب سیر سرّ اسرار ہوتا ہے۔ اور مجلس محمدیؐ سے مشرف ہوتا ہے۔ اور مراقبۂ مومن محرم سرّ اسرار معرفت ہوتا ہے۔ اور مراقبۂ منافق تحت الثرٰے میں ہوتا ہے ؎

نہ علم و نہ دانش نہ حقیقت نہ یقین ۔۔۔ چوں کافر درویش کہ نہ دنیا و نہ دیں

اور ہر ایک کے مراقبہ میں فرق ہوتا ہے۔ اِس لئے مراقبہ کی بہت قسمیں ہیں :-

اوّل مراقبۂ عام۔ دوم مراقبۂ خاص۔ سوم مراقبہ خاص الخاص۔ چہارم مراقبۂ اخص۔ پنجم مراقبہ عشق۔ ششم مراقبۂ محبت۔ ہفتم مراقبۂ فنا فی الفنا فنا فی اللہ بقا باللہ کہ صاحب مراقبہ توحید میں غرق ہو جاتا ہے۔ اور خود اپنی نہ خلق اللہ کی کچھ خبر رکھتا ہے بلکہ منزل و مقام بھی اُسے یاد نہیں آتا۔ کیونکہ اس کو محو تمام حاصل ہوتا ہے۔ اور کیونکہ مراقبہ رُوح کی مانند رُوحانی خاصیت رکھتا ہے۔ اور صاحب مراقبہ چشم زدن میں ارض و سما اور عرش و کرسی و لوح و قلم کی سیر کر لیتا ہے۔ اور جس طرح روحانی (فرشتے) دم زدن میں آموجود ہوتے ہیں۔ اور پھر اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح صاحب مراقبہ سیر کر کے اپنے وجود میں آن پہنچتا ہے۔ اور اہل مراقبہ وہی ہیں۔ کہ جمال الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور اللہ بس ماسوے اللہ ہوس اُن کا ورد ہوتا ہے۔ اور اَصْبَحُوْا مَعَ اللّٰہِ اُن کا مقصود ہوتا ہے۔ اور مراقبہ ایسا ہونا چاہئے جس طرح آفتاب کہ جب طلوع ہوتا ہے۔ تو اس سرے سے اس سرے تک زمین اور آسمان کو روشن کر دیتا ہے۔ اور جس طرح کہ ماہتاب کہ اُس کی روشنی سے تمام عالم جگمگا جاتا ہے۔ اور دوسرے

؎ فقیر منافق کو نہ علم اور نہ یقین اور نہ دانش حاصل ہوتی ہے۔ اور نہ وہ حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے۔ درویش کافر کی طرح کہ نہ دین کا نہ دنیا کا ۱۲ ۔

؎ صبح ہوئی کہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ ہیں (یعنی صبح ہوتے ہی اُس کے ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں) ۔

تاروں کی روشنی اس کے سامنے ماند ہو جاتی ہے۔ صاحب مراقبہ کا بھی یہی حال ہے کہ جب وہ آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھتا ہے۔ تو تمام چیزیں سوختہ ہو جاتی ہیں۔ اور درمیان میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا +

اور مراقبہ کے اقسام بہت ہیں۔ جیسے مراقبہ ذکر۔ مراقبہ فکر۔ مراقبہ حضور مجلس مذکور مراقبہ فنا فی الشیخ۔ مراقبہ فنا فی اللہ۔ مراقبہ فنا فی النفس۔ مراقبہ نور نہ نام باری تعالےٰ مراقبہ چشم واز۔ مراقبہ راز۔ مراقبہ شہباز۔ مراقبہ گربہ بہرزدن موش دغاباز۔ اور جو شخص مراقبہ میں گاؤ خر۔ جاہ و مال۔ زر و سیم وغیرہ دیکھے۔ تو جاننا چاہیئے کہ مراقبہ حیوانی مقام ناسُوت سے ہے۔ اور وہ ابھی محبت دنیا میں پھنسا ہوا ہے۔ اور ہنوز اسی کے بیابان میں پڑا ہوا ہے۔ اور ذکر اللہ کا اُس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور اُس کا علاج یہ ہے۔ کہ طلب لذت دُنیا اپنے دل سے دور کرے۔ اور اُس کے خیال کو دل سے نکال ڈالے۔ اور جو شخص مراقبہ میں باغ و باغیچہ اور آب و دریا و سبزیاں و مکانات و محلات و حُور و قُصور وغیرہ دیکھے تو معلوم کرے۔ کہ ابھی اُس کے دل میں کثافت ہے۔ اور ابھی اُس کے دل کا زنگ دُور نہیں ہوا ہے۔ اور مرشد کامل کی نظر نہ ہونے سے خنّاس و خرطوم شیطان دل کے اردگرد موجود ہیں۔ اور اصل ذکر سلطانی اُسے حاصل نہیں ہوا ہے۔ اور ذکر خاص اصلی کا یہ نشان جاری ہے۔ کہ خاص ذکر اللہ زبان پر جاری ہو۔ اور بجز قال اللہ اور قال الرسول اور ذکر اولیاء اللہ کے زبان پر نہ آوے۔ اور آنکھ سے نامحرم کو نہ دیکھے اور نظر پڑ جائے تو شرم آوے اور حیا کرے۔ اور جس شخص کو ذکر قلب خاص حاصل ہوتا ہے اُس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور اُس آنکھ سے اسم اللہ اور ذکر اللہ کے سوا کچھ نہیں دیکھتا اور اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ اور حُبّ دنیا مطلق نہیں رہتی۔ اور حواس خمسہ ظاہری بند ہو جاتے ہیں۔ اور وہ شخص صاحب کشف القلوب ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا دل آئینہ کی طرح صاف اور بے کدورت رہتا ہے +

ذکر رُوحی اور ذکر سرّی

اور جس شخص کو ذکر روحی حاصل ہوتا ہے۔ اُس کی چشم باطن روشن ہو جاتی ہے اور مجلس روح اللہ محمدیؐ میں اُسے دخل ہوتا ہے۔ اور مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کا مصداق ہو کر

صاحب کشف ہوجاتا ہے اور خوف خدائے تعالےٰ سے حسد وغیرت اُس کے دل سے اُٹھ جاتی ہے۔ اور جس شخص کو ذکر بیتری حاصل ہوتا ہے۔ اور اُس کی چشم روشن ہو جاتی ہے۔ وہ شخص ازازل تا ابد مشاہدہ بین اور صاحب سرّ اسرار رہتا ہے۔ اور ماہ سے لیکر ماہی تک سب اُس کی نظر میں ہوتا ہے۔ اور اَلْفَقِیْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اللّٰہ (فقیر خدائے تعالےٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا) کا مصداق ہوتا ہے۔ اور عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک اُس کے زیر حکم ہوتا ہے۔ کہ جنبش کرے یا اپنے حال پر قائم رہے۔ اور فقیر صاحب مراقبہ اور تصرف مالک الملکی اسی کو کہتے ہیں۔ اور وہ بھی مال وزر کے گرداب میں پڑا ہوا ہے۔ اور یہ مراقبہ گربہ اہلِ موش کے مانند ہے۔

مراقبہ اور اُس کی منزلیں

مراقبہ کی چاروں منزلیں چار قسم پر ہیں:۔

اول ۔ مراقبہ شریعت طاعت وعبادت ومشاہدۂ ناسوت ہے۔ اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے۔ مقام ناسوت سے ہوتا ہے ۔

دوم ۔ مراقبہ ملکوت ہے۔ اس میں مراقبہ والا صاحب ورد ووظائف وطہارت ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے۔ اور جو کچھ دیکھتا ہے۔ مقام ملکوت سے ہوتا ہے ۔

سوم ۔ مراقبہ اہلِ جبروت واہل اللہ وذکر اللہ ہے۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے۔ مقام جبروت سے ہوتا ہے ۔

چہارم ۔ مراقبہ مقام لاہوت واہل معرفت۔ اور اس مراقبہ والا جو کچھ مشاہدہ کرتا ہے۔ مقام لاہوت سے ہوتا ہے ۔

پنجم ۔ مراقبہ حضور غرق فنافی اللہ۔ جو مقام ربوبیّت میں حاصل ہوتا ہے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے۔ وہ سب مقامِ ربوبیّت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ اور بجز توحید کے اس مقام میں اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ (ہر روز خدائے تعالیٰ کی ایک نئی شان ہوتی ہے) اس کا مکان ہوتا ہے ۔

بیت

خُدا از کرم و فضلش عبد خوانی ¹ — نہ انصاف است تو در جُرم مانی
خدا با تو ترا بیں چشم باید — بہ چشمے معرفت حق رُو نماید
چہ داند مُردہ دل طالب بمردار — ز خود خبرش ندارد اہلِ دیدار
باھُو را بس بود آں عشق جانی — ساکن لاہوت نظرے لامکانی

اور اہلِ عبودیّت ناسوتی خدائے تعالےٰ کو خواب میں دیکھتے ہیں، درست ہے +
چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا خدا تعالےٰ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور اہل شرع نے درست رکھا ہے +

اسی طرح اہل ربوبیّت خدائے تعالےٰ کو مشاہدہ میں۔ مراقبہ میں۔ خودی میں اور بیخودی میں دیکھتے ہیں۔ جائز اور اس آیت کریمہ کے موافق ہے۔ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (جو دنیا میں حق سے اندھا رہا۔ وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا) اور یہ آیت بھی اُسی کی شاہد ہے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ (اے پیغمبر جب تم خدا تعالےٰ کو بھول جاؤ تو یاد آتے ہی اُس کا ذکر کرو) اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے بمقام فنافی اللہ میں وہ بیخود ہو جاتا ہے۔ اور چشم زدن میں اُس مقام سے لَوٹ آتا ہے۔ اور جو کچھ اُس نے مشاہدہ کیا ہو یاد نہیں رہتا۔ معلوم ہوُا کہ اُلوہیّت عین ذات ہے۔ اس مرتبہ میں عاشق دیوانہ ہو جاتا اور اپنی جان سے بیگانہ رہتا ہے۔ جس طرح آگ میں پروانہ۔ اور یہ مراقبہ بھی درمیانہ ہے۔ اور وحدت میں غیر حق سے یگانہ ہے۔ جس طرح شانہ میں اُلجھ جاتے ہیں۔ اس مقام میں بھی فقیر خادم اور ناتمام رہتا ہے۔ مراقبہ غواصوں کی طرح چاہئے۔ کہ وہ لوگ جب دریا میں غوطہ مارتے ہیں موتی نکال لاتے ہیں۔ اور جو شخص کہ مراقبہ میں جاتا ہے۔ اُس کی خواب بیداری اور اُس کی مستی ہوشیاری ہوتی ہے اور غرق اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ کہ جب چاہے۔ انبیاءؑ یا اولیا یا خاص الخاص کی کسی مجلس میں یا ستر توحید میں استغراق حاصل کرے۔ اور ہر ایک مراقبہ میں بارہ برس یا چالیس برس جب تک چاہے رہے۔ اور جب مراقبہ سے باہر آوے۔ تو اپنی حالت کے لحاظ سے گویا

¹ تو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس کا بندہ کہلاتا ہے۔ پھر یہ نا اتفاقی ہے۔ کہ تو گناہ و معصیت میں پھنسا ہے۔ خدائے تعالےٰ تیرے ہمراہ ہے۔ مگر تجھے چشم بین چاہئے۔ معرفت کی آنکھ سے حق تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے۔ اس بات کو مُردہ دل دنیائے مُردار کا طالب کیا جانے۔ اہل دیدار اس طرح محو رہتے ہیں۔ کہ اُنہیں اپنی بھی خبر نہیں رہتی۔ باہُو کو اپنے حقیقی دوست کا عشق کافی ہے۔ جس سے وہ مقام لاہوت میں رہتا اور لامکان کی سیر کرتا ہے +

چشم زدن کا بھی وقفہ نہیں گزرا۔ اور چاہیئے کہ آداب محمدی کو ملحوظ رکھے۔ اور ہرگز نماز روزہ اور دیگر فرائض کو قضا نہ ہونے دے۔ اور جب مراقبہ کامل ہو جاتا ہے۔ تو اُس وقت صاحب مراقبہ جہاں چاہے وہاں چشم زدن میں پہنچ سکتا ہے۔

کعبۂ[1] مقصود گر باشد ہزاراں سالہ راہ
نیم گامے ہم نباشد شوق چوں رہبر شود

اور یاد رہے کہ مراقبہ میں مشاہدہ چار طرح سے ہوتا ہے:۔

اوّل۔ یہ کہ جو شخص کہ بظاہر عبادت و ذکر و فکر و مراقبہ میں روز و شب مشغول رہتا ہے مگر باطن میں حُبّ دنیا رکھتا ہے۔ اس شخص کا مشاہدہ ناسوتی اور فانی و کاذب ہوتا ہے +

دوم۔ یہ کہ ظاہر و باطن ذکر و فکر عشق و محبت الٰہی میں اپنی جان کھوتا ہے۔ اس مراقبہ والا جو کچھ دیکھتا ہے محض مشاہدہ باری تعالےٰ سے ہوتا ہے +

سوم۔ یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصّلوٰۃ اور اہل شرب ہو۔ اُس کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تمام اہل جنّت سے ہوتا ہے +

چہارم۔ یہ کہ صاحب مراقبہ ظاہر و باطن میں تارک الصلوٰۃ اور اہل شرب ہو۔ اُس کا مشاہدہ محض خواب و خیال اور نفسانیت اور سرکشی اور بدعت و استدراج ہوتا ہے کُلُّ شَیْءٍ تَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف باقی ہے۔ اور جو شخص کہ صدق دل سے ہمیشہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ دونوں جہان اُس کے غلام ہوتے ہیں۔ بلکہ طالب المولےٰ کا مصداق ہوتا ہے۔ نہ غم رکھتا ہے نہ غلام رکھتا ہے +

مراقبہ کی تمثیل

مراقبہ آفتاب کی مثل ہے۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ قاف سے قاف تک مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاتا ہے +

اسی طرح سے مراقبہ والے کی نظر وسیع ہو جاتی ہے۔ اور در و دیوار شہر و بازار تمام چیزیں اس کی پیش نظر ہوتی ہیں۔ بلکہ تماشائے شش جہات اُس کے روبرو ہوتا ہے اور اہل تفکّر ذات کو نہیں دیکھتے۔ اور وہ دیدہ دیدہ نہیں ہے جو بجز دوست کے اور کسی کو دیکھے

[1] کعبہ مقصود ہزار برس کے فاصلہ پر کیوں نہ ہو۔ اگر شوق تیرا رہبر ہو جائے تو وہ نصف قدم کے برابر نہیں ہے +

اور اہل مراقبہ جب اُس کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ تو ذکر و مراقبہ و اہل مراقبہ اور انبیأ و اولیا سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور جس ذکر سے توحید ذات میں غرق ہو کر ملاقات حاصل نہ ہو وہ ذکر ذکر نہیں ہے۔ بلکہ حصول زر و سیم کے لئے وہ ایک رسم ہے۔ اور مراقبۂ شیخ میں شیخ کی صورت حاضر ہوتی ہے۔ اور وہ صورت شیخ ہاتھ پکڑ کر مجلس محمدیؐ میں لے جاتی ہے۔ اور اب مقصود حاصل ہوتا ہے جس کی یہ حالت نہ ہو۔ اُسے مقام فنا فی الشیخ حاصل نہیں ہوا۔ اور جب مراقبہ میں اسم اللہ نظر آوے۔ تو وہ اُسے مقام عین میں لیجائیگا۔ اور مطلب حاصل ہوگا۔ اور چاہیئے کہ مراقبہ میں ایسا غرق رہے۔ کہ نہ ذکر و فکر یاد رہے نہ دم قدم نہ راحت و غم نہ فقر و فاقہ نہ نفس و ذائقہ یاد رہے۔ نہ حضور مذکور او رنُعد و دُور نہ قدر و قضا اور نہ حرص و ہوا۔ مگر پھر کیا یاد رہتا ہے۔ اور کس مقام پر پہنچتا ہے۔ ذوق شوق محبت اور جب عاشق اس مقام میں پہنچتا ہے۔ اُس کا ہر ایک کام اور ذکر و فکر اُس پر حرام ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ دیکھتا ہے۔ خاص الخاص سے دیکھتا ہے۔ اور جو شخص کہ خواب میں یا مراقبہ میں اہل کفر و زنار کو دیکھے۔ جان لے کہ اُس کی طرف نفس نے رُخ کیا ہے۔ یا ابتدائی کلمہ لَا اِلٰهَ نے رُو نمائی کی ہے یا یہ کہ شیطان ہر روز اُسے اپنی مجلس کی سیر کراتا ہے۔ جس سے طالب کا دل سرد ہو کر راہ خدائے تعالےٰ سے باز رہتا ہے۔ چاہیئے کہ اُس سے نجات پانے کے لئے درود شریف کا ورد کرے اور لاحول پڑھا کرے۔ خواب کے وقت یا مراقبہ کے وقت تاکہ خطرات نفسانی اور وساوس شیطانی اُس کے دل سے محو ہو جائیں اور روشن ضمیری اُس کی طرف رخ کرے +

مراتب مراقبہ

مراتب مراقبہ سات قسم پر ہیں :-

اوّل۔ مراقبہ جہل جو جہل کے مثل ہوتا ہے +

دوم۔ مراقبہ اہل بدعت، اور یہ استدراج دجّال کے مانند ہوتا ہے +

سوم۔ مراقبہ ذکر۔ اس مراقبہ والا ذکر کے مراتب دیکھتا ہے۔ اور صاحب حال ہوتا ہے +

چہارم۔ مراقبہ اہلِ فکر۔ اور یہ مراقبہ اہل تفکر اور صاحب احوال کا ہے۔ تَفَکَّرُوْا

سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ (ایک گھڑی کا تفکر تمام جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے) +

پنجم - مراقبۂ کمال بکمال عارفیت ، اس مراقبہ والا عرفانِ الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہے +

ششم - مراقبہ مکمل کہ معارف کو حاصل ہوتا ہے - اور اہل روح اللہ کو دیکھتا ہے +

ہفتم - مراقبۂ لازوال - اور اُس مراقبہ والا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ (جب فقر تمام ہوتا ہے - تو خدا اُسے حاصل ہوتا ہے) کا مصداق ہوتا ہے - اور یہ مقام فنا فی اللہ ہے - کہ یہاں عین ذات و توحید میں غرق وحدانیت حاصل ہوتی ہے - اور مراقبہ یہی بہتر ہے - کہ سید الرسل حضرت محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہو - اور آپ کا فخر فقر ہے - جیسا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ (فقر میرا فخر ہے اور فقر میری سُنّت ہے) فرمایا ہے اور اس فقر والے کی زبان قدرت خدا تعالےٰ ہوتی ہے - جیسا کہ لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ (فقرائے کاملین کی زبان گویا خدائے تعالےٰ کی تلوار ہوتی ہے) - وارد ہوا ہے ؎

گفتۂ[1] او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جو کچھ سیاہی جَفَّ الْقَلَمُ[2] سے باقی رہ گیا ہے - وہ سیاہی فقرا کی زبان پر جاری ہوتی ہے اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ وارد ہوا ہے - اور فقرا کی زبان کی سیاہی اُن کی پیشانی پر تاباں ہوتی ہے - اور وہ لوگ دونوں جہان کو روسیاہ کرکے طالِبُ الْمَوْلٰی مُذَكَّرٌ کا مصداق بنتے ہیں - اور فقرا نہ خدا ہیں اور خدا سے جُدا ہیں - كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ[3] - اور شیطان کو ان چند باتوں پر قدرت نہیں ہوتی ہے - کہ خدا تعالےٰ کی یا جناب رسُول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا آفتاب و مہتاب کی - یا مدینہ منوّرہ یا روضۂ مبارک کی یا خانہ کعبہ کی صورت بن سکے یا قرآن مجید کی صورت بن سکے -

---

[1] فقیر کا کہا ہوا خدائے تعالےٰ کا حکم ہوتا ہے - اگرچہ بندے کی زبان سے نکلا ہو +

[2] حدیث ہے جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ (تمام ہونے والی باتیں قدرت کے قلم نے لوح محفوظ میں لکھ دی ہیں) +

[3] جو کچھ برتن میں ہے وہی رسیگا (مصنف کا مقصود یہ ہے کہ فقر خدا نہیں مگر خدا کے طالب ہیں - اور اعلیٰ ہیں اس کے اخلاق اُن سے ظاہر ہوتے ہیں +

کیونکہ یہ تمام چیزیں ہادی ہیں۔ اور شیطان اہل ہدایت اور ہدایت کی صورت نہیں بن سکتا کیونکہ وہ اپنے راہ میں بطلان اور ناحق پر ہے۔ اور حق بات کسی طرح اُس سے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ از باہو علیہ الرحمۃ ؎

گرچہ[1] سرِ پا ندارم بے سرم | قالبم اینجاست جاں باحق برم

اور جو شخص کہ مراقبہ میں یا خواب میں اذان کہے یا امامت کرے یا قرآن مجید کی تلاوت کرے یا ذکر و اذکار پڑھے۔ یا مجلس سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داخل ہوئے جان لے کہ ہدایت الہیٰ کی وجہ سے اُس کا نفس اور قلب اور رُوح ایک ہو گیا ہے ؎

ہر[2] کہ دعوے کند بدرویشی | حظ بیزاری از جہاں ندہد
درحقیقت بدانکہ مرتداست | رفتہ بدنام کس نشاں ندہد

مرشد کو چاہئے۔ کہ طالب اللہ کے لئے مراقبہ میں ریاضت کا دروازہ کھول دے۔ اور ریاضت صرف زہد و تقویٰ سے حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ ریاضت تصور و فکر سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ریاضت میں مراقبہ تصور کے چالیس چلّے یا بیس چلّے یا دس چلّے یا پانچ چلّے یا دو چلّے یا ایک چلّہ کرا دے۔ یا یہ کہ بیس روز یا دس روز یا پانچ روز یا دو روز یا ایک ہی روز چلّہ کشی کرا لئے +

اور بہتر یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک طالب کو اپنے نزدیک بٹھا کر ایک توجہ سے اُسے کل مقامات طے کرائے۔ اور مجلس محمدی میں پہنچائے اور طالب کو اُس کے ساتھ ہمیشہ صدق ارادت رکھنی چاہئے۔ اور اگر صدق ارادت طالب سے مفقود ہو جائے تو نعوذ باللہ منہ مجلس محمدی سے وہ دُور ہو کر سلوک اس سے سلب ہو جائیگا۔ مگر جب کہ مرشد کامل نہ ہو تو طالب کو یقین کچھ فائدہ نہیں دیسکتا +

اور مرشد میں چار حرف ہیں (م) سے مراد۔ مردانِ خدا و از خود جُدا اور ملازم مجلس محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور محبت جمیع انبیا و اصفیاء اور (ر) سے مراد ہے روگردانی از ماسوی اللہ۔ اور (ش) سے مراد، شوق قلب باعشق و محبت۔ اور (د) سے دائمی غرق حضور فنافی اللہ +

---

[1] اگرچہ میں سر پیر نہیں رکھتا (یعنی اگرچہ راہ خدا میں اتنی قدرت نہیں جتنی کہ سر پیر والے کو ظاہر میں حاصل ہوتی ہے) تاہم میرا قالب یہاں ہے اور جان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے +

[2] جو شخص کہ درویشی کا دعویٰ کرے مگر دنیا کی لذتوں سے بیزار نہ بنے۔ اور در حقیقت وہ مرتد ہے اور بدعت استدراج میں پڑکر وہ ہر ایک سے ناواقف ہے +

اور طالب میں بھی چار حرف ہیں۔ حرف (ط) سے جمیع علائق ماسوے اللہ کو طلاق دینا۔ اور (الف) سے الوہیت وربوبیت میں پہنچنا۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس۔ اور (ل) سے مراد لائق درگاہ ہونا۔ اور (ب) سے مراد ہے۔ بدی اور بدکاری سے بچنا۔ اور صبح سے شام تک با ادب رہنا اور ہر وقت بے ریا ہو کر خدائے تعالٰے کی طلب میں رہنا اور ماسوے اللہ سے ہاتھ دھونا +

جو شخص کہ یہ اوصاف نہیں رکھتا وہ نہ مرشد ہے اور نہ طالب بلکہ اُس پر نفس و ہوا غالب ہے +

مرشد کامل وہ ہے۔ کہ طالب اللہ کو اس طرح پہچانے جس طرح کسوٹی سے سونا پہچانا جاتا ہے۔ اور جس طرح صرّاف زر کو اور ایک چابک سوار گھوڑے کو پہچانتا ہے +

مرشد کامل مکمّل کی مثال کعبہ کی ہے۔ جس طرح حرم میں داخل ہونے والا نیک نیک رہتا ہے اور بد، بد رہتا ہے۔ اسی طرح مرشد کامل کی نظر سے صالح، صالح۔ اور طالح، طالح ہوتا ہے۔ اور اگر ہزار اشرفیوں یا ہزار روپوں میں سے ایک اشرفی یا ایک روپیہ کھرا ہو اور باقی سب کھوٹے نکلیں۔ تو اس میں صراف کا کوئی قصور نہیں وہ کھرے روپیہ یا اشرفی کو لیلیگا۔ اور کھوٹے کو واپس کر دیگا۔ یہی حال مرشد طالب کا ہے۔ اور جس طرح صراف سونے چاندی کو آگ پر رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح مرشد صاحب تحقیقات ہوتا ہے۔ اور جس طرح سے کہ عالم اپنی کتاب میں غلطی نہیں رہنے دیتا۔ اسی طرح مرشد کامل طالب کے دل میں ماسوے اللہ نہیں رہنے دیتا۔ اور جب طالب کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور ذکر اللہ میں جاری رہتا ہے۔ تو وہ صاحب شیخ ہو جاتا ہے۔ بیت

ہر کہ باشد طالبش با مدّعا نیست ازاں بہتر کہ مرشد پیشوا[1]

اور ریا و جو اس کے لا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ (خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی تابعداری کرنے کا کوئی حق نہیں ہے) پر نظر رکھ کر شریعت سے خبردار رہے۔ اور بدعت و استدراج میں نہ پڑ جائے۔ اور صاحب صدق رہے۔ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (خدا ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں) اور دل میں حبّ دنیا رکھکر کاذب نہ بنے۔ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ (یہود و نصارٰی نے کہا کہ خدا تین ہیں۔ ان میں سے ایک

[1] جو طالب کہ اپنے مقصود کو پہنچنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اس کے مرشد و پیشوا سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے +

اللہ تعالےٰ ہے) اہل دنیا کا ایک خدا دنیا ہے۔ جسے وہ خدائے تعالےٰ سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ دوم اولاد۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھو کہ وہ اپنے فرزند کو راہ خدا میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ سوم خدائے تعالےٰ کہ اُسے خدا جانتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے۔ کہ آخر کو کام اُسی سے پڑیگا۔ حالانکہ خدائے تعالےٰ بندے کے ساتھ ہے۔ مگر بندہ اُس سے گمراہ ہے۔ بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

پردۂ[1] بردار وعدۂ فردا چہ کار رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ راہ بینے یار غار

بیت از باہو رحمۃ اللہ علیہ ؎

آنچہ[2] دیدم باکس نگویم سرِ راز لائق کس نیست سرِ جاں بباز

مراقبہ مقام حضوری ہے، اور اہل مراقبہ خاصان خدا ہیں۔ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا۔ اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِیُّ فِیْ قَلْبِكَ تَسْمَعْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (اے علی تو اپنی آنکھیں بند کر کے ذکر قلبی کیا کر تو تمہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز سُنائی دیگی) +

پھر جو شخص کہ کمال مراقبہ کو پہنچتا ہے۔ اُسے چشم پوشی کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ جس طرح کہ غوّاص جب غوطہ لگاتا ہے۔ دریا میں اُسے سب پانی ہی پانی نظر آتا ہے +

فقیری کسی کی وِرثہ نہیں ہے۔ اور نہ اُس کی حقیقت گفتگو سے دریافت ہوسکتی ہے بلکہ وہ خدائے تعالےٰ کی رحمت اور مہربانی ہے جس طرح دریا کی موج۔ فقرا ایسی موج کے منتظر رہتے ہیں۔ کہ کب اللہ تعالےٰ اپنی رحمت نازل فرمائے۔ بیت ؎

مرا[3] ز پیر طریقت نصیحتے یاد است کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

دنیا کی دو قسمیں ہیں حلال و حرام۔ حلال کو حساب۔ اور حرام کو عذاب لازم ہے۔ اہل حلال کو پلصراط پر ٹھیرا کر ہر ایک سے پوچھیں گے۔ تو نے کہاں کہاں کیا کیا صرف کیا ہے۔ پھر جو شخص کہ دنیا کے دام تزویر میں آکر درم و دینار کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ تو شیطان کہتا ہے۔ کہ یہ میرا بندہ ہے۔ کیونکہ دنیا میرے ہاتھ میں ہے۔ اہل دنیا کے تین نشان ہیں۔ اوّل حرص جو بمنزلہ دوزخ کی آگ کے ہے۔ دوم۔ مال و زر کا جمع کرنا۔

---

[1] اے طالب اپنے حجابات نفسانی کو دُور کر اور صرف قیامت کے وعدہ پر نہ پڑا رہ۔ وہ رَبِّ اَرِنِیْ لَنْ تَرَانِیْ پر نظر کر کے اس کا حال ہو+

[2] میں نے جو کچھ دیکھا ہے کسی سے نہ کہونگا کیونکہ دوست کا راز کسی پر ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے +

[3] مجھے پیر طریقت سے ایک نصیحت یاد ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ کے سوا جو کچھ ہے سب برباد و فانی ہے +

گویا کہ دوزخ کا ایندھن ہے۔ اور مال وزر کو جمع کرنیوالا۔ اُس سے محروم رہتا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کا یا زمین کا حصّہ ہوتا ہے۔ سوم یہ کہ مال وزر کی وجہ سے رنج وحسرت اُٹھانا جو مرنے کے بعد قبر میں سانپ بچھو ہو کر اُسے ڈسیگا۔ نعوذ باللہ منہ۔

معلوم ہوا کہ اہل دنیا اہل شیطان ہیں۔ اہل شیطان اور ذکر رحمٰن سے کیا نسبت کیونکہ دنیا محض دروغ اور ذکر ہمہ تن صدق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلدُّنْیَاءُ زُوْرٌ لَا یَحْصِلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ (دُنیا مکروفریب ہے۔ بدوں اس کے وہ حاصل نہیں ہوتی) اسی لئے اہل حضور اس سے دُور رہتے ہیں)۔

پھر جو شخص کہ صدق دل سے ایمان لاکر اقرار کرتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی بجز خدائے تعالےٰ کے کوئی معبود نہیں۔ تو اُسے چاہئے۔ کہ خدائے تعالےٰ کے سوا کسی سے سوال اور التجا نہ کرے۔ بلکہ ہر ایک بات میں اُسی کی طرف کامل توجہ کرے۔ اہل دنیا پر عقبےٰ اور اہل دُنیا پر عقبےٰ حرام ہے۔ اور اہل دیدار پر دونوں حرام ہیں۔ جو شخص کہ جس قدر دُنیا کو دوست رکھتا ہے۔ اُتنا ہی قُرب خدا سے وہ جُدا رہتا ہے۔ بندے اور مولا کے درمیان میں یہی دُنیا حجاب ہے۔ اَلدُّنْیَا اَصْلُ کُلِّ فِتْنَۃٍ وَحِجَابٌ بَیْنَ اللّٰہِ وَبَیْنَ الْعَبْدِ۔[1] جو شخص کہ دنیا کو دوست رکھتا ہے۔ دُنیا اُسے اپنے اوپر مبتلا کر کے اس طرح بلا میں گرفتار کر لیتی ہے۔ کہ اس سے نجات پانا محال ہوتا ہے۔ اہل اللہ دنیا کو اسی لئے قبول نہیں کرتے۔ بیت از باہو رحمۃ اللہ

زر کہ زردی مے زند از بہر چیست[2] ۔۔۔ زانکہ پیش اہل ہمت زر دوست

طالب مولےٰ وہ ہے کہ دنیا و آخرت سے ہاتھ دھوئے۔ اور جو کچھ کہ اُس کے نزدیک ہو مال وزر خدائے تعالےٰ کی راہ میں صرف کر دے۔ بلکہ اپنی جان اور اپنی اولاد سے بھی خدائے تعالےٰ کی راہ میں کچھ دریغ نہ کرے۔

ذکر قلب اس کو کہتے ہیں۔ کہ اپنے دل میں ماسوے اللہ کے مطلق یاد نہ رکھے۔ بلکہ بجز اس کے سب کو بھول جائے۔

انسان کے وجود میں مقامات ذکر چار ہیں (۱) زبان (۲) قلب (۳) رُوح

---

[1] دنیا ہر ایک بلا کی اصل ہے۔ اور یہی خدائے تعالےٰ اور بندے کے درمیان میں حجاب ہے۔

[2] تمہیں معلوم ہے کہ زر کیوں زرد رہتا ہے۔ یہ صرف اس لئے کہ اہل دل کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں ہے۔

(۴) ستر۔ ان چاروں ذکروں کی مراقبہ میں صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور صاحب مراقبہ کے تابع ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا نفس مرجاتا ہے۔ انسان کا وجود اربعہ عناصر سے ہے۔ اور عناصر میں سے ہر ایک کی صورت جُدا ہے۔ مثلاً آگ کی صورت علیحدہ اور خاک کی بھی علیحدہ ہے۔ اور پانی و ہوا کی صورت بھی علیحدہ ہے۔ مگر ان چاروں میں سے ہر ایک کی ستر ستر ہزار صورتیں ظاہر و باطن میں فقر پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور دو لاکھ اسّی ہزار صورتیں اُس کی جلیس ہوتی ہیں۔ اس کے بعد وہ مراتب فقر پر پہنچتا ہے۔ جب فقیر مراتب فقر کو طے کر لیتا ہے۔ تو وہ تنہا رہ کر اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ وَالْاٰفَةُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ (سلامتی تنہائی میں ہے اور آفتیں مجمع میں ہیں) کا مستحق ہوتا ہے اور اب وہ کسی وقت کی نماز قضا نہیں کرتا۔ اور خود امام اور باطنی صورت کو مقتدی بنا کر جماعت سے نماز ادا کرتا ہے ؎

خود امامش مقتدی باخود نماز ۔۔۔ اینچنیں فقرش بود باحق نیاز [1]

اگرچہ فقیر ان مراتب کو طے کرلے۔ مگر چاہیئے کہ ذرہ برابر شریعت سے خلاف نہ ہو کیونکہ ظاہر عام اور باطن خاص کا حکم رکھتا ہے۔ اَلنَّاسُ تَحْتَ اللِّبَاسِ (لوگوں کا حال اُن ظاہر باطن کی دلیل ہے) انسان خاکی اور فرشتے آبی اور شہدا بادی اور جنات آتشی ہیں۔ چاہیئے۔ کہ اپنے اصل کے مطابق ایک رنگ ہو کر دوئی کو چھوڑ دے۔ کیونکہ دورنگی منافق کا کام ہے۔ اہل دُنیا کو اہل فقر سے کیا کام۔ فقر غریبی اور یتیمی ہے۔ فقرا اپنے کُنبے کو اپنے مال و دولت کو چھوڑ کر فقر میں قدم رکھتے ہیں۔ اور توحید کے میدان میں مرکب نفس کو دوڑاتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے۔ آخر کو اپنے مقصود کو پہنچتے ہیں۔ اور اپنی جان خدا کو سونپتے ہیں۔ گو مرجاتے ہیں۔ مگر زندہ رہتے ہیں۔ یہ لوگ حاجی بے حجاب ہیں۔ بعضے بزرگ اپنے نفس پر ایک سال کا احرام باندھتے ہیں۔ اور بعضے چالیس سال کا بعضے تمام عمر شب و روز مراقبہ میں غرق رہتے ہیں ؎

روئے مارا سوئے کعبہ کعبہ را با سوئے من ۔۔۔ کعبہ قبلہ گشت در دل آنچہ دارم جان و تن [2]

---

[1] انتہائے فقر کا حال بیان کیا ہے کہ اس وقت نماز میں خود امام خود مقتدی ہو کر فقیر اپنی طرف نماز پڑھتا ہے۔ ایسے فقر میں خدائے تعالے سے راز و نیاز حاصل ہوتا ہے +

[2] میرا منہ قبلہ کی طرف ہے۔ اور قبلہ میری طرف۔ کعبہ نے میرے دل میں آکر جان و تن کو آکر قبلہ بنایا +

احرام کم آزاری اور بیداری کا نام ہے۔ احرام گویا کفن پہننا اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مصداق بنتا ہے ؎

فقیر[51] درویش را ہفتاد جان است — بہر جان ہزاراں جاودان است
نہ مذہب عاشق درویش دانی — چرا در پیش درویشے بخوانی

بیت

چشم[52] با چشم است سخنش با سخن — گر مراتب ایں بخواہی نفس را گردن بزن

بیت

ہر کہ[53] با معروف یکتا معرفت بر وے حرام — معرفت را فخر کردن عارفے آں ناتمام

مقام معرفت بھی ایک مکان ہے۔ جو طالب اور مولا کے درمیان میں حائل ہوتا ہے اس سے گذر کر آگے لامکان میں پہنچنا چاہئے۔ اور اُسی کی محبت میں غرق رہ کر مست و بے پروا رہنا چاہئے ؎

دلا[54] خوش باش باخوش نوش بادہ
کہ ساغر ساقیش از شوق دادہ

جس طرح علم، علم سیکھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح غرقِ توحید مراقبہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور علم عقل سے حاصل ہوتی ہے۔ اور عقل سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک کھانے پینے کی خواہش۔ دوم مسائل علم مطالعۂ کتاب اور مراقبہ سے موت حاصل ہوتی ہے۔ اور موت سے مراتب فقرا و اولیا اور حیات ابدی حاصل ہوتی ہے مراقبہ کی دو حالتیں ہیں۔ اگر فقیر کو مراقبہ میں وصال اور غرق فنافی اللہ حاصل ہے۔ تو نہایت خوشنودی کا مقام ہے۔ کیونکہ وہ مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ پر پہنچا ہوا ہے۔ جہاں غیر کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور اگر جُدائی اور فراق حاصل ہے۔ تو پریشانی ہوتی ہے۔ اور استغراق کے سبب سے کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ یہ مقام قبض و بسط کا ہے جس میں نہ ہمیشہ وصال ہوتا ہے۔

---

[51] فقیر و درویش کے لئے ہزاروں جانیں ہیں۔ اور ہر جان کے بدلے ہزاروں زندگیاں ہیں۔ جب کہ تو مذہب عاشقی سے بے خبر ہے۔ تو لوگوں کے روبرو کیوں درویش بنتا ہے +

[52] فقیر یہ ہے کہ دوست کے روبرو ہو کر اس سے ہمکلام ہو۔ جو شخص یہ مراتب پانا چاہتا ہے اُسے چاہئے کہ اپنے نفس کو مار دے +

[53] جو شخص کہ معرفت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ معرفت اُس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور معرفت پر فخر کرنا ناتمامی کی دلیل ہے +

[54] اے دل خوش رہ اور خوشی سے محبت کی بادہ نوشی کر۔ کہ ساقی نے اپنی خوشی سے تجھے محبت کا جام دیا ہے +

اور نہ ہمیشہ فراق رہتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اور اللہ تنگی کرتا ہے اور وہی کشائش کرتا ہے۔ اور اُسی کی طرف تمہیں جانا ہے ✦

لوگوں سے کفر و شرک گناہ و معصیت جو کچھ ہوتا ہے۔ اُسی دنیا کے سبب سے کس نے خدائی کا دعوےٰ کیا۔ اُنہیں نے کیا ہے اور جو کچھ کیا ہے اہل دُنیا نے کیا ہے

ترا مقصود معبود است دُنیا | بنظرِ عاشقاں زُور است دُنیا

اَلدُّنْيَا سَاعَةٌ فَاجْعَلْهَا طَاعَةً (دُنیا ایک گھڑی ہے تو اُس میں عبادت ہی کرلو) ؎

چو دُنیا مزرعِ است آخر زراعت | تصرف راہِ مولا کُن بر ساعت

کسے دارد فلوسے رانگاہے | ہزاراں بر وہ افتد صد گناہے

فقیر کامل دنیا و آخرت کو چھوڑ کر فقر فنا فی اللہ کو اختیار کرتا ہے۔ طالب کو چاہئے کہ اُس کے قدم بقدم چلے۔ دنیا و عقبےٰ کو چھوڑ کر راہ مولا اختیار کرے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ✦

صاحب زمان لامکان طریقہ قادری۔ اور طریقہ قادری دو طرح پر ہے۔ ایک قادری زاہدی۔ دوم قادری سروری۔ قادری سروری یہ ہے۔ جیسا کہ اس فقیر کو حال ہے۔ کہ یہ فقیر مجلس محمدی سے مشرف ہوا۔ اور جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ نے بیعت لی۔ اور خنداں رو ہو کر فرمایا کہ خلق خدا کے ساتھ ہمت کر اور تلقین کے بعد آپ نے فقیر کا ہاتھ حضرت پیر دستگیر شاہ محی الدین قدس سرہٗ العزیز کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت پیر دستگیر نے بھی سرفرازی فرمائی۔ اور تلقین کی۔ اُس کے بعد ان کی ظاہری باطنی توجہ سے فقیر ہر ایک طالب کو بر رخ اسم اللہ کے تصور کرانے کے بعد بدوں ذکر و فکر مجلس محمدی میں لیگیا۔ اور پھر جس طرف اُنہوں نے نظر اُٹھائی اُنہیں اسم اللہ نظر آیا۔ اور کوئی حجاب اور پردہ اُن پر نہ رہا ✦

اور قادری زاہدی کا مرتبہ اور حوصلہ اس سے کم ہے۔ بہت لوگ بعضے طالبوں کو تصور اسم اللہ کی طرف لے گئے ہیں۔ مگر وہ اس کی سوزش اور تپش کو ضبط نہ کر سکے۔ اور اپنی جان دیدی۔ بعض اسم اللہ کی برداشت نہ کر سکے۔ بعضے مرتد ہو گئے ؎

؎ دُنیا تیرا مقصود و معبود ہے۔ مگر عاشقوں کی نظر میں دنیا مکر و فریب ہے ✦

؎ جب کہ دنیا کی مثال ایک زراعت کی ہے۔ تو اُس کی زراعت کو خدائے تعالےٰ کی راہ میں صرف کرنا چاہئے کہ لوگ پیسے روپے کی حفاظت کرتے ہیں۔ حالانکہ اُس سے ہزاروں گناہ و معصیت ہونے لگتے ہیں ✦

آدمؑ چوں صراحی بود و روح چو مے ... قالب چوں نے بود و صدائے درو ئے
دانی چہ بود آدم و خاکی و خامے ... فانوس خالی و چراغ درو ے

اور بعضے ہمیشہ حضور مجلس محمدی سے سرفراز رہتے ہیں۔ اور فقیر کو بھی روز بروز ساعت بساعت حضور مجلس میں ترقی حاصل ہوتی ہے۔ اور انشا اللہ تا ابدالآباد باقی رہیگی۔ کیونکہ یہ قادری سروری کا سرمدی ہے۔ فقیر کو علم ظاہری مطلق نہ تھا۔ مگر ارادت حضور سے ظاہری باطنی فتوحات بہت کچھ ہوئی ہیں۔ جس کے لئے دفتر چاہئیں۔ مگر بزرگوں نے مَاقَلَّ وَدَلَّ فرمایا ہے۔ طالب مجلس محمدی سے حجاب پارہ پارہ ہوجاتے ہیں۔ اور مقام فقر فنا فی اللہ اس پر منکشف ہوتا ہے۔ اور مراتب اویسؓ اُس پر ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ ظاہر و باطن اشغال فقر فی اللہ رکھتا ہے۔ اور اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتا ہے ٭

اور طریقہ زاہدی قادری یہ ہے۔ کہ طالب اللہ رنج و محنت زہد و تقوے بہت اُٹھائے اور پھر دس بارہ یا چالیس پچاس سال کے بعد حضور مجلس سے مشرّف ہوکر حضرت پیر دستگیر قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کے نزدیک پہنچے۔ اور وہ حضور سے مشرّف و سرفراز فرماویں۔ یہ طریقہ زاہدی قادری مُبتدی ہے۔ اور طریقہ قادری مُنتہی اَور ہے۔ اور اس کا مرتبہ محبوبیت محمدیؐ ہے یعنی فنا فی اللہ بقا باللہ۔ جو شخص کہ ایسے لوگوں سے عداوت رکھتا۔ مراتب فقر کو سلب کرتا اور ابلیس کے مراتب میں پہنچتا ہے۔ نَعُوذُ باللہِ منہ۔ یہ لوگ نائب و وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خصوصاً جیسے کہ محبوب سُبحانی حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ جو لوگ کہ ایسے بزرگوں سے بداعتقاد رہتے ہیں۔ وہ شیطانی گروہ سے ہیں۔ اور دو نو جہان میں سرگرداں و پریشان رہتے ہیں ٭

مراقبہ ایک بڑا بھاری اور ناپید اکنار دریا ہے۔ اور وہ گہرا دریا توحید و معرفت ہے۔ جو شخص کہ خدائے تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس دریا میں غوطہ لگاتا ہے وہ تارکِ دنیا

لہ انسان کامل کی مثال بوتل کی ہے اور روح کی مثال شراب کی۔ اور قالب کی مثال نَے کی ہے جس سے آواز نکلتی ہے۔ اور خام آدمی کی مثال اُس فانوس کی ہے جس میں صرف خالی چراغ رکھا ہو اور روشنی نہ ہو ٭

لہ خَیْرُ الْکَلَامِ مَاقَلَّ وَدَلَّ (پسندیدہ کلام وہی ہے جو مختصر اور جس کا مطلب واضح ہو) ٭

لہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے جنہیں مجلس محمدی سے حد درجہ کا خلوص تھا۔ چنانچہ جب انہیں جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک شہید ہونے کا حال معلوم ہوا۔ تو اُنہوں نے اپنے تمام دانت شہید کر دیئے۔ اس لئے کہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نامعلوم کون دانت شہید ہوا ہوگا ٭

ہوجاتا ہے۔ اور اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ سے یہی مُراد ہے۔ کہ اس دریا میں غوطہ لگا کر ماسوے اللہ سے پاک ہو جائے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔ اور کامل طور سے حق رُونما ہو۔ اور وجود میں باطل مطلق نہ رہے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس +

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ

فقر محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ بارک وسلم

اسی طرح برزخ اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی طالبانِ صادق اور عارفان واثق اور عاشقان فنا فی اللہ کے لئے دو جہان کا ہادی و رہنما ہے۔ فقیر کو چاہیئے کہ وہ سات قسم کے ذکر و فکر کرتا رہے:۔

اول۔ ذکر و فکر موت کر کے خواب غفلت ترک کرے +

دوم۔ ذکر و فکر مُنکر و نکیر کرتا رہے۔ تاکہ خدائے تعالے سے بیگانہ اور غیر اللہ سے بیگانہ ہو جائے +

سوم۔ ذکر و فکر قبر تاکہ نفس کافر عذاب کے خوف سے مسلمان ہو جائے +

چہارم۔ اپنے اعمالنامہ کا ذکر و فکر کرتا رہے۔ تاکہ بُرے کاموں سے بچنے کا موقعہ ملے۔ اور زبان ہر ایک قسم کی بدگوئی سے محفوظ رہا کرے +

پنجم۔ قیامت کے دن کی ہولناک مصیبتوں اور اُس دن ہر ایک کی نفسا نفسی پر خیال رکھے۔ کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہ آئیگا۔ تاکہ اس فکر سے خدا تعالےٰ کی طرف کامل توجہ ہو +

ششم۔ پُلصراط کا بھی ذکر و فکر کرتا رہے۔ تاکہ دنیا سے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ ہو۔ اور پلصراط کا راستہ بھی آسان ہو جائے۔ اور تاکہ دنیائے دُوں میں دل نہ پھنسا رہے +

ہفتم۔ امید بہشت اور بیم دوزخ کو چھوڑ کر ہمہ تن فنا فی اللہ میں ایسا غرق ہو جائے کہ ان ساتوں ذکر سے بقا باللہ حاصل ہو۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس + (جلّ جلالہٗ)

جو فقیر کہ ان ساتوں ذکر و فکر سے بے خبر رہے۔ اُس پر فقیری حرام ہے۔ جب دن نکلتا ہے۔ فقیر جانتا ہے۔ کہ گویا قیامت قائم ہو گئی اور ہژدہ ہزار عالم خدائے تعالےٰ کے سامنے حساب و کتاب میں مصروف ہے۔ اور خود وہ اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ اور جب رات آتی ہے۔ تو اُسی زمین کو قبر جان کر تنہا بخواب ہو کر ظاہر و باطن سے خبردار رہتا ہے +

باب ہفتم

ذکرِ لسانی و ذکرِ قلبی و ذکرِ روحی اور ذکرِ سرّی و جہری کے بیان میں

یاد رہے کہ کلمہ طیبہ افضل ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (اُس شخص کی مثال جو خدائے تعالےٰ کا ذکر کرتا ہے۔ اور جو خدائے تعالےٰ کا ذکر نہیں کرتا۔ زندے اور مُردے جیسی ہے) +

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اٰخِرُ کَلَامٍ فَارَقْتُ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (جس کلام پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مفارقت کی یہ ہے۔ کہ میں نے آپ سے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ مرغوب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ مرتے وقت خدا تعالیٰ کا ذکر زبان پر جاری رکھنا) +

ایک اور حدیث میں ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا

عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی (آپ نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں ایک سب سے عمدہ کام بتا دوں۔ جو خدا تعالےٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو۔ اور جس سے خدائے تعالےٰ کے نزدیک تمہارے مراتب بہت بلند ہو جائیں۔ اور جو سونا چاندی خرچ کرنے سے کہیں بہتر ہو۔ اور جس پر عمل کرتے ہوئے اگر تم اپنے دشمنوں پر حملہ کرو۔ تو تم بھی اُن کی گردنیں کاٹو۔ اور وہ خود بھی اپنی گردنیں کاٹنے لگیں۔ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ضرور فرمایئے۔ وہ کونسا عمل ہے آپ نے فرمایا وہ خدا تعالےٰ کا ذکر ہے)

ایک اور حدیث میں ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا صَدَقَۃٌ اَفْضَلَ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر اللہ پر کوئی صدقہ بھی سبقت نہیں لیجا سکتا)

ذاکر کو قُقْنُس پرندے کی مثل ذکر کرنا چاہیئے۔ اس پرندے کا یہ حال ہے۔ کہ یہ لکڑیوں کا انبار جمع کرتا ہے۔ اور اُس کے درمیان میں بیٹھ کر ذکر اللہ شروع کرتا ہے اور ذکر ھُوْ میں مشغول ہو کر ھُوْ کے ساتھ اپنی سانس نکالتا ہے۔ اور اسی طرح ذکر کرتا رہتا ہے اور ذکر اللہ کی گرمی اُس سے ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ آخر کو ان لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ اور وہ بھی جل جاتا ہے۔ اور خاک رہ جاتی ہے۔ بعد ازاں جب اُس پر باران رحمت برستا ہے۔ تو اُس خاک سے ایک انڈا پیدا ہوتا ہے۔ اور انڈے سے بچہ نکلتا ہے۔ جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے۔ تو وہ بھی اسی طرح اپنی جان قربان کرتا ہے۔ اور ابد الآباد اس کا یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح فقیر کامل کو مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا حاصل ہوتا رہتا ہے۔

فقیری کیا ہے۔ خانہ ویرانی کا نام ہے۔ جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مکان کو کبھی آباد نہیں کیا جو کچھ آتا سب خدا کی راہ میں صرف کر دیتے۔ بعض وقت اپنے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لئے روغن تک نہیں رہتا۔ اور کبھی فرش کے لئے بوریا بھی نہ ہوتا۔ اسے فقیری کہتے ہیں جو کچھ کہ خدا دے۔ خدا ہی کو دیدے۔ اور جو کچھ کہ خدا لادے وہ بھی خدا کو دیدے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا وَتَفَرَّقُوْا مِنْہُ وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ

تَعَالٰی فِیْہِ اِلَّا کَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا مِنْ جِیْفَۃِ حِمَارٍ وَّکَانَ عَلَیْہِمْ حَسْرَۃٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ (جو لوگ کہ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہ خدائے تعالےٰ کا ذکر کرے بغیر وہاں سے اُٹھ جائیں۔ تو یہ سمجھو کہ وہ لوگ جہان کے گدھے بیٹھے ہیں۔ گویا وہاں سے اُٹھے اور قیامت کے دن اُن کو اپنے اس کام پر بڑی ندامت وحسرت ہوگی) +

دوسری حدیث میں ہے۔ لَا یَتَحَسَّرُوْنَ اَہْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَرَّتْ بِہِمْ وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہَا (اہل جنت کو کسی بات پر افسوس نہ ہوگا۔ سوا اس کے کہ دُنیا میں اُنہوں نے جس جس وقت خدائے تعالےٰ کا ذکر نہیں کیا ہوگا۔ بہت افسوس کرینگے) +

ایک اور حدیث میں ہے۔ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ تَعَالٰی حَتّٰی یَقُوْلُوْا اِنَّ مَجْنُوْنٌ (تم خدائے تعالےٰ کا اس کثرت سے ذکر کرو۔ کہ لوگ کہنے لگیں۔ کہ یہ تو مجنون ہی ہوگیا) +

ایک اور حدیث میں ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَزَالُ اَلْسِنَتُہُمْ رَطْبَۃً مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَہُمْ یَضْحَکُوْنَ (جن لوگوں کی زبان پر خدائے تعالےٰ کا ذکر ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ جنت میں یہ لوگ ہنستے ہوئے داخل ہونگے) +

حدیث قدسی میں آیا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْہُمْ (میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دِل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے۔ تو میں اُسے اُس کی مجلس سے بہتر مجلس (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں) +

ایک اور حدیث میں ہے۔ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا وَاَزِیْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَہٗ مِثْلُہَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً (خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو کوئی اگر نیکی کرے۔ تو اُس کا ثواب اُسے دس حصے دونگا۔ اور میں اس سے بھی زیادہ دے سکتا ہوں۔ اور اگر بدی کرے تو صرف اسی کے برابر سزا دونگا۔ اور میں اُسے معاف بھی کر سکتا ہوں۔ اور جو کوئی

میری طرف ایک بالشت آتے ہیں اُس کے نزدیک گز بھر آتا ہوں۔ اور اگر وہ میرے نزدیک گز بھر آتا ہے۔ تو میں اُس کے نزدیک دو گز آتا ہوں۔ اور جو میری طرف چل کر آتا ہے۔ میں اُس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں) +

اور یاد رکھو کہ جو شخص تمام عمر روزہ رکھے۔ نماز پڑھے، حج کرے۔ زکوٰۃ دے۔ شب و روز تلاوت قرآن کرتا رہے، اور کلمہ طیبہ کو زبان پر نہ جاری کرے۔ یا اُس سے ذرا بھی انحراف کرے، وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔ اور اس کی عبادت مقبول نہیں ہے۔ جس طرح کہ کافر اہل بدعت و استدراج کی تمام عبادت رائگاں ہے۔ کیونکہ افضل الذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آیا ہے۔ عبادت ذکر کی محتاج ہے۔ اور اہل ذکر و فکر غیر محتاج ہیں۔ جس شخص کے دل میں تصدیق ایمان نہیں اُسے ذکر بھی حاصل نہیں ہے۔ ایسے شخص کو مومن و مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ خدا ترسی اور دل کی صفائی اور تصدیق ایمان ذکر سے حاصل ہوتی ہے +

حدیث شریف میں آیا ہے لِكُلِّ شَيْءٍ مَصْقَلَةٌ وَمَصْقَلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی (ہر ایک چیز کے لئے صیقل ہوتی ہے۔ اور قلب کی صیقل ذکر اللہ ہے) +

ایک اور حدیث میں ہے۔ اَفْضَلُ الْعِبَادِ عِبَادُ اللّٰهِ الذَّاكِرُوْنَ (تمام لوگوں میں بہتر وہی ہیں جو کہ ذکر اللہ کیا کرتے ہیں) +

ایک اور حدیث میں ہے۔ عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَعَلَامَةُ بُغْضِ اللّٰهِ عَدَمُ ذِكْرِهٖ تَعَالٰی (خدائے تعالیٰ کی محبت اُس کا ذکر کرنا ہے۔ اور اُس سے بغض کی علامت اُس کا ذکر نہ کرنا ہے) +

ایک اور حدیث میں ہے۔ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَى الْاِيْمَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ وَ حِصْنٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ (ایمان کے ساتھ خدائے تعالےٰ کا ذکر کرنا نفاق سے بری کر دیتا ہے اور شیطان کے فریبوں سے نجات میں رکھتا ہے) +

اسی طرح وارد ہوا ہے۔ اِنَّ فِيْ ذِكْرِ جَلِيٍّ عَشَرَ فَوَائِدَ صَفَاءُ الْقُلُوْبِ وَ تَنْبِيْهُ الْغَافِلِيْنَ وَصِحَّةُ الْاَبْدَانِ وَالنَّفْسِ وَالتَّوَجُّهُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی وَاِظْهَارُ الدِّيْنِ وَنَفْيُ خَوَاطِرِ الشَّيْطَانِ وَالنَّفْسِ وَالتَّوَجُّهُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی وَ الْاِعْرَاضُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَفْعُ الْحِجَابِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰی (ذکر

جہری میں دس فائدے ہیں (۱) دل کی صفائی (۲) غفلت سے تنبیہ (۳) جسم کی صحت (۴) خدائے تعالےٰ کے دشمنوں سے محاربہ (۵) اظہار دین (۶ و ۷) علاج خواطر شیطانی و نفسانی (۸ و ۹) توجہ الی اللہ غیر اللہ سے نفرت (۱۰) خدا کے اور بندے کے درمیان سے حجاب اُٹھ جانا) +

فقیر باہُو کہتا ہے کہ ذکر کیا چیز ہے۔ اور اُس سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے کتنے مراتب اور کتنے مقامات ہیں +

ذکر کیا ہے۔ کہ وہ گویا ذکر کی زکوٰۃ ہے جس طرح زکوٰۃ سے مال حلال اور پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آدمی کا وجود ذکر اللہ سے کفر و شرک کی نجاست سے پاک و صاف ہو جاتا ہے جس طرح کپڑا صابون سے صاف ہو جاتا ہے۔ یہی حال ذکر اللہ اور نفس کا ہے اور جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔ اسی طرح سے ذکر اللہ گناہ و معصیت کو مٹا دیتا ہے اور جس طرح کہ بارش خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ مُردہ ایمان کو زندہ کر دیتا ہے۔ اور جس طرح کہ پھل درخت کے لئے زینت ہوتا ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ ایمان کی زینت ہے۔ وہ کفر و ضلالت کی تاریکی کو مٹا کر ایمان کی روشنی پیدا کرتا ہے۔ جس دل میں ذکر اللہ نہیں وہ گویا ببول کا درخت ہے۔ یا طعام بے نمک ہے جس طرح بغیر بسم اللہ کے جانور حلال نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کا دل بدوں ذکر اللہ کے آلائش سے پاک نہیں ہو سکتا +

ذکر ہر ایک بات کی اصل ہے۔ نماز بھی بدوں ذکر اللہ کے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ بہمہ وجوہ ذکر اللہ ہے۔ نماز کے لئے سب سے اول طہارت کیجاتی ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ اسی لئے وضو شروع کرتے ہوئے بسم اللہ کہنا آیا ہے۔ اس کے بعد اذان ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ پھر اُس کے بعد تکبیر ہے۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ بعد ازاں تکبیر تحریمہ ہے وہ بھی ذکر اللہ ہے۔ پھر اوّل سے آخر تک تمام نماز ذکر اللہ ہے۔ اسی طرح ذکر اللہ سے نماز کامل اور خدا کی درگاہ میں مقبول ہوتی ہے۔ ورنہ ناقص اور مردود رہتی ہے۔ جو کچھ ہے وہ ذکر اللہ ہے۔ اور اُسی سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تلاوت کرو۔ تو پہلے ذکر اللہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اُتری۔ تو سب سے پہلے ذکر اللہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۔ جان نکلتے پر بھی چاہئے ذکر اللہ کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یا اسم اللہ کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے یہ سب ذکر اللہ ہے +

قبر میں فرشتے اللہ کا نام پوچھتے ہیں۔ وہ بھی ذکر اللہ ہے اور اعمالنامہ پر بھی اسم اللہ ہے۔ اور وہی اعمالنامہ دلہنے ہاتھ پر آئیگا۔ اور جب اس کو ترازو میں رکھیں گے۔ تو اسم اللہ کی برکت سے وہ گراں رہیگا۔ اور جو شخص پلصراط پر اسم اللہ کہیگا۔ دوزخ اس سے خوف زدہ ہوگی۔ اور وہ پلصراط پر سے سلامتی سے گذر جائیگا۔ اسی اسم اللہ سے بہشت کا دروازہ کھلیگا۔ اور جو شخص دیدار کے وقت اسم اللہ کہیگا مست ہو جائیگا۔ اور تجلی کامل ہوگی۔ اور ہمیشہ باقی رہیگی +

جس شخص کو ذکر اللہ سے خوشی نہ ہو۔ بلکہ اُسے غصّہ آئے یا رنجیدہ ہو یقینی بات ہے کہ وہ کافر ہے یا منافق یا فاسق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تینوں قسم کے لوگ موجود تھے۔ کافر۔ منافق، فاسق۔ جو کوئی ذکر اللہ سے مانع ہو انہیں لوگوں میں سے ہوگا +

ذکر اسلام کی بنا ہے۔ اور دین اسی ذکر اللہ سے قائم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جب آپ کے اصحاب کفار کے ساتھ جنگ کرتے۔ تو اسی اسم اللہ کا نعرہ مار کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے +

اسی طرح باطن میں بھی جب نفس کے ساتھ جنگ ہو تو اُس وقت بھی یہی اسم اللہ کام آتا ہے۔ جب ذکر خود بخود جاری ہو جاتا ہے۔ تو اب دل بیدار ہو جاتا ہے۔ اور روح کی طرح زندہ رہتا ہے۔ زندہ نہ مرتا ہے اور نہ اُسے خاک کھاتی ہے۔ گو وہ ہزاروں سال تک مٹی میں پڑا رہے +

اور یہ جو انسان کے سینہ میں بائیں طرف کو حرکت کرتا ہوا معلوم دیتا ہے۔ صاحب دل اسے دل نہیں کہتے۔ بلکہ ان کے نزدیک کلب (کتا) ہے خصوصاً جب کہ حرص و ہوس اس میں بھری ہو تو یہ دل، کافر، منافق، مسلمان، مومن سب ہی کے لئے ہوتا ہے +

قلب کے اقسام

دل کی تین قسمیں ہیں:-
اول - وہ کہ جس میں عشق و محبت کی آگ بھری ہو۔ اور آتش شوق و اشتیاق اور ذکر و اذکار کے سبب سے پُر نور ہو۔ دل یہی ہے جو کہ بجز اللہ تعالےٰ اور کچھ طلب نہیں کرتا +
دوسرا - یہ کہ دنیائے کافری کی زنّار اس کی گردن میں پڑی اور دُنیا کی محبت میں وہ پھنسا ہو گو بظاہر مومن مگر باطن میں کافر ہو۔ یہ دل نہیں بلکہ کلب ہے۔ اور ایسا دل ریاکار اور دنیا کا تابعدار ہوتا ہے +
تیسرا - اہل سلب یعنی بے معرفت استخوان فروش کہ خود تو کچھ بھی نہیں صرف آباؤ اجداد کی بزرگی بیان کر کے لوگوں کو فریب دیتا ہے +
جس کا دل کہ خدائے تعالےٰ سے لَو لگائے ہے۔ اُس کا کیا پوچھنا وہ سر سے پیر تک شوق و اشتیاق سے بھرا ہوا ہے۔ اُسے اپنے شوق و اشتیاق کی تپش و سوزش ایسی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے سردی میں آگ ہر ایک کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے لَذَّتُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّاتِ الْاَذْکَارِ (فکر کی لذت ذکر کی لذت سے بہتر ہے) فرمایا گیا ہے۔ کہ ذکر با فکر یہ ہے۔ کہ حُبِّ دنیا اور حُبِّ علم و حُبِّ قیل و قال وغیرہ کچھ نہ رہے۔ اور صرف خدائے تعالےٰ کا ذکر و فکر باقی رہے۔ اور وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ (ذکر کر اپنے رب کا اُس کی یاد آتے ہی) پر پورا عمل ہو۔ کیونکہ اَلذِّکْرُ بِلَا فِکْرٍ کَصَوْتِ الْکَلْبِ (ذکر بلا فکر گویا کتے کی آواز ہے) وارد ہوا ہے +
ذکر قلبی ذاکر پر موکل ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ ذاکر ذکر و فکر سے کچھ غفلت بھی کرے۔ مگر ذکر و فکر اُس پر غالب رہتا ہے۔ خواہ ذاکر ذکر قلبی یا روحی یا سرّی یا زبانی یا حبس یا پاس انفاس کسی قسم کا بھی ذکر حاصل ہو۔ ذاکر کو ذکر خدائے تعالےٰ اور مجلس محمدیؐ سے یگانہ کر دیتا ہے۔ اور قلب و روح کو الگ بنا دیتا ہے۔ انبیاؑ و اولیا کی جس مجلس میں چاہے چلا جائے و ذاکر کو شریعت نبوی کا تابعدار اور نفس و شیطان سے بیزار اور دُنیا و اہل دُنیا اور گناہ و مصیبت سے دور کر دیتا ہے۔ ذکر با اثر کی یہ نشانی ہے۔ کہ ذاکر جب ذکر کرے۔ تو توحید یا مجلس محمدیؐ یا مجلس اصحابؓ کرام و اولیائے عظام یا مشاہدہ میں یا عرش و کرسی کے

جس مقام میں چاہے چلا جائے۔ اور جب استغراق سے جُدا ہو۔ تو اُس کی عادتیں نیک ہو جائیں۔ اور شکم سیری اور بھوک اور خواب و بیداری اور مستی و ہوشیاری اس پر برابر ہو جائے۔ جو شخص کہ یہ احوال نہیں رکھتا۔ اگرچہ حال کے وقت بیخود ہو جاتا ہے شیطان اس کے ساتھ ہے۔ اُس نے اُسے دیوانہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ شیطان ذکراذکار کے وقت زمین و آسمان اور عرش و کرسی کے ہر ایک کو قوت استدراج و بدعت سے پیدا کر کے ذاکر کو دکھا سکتا ہے۔ اور جب کوئی کسی اہل بدعت یا اہل فسق یا گمراہ کو دیکھے۔ تو اُس سے کچھ نہ کہے بلکہ جس نے اسے بدعت یا فسق یا گمراہی میں ڈالا ہے۔ اُسے کہے۔ یہ نصیحت کرے۔ مقابلہ کرے۔ کیونکہ ہدایت کرنا اور نیک راہ بتانا خدا ہی کا کام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (ہر کسی کو ہدایت کرنا اے پیغمبر تمہارا کام نہیں یہ خدا کا کام ہے کہ جسے چاہے ہدایت نصیب کرے) ذاکر جاہل کی مثال خشک زمین کی ہے۔ کہ اُس میں تخم ضائع ہوتا ہے۔ اور ذاکر عالم کی مثال تر زمین کی ہے۔ کہ اس میں تخم ضائع نہیں ہوتا +

شریعت گویا ایک کانٹوں کی دیوار ہے۔ اور طریقت گویا ایک سبز میدان ہے اور حقیقت خوشہ اور آتشِ عشق نان پختہ اور فقر و فاقہ اور محبت الٰہی روزیٔ حلال۔ اس میں قدم نہ رکھنا۔ اہل ناسوت کا کام ہے۔ دانش و عقل وہی ہے۔ جو خدا تک پہنچا دے۔ اور علم وہی ہے۔ جس سے معرفت اور وحدت الٰہی حاصل ہوئے۔ ذاکر خبردار ہو کر ذکر اللہ کیا کرتا ہے۔ مقاماتِ شیطانی اور خطرات نفسانی اس سے غائب ہو جاتے ہیں اور مقاماتِ سیر ملائکی اُسے حاصل ہوتے ہیں +

صاحب ہدایت اپنے مشاہدہ میں جو کچھ دیکھتا ہے۔ مقاماتِ معراج سے ہوتا ہے اور صاحب بدعت جو کچھ دیکھتا ہے گمراہی اور استدراج ہوتا ہے ؎

بذکرش[1] آں بود در سیر سرور — کہ ذکر و فکر جاری یار در بر

کسے در ذکر نبوی راہ نہ بیند — سیاہی دل بہ مجلس بد نشیند

کہ ذکر خاص باشد پاس انفاس — نہ ذاکر دلق پوشاں مکر البابس

[1] خدائے تعالےٰ کے ذکر میں مقاماتِ سیر اسے حاصل ہوتے ہیں۔ کہ جس کو ذکر و فکر حاصل ہو کر وصال دوست حاصل ہو۔ اور جسے ذکر نبوی سے نیک راہ حاصل نہ ہو۔ وہ شخص سیاہ دل ہوگا۔ اور بُری مجلس میں بیٹھے اُٹھیگا۔ کیونکہ پاس انفاس خاص ذکر ہوتا ہے۔ مکر کا لباس پہنے ہوئے گودڑی پوش ذاکر نہیں ہے +

بذکرش ذاکراں را کے حجاب ست فنا فی گشت فی اللہ این جواب است

وجود وہی ہے۔ کہ اپنے معبود کے ذکر سے قرار پکڑے۔ اور آرام پائے۔ ان کا وجود شباب اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ گویا وہ اہل محبت و عرفان کا لباس ہوتا ہے۔ گو بظاہر وہ غریب ہوتے ہیں مگر درحقیقت خدا کے دوست ہیں۔ اور گو وہ مسکین ہوتے ہیں۔ مگر ان کے دل خدا تعالیٰ کے دل سے تسکین پاتے ہیں۔ اور ہمیشہ مقام لِیْ مَعَ اللّٰہِ میں رہتے ہیں۔ اور یہی اصل فقیر اور سچے ذاکر ہیں۔ اور اس حدیث قدسی کے مستحق اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (جو میرا ذکر کرے میں اس کا جلیس ہوں) اہل محبت و عشق یتیم ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ خدائے تعالےٰ کی محبت میں ماں باپ عزیز قریب سب کو چھوڑ کر اسی کی یاد میں مشغول رہتے ہیں۔ اور بجز خدائے تعالےٰ کے کچھ نہیں چاہتے۔ ان کا مرتبہ خدا تعالےٰ کے نزدیک دن بدن زیادہ ہوتا ہے۔ اہل ذکر کا وجود کم حوصلہ نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ پاک ہوتا ہے۔ اور پاک جگہ قرار پکڑتا ہے۔ اس لئے کہ اسم اللہ پاک ہے۔ جو شخص کہ ذکر کرے اور پیری مریدی بھی کرتا ہو۔ مگر دنیائے دوں کی محبت ابھی اس کے دل سے نہ نکلی ہو۔ تو جان لے کہ ابھی اسم اللہ کا اثر اس میں مطلق نہیں ہوا ہے۔ اور دنیا کی پلیدی اور اس کی کثافت سے دل سیاہ ہو رہا ہے۔ اور ابھی اس کی کدورت جیسی کہ تھی ویسی ہی موجود ہے۔ اور اس کا علاج وہی ذکر ہے۔ بشرطیکہ توجہ اور خلوص سے اس میں مشغول ہو۔ کیونکہ ذکر بمنزلہ صابون کے اور انسان کا وجود بمنزلہ پلید کپڑے کے ہے۔ چاہئے کہ خوف کے پانی اور ذکر کے صابون سے اسے خوب دھوئے۔ یہاں تک کہ پاک و صاف ہو جائے۔ ورنہ مرشد کیا کر سکتا ہے۔ جب کہ خود اسے ذکر کی طرف توجہ نہ ہو۔ اہل علم اسم اعظم کو قرآن مجید میں نہیں پاتے۔ اسی لئے کہ اسم اعظم وجود اعظم میں قرار پکڑتا ہے۔ اور اگر کسی کو اسم اعظم معلوم بھی جائے۔ اور وہ اسے پڑھتا رہے۔ لیکن اسم اعظم اس میں اثر نہیں کرتا۔ کیونکہ وجود اعظم نہیں ہے۔ اسم اعظم کیا کریگا۔ ذکر بغیر اسم اللہ اعظم کے جاری نہیں ہوتا +

اسم اعظم دو وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ ایک وجود فقرائے کامل میں۔ دوم وجود علمائے عامل میں۔ اور علمائے عامل وہی فقرائے کامل ہیں۔ اور جو شخص کہ اسم اعظم پر اعتقاد

ےہ خدائے تعالےٰ کے ذکر میں حجاب کب رہتا ہے۔ بلکہ وہ تو مقام فنا فی اللہ میں مست رہتا ہے +

رکھتا ہو۔مگر خدائے تعالےٰ پر اعتقاد نہ رکھے۔ایسا شخص پاگل بیوقوف احمق ہے۔اسم اعظم اسی کو حاصل ہوتا ہے۔جو کہ صاحب مسمےٰ ہے۔صاحب مسمےٰ اسم اعظم ہوتا ہے۔ علمائے عامل اور فقرائے کامل کے شکم میں لقمۂ حرام ہرگز نہیں جا سکتا۔اس لئے کہ وہ لوگ صاحب ولایت ہیں۔تمام عالم مشرق سے مغرب تک ان کی برکت سے قائم ہے۔جو کچھ وہ کھاتے ہیں۔اہل ملک کی گردن سے ان کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔جس طرح سے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق اُمت پر ہے۔اسی طرح سے فقرائے کامل اور علمائے عامل کا حق خلق اللہ پر ہے +

فقیر کامل وہی ہے۔کہ ذکر سلطانی اُسے حاصل ہو۔ذکر سلطانی اُسے کہتے ہیں۔کہ ذاکر سے ذکر یکساں جاری ہو۔اور تمام ہڈیوں اور مغز و پوست اور ہر ایک رگ و ریشے میں سرایت کر جائے۔فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا) +

فقیر کے نزدیک یہ مراتب بھی سہل و آسان نہیں چاہیئے۔کہ ذکر کو چھوڑ کر مذکور کا طالب ہو کر صاحب قلب ہو ؎

دل کعبہ اعظم است خالی کن از بتاں

بیت المقدس نیست جائے بتگراں

قلب تین قسم کے ہوتے ہیں۔جیسا کہ وارد ہوا ہے۔اَلْقُلُوْبُ ثَلٰثَةٌ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَّقَلْبٌ مُّنِیْبٌ وَّقَلْبٌ شَہِیْدٌ اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِیْمُ فَھُوَ لَیْسَ فِیْہِ مَعَ غَیْرِ اللّٰہِ وَاَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِیْبُ فَھُوَ الَّذِیْ اَنَابَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ وَاَمَّا الْقَلْبُ الشَّہِیْدُ فَھُوَ الَّذِیْ یُشَاھِدُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ (قلوب تین قسم کے ہیں۔قلب سلیم اور قلب منیب اور قلب شہید۔قلب سلیم معرفت سے حاصل ہوتا ہے۔اور قلب منیب وہ دل ہے جو تمام چیزوں سے منہ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو۔اور قلب شہید وہ دل ہے کہ ہر چیز میں خدائے تعالےٰ کا مشاہدہ کرے) ؎

باھُوؒ از نماز روزہ و از ہر عبادت

ولے ذاکر بود بہتر ز طاعت

ذکر کی آگ تمام حجابات کو جلا دیتی ہے۔فِیْ فُؤَادِ الْمُحِبِّ نَارٌ ھُوَ اَحَرُّ مِنْ

نَارِ الْجَحِیْمِ (عاشق کے دل میں آگ ہوتی ہے۔جو دوزخ کی آگ سے کہیں زیادہ تیز ہے) جس دل میں کہ خدا کی محبت نہیں۔وہ دل دوزخ میں جلیگا۔ ایسے شخص پر دوزخ کی آگ تیز ہو گی۔اور جس دل میں کہ خدا کی محبت ہو گی۔اُس کے سامنے وہ سرد ہو گی چنانچہ اَلنَّارُ تَرْحَمُ لِمَنْ فِیْ قَلْبِہٖ نَارٌ (دوزخ کی آگ اُس دل پر رحم کریگی جس کے دل میں محبت کی آگ ہو گی) ؎

چوں درآتشِ عشق شد منزلم　　دِل دوزخ آتش گرفت از دلم

؎

دلم کہ زاسرارِ خدا دور است　　دل نتواں گفت کہ مشتِ گل است

دل یکے خانہ البیت ربانی　　خانۂ دیو را چہ دِل خوانی

؎

دل کعبۂ اعظم است زاں کعبۂ آب و گِل

آں صد ہزار کعبہ بود درمیان دِل

فقیر باہُو کہتا ہے کہ دل گُل نیلوفر کی صورت رکھتا ہے۔اس کے چار پہلو چار خانے ہیں۔اور ہر خانہ میں زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ایک ولایت ہے اور ہر دل کی نشیب میں ایک نیچے کا خانہ ہے۔جو سرِّ لامکان کی جائے ہے۔اور پھر ہر خانہ میں خزانہ الٰہی ہے۔اور ہر خزانہ پر پردہ ہے۔اور ہر پردہ پر شیطان کا ایک موکل ہے ✤

پہلا پردہ غفلت ہے۔اور پردۂ دوم نسیانِ مَوت ،اور اُس پر حرص مُوکل ہے۔ اور تیسرے پردہ پر حسد موکل ہے۔اور چوتھے پردہ پر پُرغرور مُوکل ہے۔اور ہر ایک کے ساتھ خنّاس ،خُرطوم، خطرات ،وسوسہ متفق ہیں ✤

اور ہر ایک خانہ میں خزانہ الٰہی یہ ہیں۔خزانہ اوّل میں علم۔دوم میں ذکر۔سوم میں معرفت۔چہارم میں فقر فنا فی اللہ بقا باللہ ✤

اور ہر ایک مؤکل کے دفع کرنے کا یہ علاج ہے۔اوّل کے لئے شریعت مؤکل دوم کے دفعیہ کے لئے طریقت۔سوم کے دفعیہ کے لئے حقیقت و معرفت اور نفس کشی۔چہارم کے لئے ترک معصیت و ترک حبِّ دنیا۔لیکن یہ پردہ نہیں اُٹھ سکتا۔

مگر مرشد کامل کی نظر سے۔ اس لئے کہ دل اسرار معرفت وحدانیت الٰہی کا خزانہ ہے کہ دل کے درمیان سے الوہیت و ربوبیت پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ یاد رکھو کہ دل ایک ہے مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ (خدا تعالےٰ نے کسی شخص کے دو دل نہیں بنائے جس سے وہ دو چیزوں کو چاہتا ہے) پھر جب دل ایک ہے۔ تو کئی چیزوں کی طلب فضول ہے

باہو علم صرف و نحو خوانی یا اُصُول
از وصال حق تعالےٰ نیست زاں چیزے وصول

درمیانش علم و فقرش گفتگو
ہر چہ داری جز خدا زاں دل بشو

حدیث قدسی اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ (جب بندہ خدا تعالےٰ کو یاد کرتا ہے۔ تو اُس کی شکر گذاری کرتا ہے۔ اور جب اُسے بھول جاتا ہے۔ تو اس کا کفران نعمت کرتا ہے) علم سے عامل پر انوار اسرار الٰہی نازل ہوتے ہیں۔ اور جب زبان دل کے ساتھ موافق ہوتی ہے، دل اور زبان ایک ہو جاتے ہیں۔ اور اب انوار عشق اُس جگہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر دل اور زبان ایک نہ ہوں تو انوارِ محبت وہاں پیدا نہیں ہوتے۔ مقام عشق میں وہی ثابت قدم رہتا ہے جو صاحب استقامت ہو

عاشقاں را راہ این است ذکر ہو گوید دوام
دمبدم ہُو ذکر گوید کار آں گردد تمام

دِل کئی طرح کے ہوتے ہیں:۔

قسم اوّل۔ پہاڑ کی مانند کہ اپنے مقام سے جنبش نہیں کر سکتا۔ یہ دل اہل محبت کا ہے +

قسم دوم۔ بمنزلہ درخت کے جس کی جڑ مضبوط ہوتی ہے +

قسم سوم۔ بمنزلہ درخت کے پتوں کے جنہیں ہوا چاروں طرف اُڑاتی پھرتی ہے۔ مگر وہ ہوا سے متفرق اور منتشر نہیں ہوتے +

یہی حال فقیر کا ہونا چاہئے کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل تقرب الی اللہ ہے۔ اس لئے چاہئے کہ فقیر پر کتنی ہی مصیبت اور بلا آپڑے۔ مگر ہرگز ہرگز راہ خدا کو نہ چھوڑے

اور غرق و استغراق سے مُنہ نہ موڑے۔ طالب و مرید کامل وہ ہے کہ پیر و مرشد کے قول و فعل پر ثابت قدم رہے۔ اور اُس سے ظاہر و باطن کسی حال میں بدظن نہ ہو۔ جیسا کہ مریدِ عین کا حال ہے۔ کیونکہ مرید طالب کمال کم ترتے ہیں +

یہ فقیر (باہو) تیس سال تک مرشد کی جستجو میں پھرتا رہا ہے۔ اور برسیں گذر گئی ہیں۔ کہ طالب اللہ کی طلب میں ہوں اور اب تک نہیں ملا ہے ؎

کس نہ پُرسد زمن خدا پُرسی — تا رسانم بعرش و با کُرسی
ہیچ پردہ نماند راہِ خُدا — گشتہ یکتا شدند غیرِ خُدا
عاشقے کاں وصل بر دنہ مرد — جان خود را بخوش خدا سپرد
ایں چنیں رہنما باید مرد — فقر فی اللہ فناؤ صاحب درد

ذکر میں ایک بہت تیز حرارت اور گرمی ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا ایک ذرہ بھی تپ لرزہ سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس گرمی سے لیکر شکر پیدا ہوتا ہے۔ ذکر کی حرارت اور اُس کی گرمی فقیر کے لئے ایسی ہے جیسے سردی میں آگ۔ اور جس طرح شدت گرما میں یا تپ لرزہ میں بےچینی بے آرامی ہوتی ہے یہی حال مقام حضور و وصال و محبت فقیر کا ہے۔ کہ اکثر اس کو خلق سے اور خود اپنی ذات سے جدائی رہتی ہے۔ مگر جب تک کہ فنا فی الفناء میں غرق نہیں ہوتا۔ استغراق دائمی حاصل نہیں ہوتا۔ چاہیئے کہ اپنی خودی سے مٹ جائے۔ جس طرح سے کہ شکر کو پانی میں ملا کر آگ پر رکھتے ہیں۔ اور پک جانے کے بعد وہ حلوا کہلاتا ہے۔ اور اب اس پر شکر و پانی کا اطلاق نہیں رہتا۔ پس گویا قند و شکر مثل توحید کے ہے۔ اور پانی مثل بندہ کے ہے اور حلوا بمنزلہ معرفت کے ہے +

صاحب وصال فنا فی اللہ بقا باللہ کے لئے دوزخ گویا حمام یا آفتاب موسم سرما کا حکم رکھتی ہے۔ اور جنّت اُن پر حرام ہے۔ وہ صرف دیدارِ الٰہی کے طالب ہیں نفس و خواہشات کے طالب کثرت سے ملیں گے۔ اور طالب مولا کم ملیں گے۔ فقیر کو چاہیئے کہ ہر دم خبردار رہے۔ اور نفس کے لئے ہرگز ہرگز حیلہ بہانہ نہ کرے۔ از باہُو ؎

ساغر از توحید وحدت نوش کُن
بعد ازاں دُنیا و عُقبےٰ ہم فراموش کُن

فقیر کو چاہیئے کہ ہرگز طمع نہ کرے۔ اور اگر کوئی دے تو ردّ نہ کرے اور جو کچھ ملے اُسے

جمع نہ کرے۔ باطن میں خدا سے لَو لگائے۔ اور ظاہر میں خلق سے شاغل رہے۔ تاکہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ (یعنی عمدہ اخلاق حاصل کرو) کا مصداق بنے۔ اور پنہاں ہو جائے۔ تو باطن میں حضرت خضر علیہ السلام کا اور ظاہر میں رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تابع رہے اور انانیت (خودی) سے بچے۔ جیسا کہ شیطان اس میں مُبتلا ہو کر کہنے لگا۔ یَا رَبِّ مُحَمَّدٍ لِمَ یُخْلَقُ مُحَمَّدٌ (اے پروردگار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں پیدا کئے گئے) تو اب دوسرے کا کیا حال ہے۔ معلوم ہوا کہ اہل اَنَا ابلیس ہیں۔ جو شخص کہ دعوےٰ کرے، جان لینا چاہئے کہ وہ شیطان ہے۔ طالب وہ ہے کہ باادب و باشعور ہے۔ حلقہ بگوش تابعدار اور خاموش ہو کر ہمیشہ تصور برزخ فنا فی الشیخ اور فنا فی اللہ بقا باللہ میں رہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وَاَعْظَمَ شَانُہٗ

اسم اللہ بس گرانست و بے بہا ایں حقیقت را بداند جز محمد مصطفےٰ

برزخ اسم جس شخص کے قلب اور دماغ میں سرایت کر جاتا ہے۔ اُسے ذکر سرّی و ذکر روحی حاصل ہوتا ہے ۔

باب ششم

محبت و عشق و فقر فنا و وصال و حال واحوال کے بیان میں عشق و محبت

عشق و محبت کے مراتب بہت عالی ہیں۔ اور اس کے مدارج و مناصب بہت بلند ہیں۔ اس کی کٹھن اور دشوار منزلیں طے کرنا ہر ایک کا کام نہیں

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل او اندر دلش انداختند

جو اس کا اہل نہیں وہ کتنی ہی کوشش کرے۔ اس کے مراتب نہیں پا سکتا۔ دیکھو مکھی اگر اپنے

آگے کے پیر ملتی ہے۔ اتنے ہی سینکڑوں دفعہ اُس کا سر ہلتا ہے۔ اس کے اور پروانہ کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی حال صاحب دل اور صاحب نفس کا ہے۔ صاحب دل بمنزلہ پروانہ کے ہے۔ اور صاحب نفس بمنزلہ مکھی کے ہے۔ عشق کی روایت ایک بارگراں ہے۔ اور اس کی حکایت تمام جہان سے بیگانگی ہے۔ عاشق موت کا طالب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عشق کے مراتب لامکان سے ہیں۔ عاشق کا مقصود صرف وصل ہوتا ہے جس طرح کہ کسان فصل کا منتظر رہتا ہے۔ اسی طرح سے فقیر وصال کا۔ جس طرح کسان جو کچھ بوتا ہے۔ اُسی کے کاٹنے کی امید رکھتا ہے اسی طرح فقیر اپنے ہر ایک کام سے خدا کی رضامندی اور اُس کے دیدار کا امیدوار رہتا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہر ایک کام کا دارومدار اس کی نیت پر ہوتا ہے) آیا ہے عشق بمنزلہ صراف کے ہے۔ کھوٹے کو کھوٹا اور کھرے کو کھرا کرتا ہے ؎

کس نیست محرم رازِ مَن ۔۔۔ مگسے کجا شہباز من
کونین واصل یک قدم ۔۔۔ ہست بس آنرا چہ غم

در عشقِ او پروانہ ام
از جانِ خود بیگانہ ام

نفس را گردن زنم ۔۔۔ در وحدتش ہم خانہ ام
عرش بالا جائے من ۔۔۔ شد وحدت اندر راہ من

در عشق او پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام

اے لشنوی دل خوانہ ام ۔۔۔ در آتشے پروانہ ام
گر سوختہ دم کے زنم ۔۔۔ مے بُلبُلم نعرہ زنم

در عشق او پروانہ ام
از جان خود بیگانہ ام

باشوق اسم اللہ بگو ۔۔۔ در وحدتش شو آبجو
زاہد کجا اُتش دُور تر ۔۔۔ از وصل عاشق بے خبر

در عشق او پروانہ ام

از جان خود بیگانہ ام

بسملہ را از دل بشو جز یاد حق دیگر مجو

ایں مدعی اندر دہر جاہل است از گاؤ خر

در عشق او پروانہ ام

از جان خود بیگانہ ام

باھُوا ھُو یار شد پس بخت تو بیدار شد

با ہم نشین دلدار شد با یار خود ہم راز شد

در عشق او پروانہ ام

از جانِ خود بیگانہ ام

عشق فقیر سرّ الٰہی ہے۔ جو شخص کہ صاحب سرّ ہوتا ہے، سر کو پہچانتا ہے۔ قرآن مجید میں چار ہزار اسم اللہ ہیں۔ جو فقیر کہ زبان سے اقرار، دل سے تصدیق کرتا ہے۔ اور شوق کے ساتھ اسم میں مشغول رہتا ہے۔ ہر دم چار ہزار قرآن ختم کرتا ہے۔ حافظ اسم رحمٰن۔ وحافظ قرآن وساکن لامکان ہو کر زندگئے جاودانی حاصل کرتا ہے۔ یہ لوگ یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ کے مصداق ہوتے ہیں۔ تمامیت قرآن بسم اللہ میں ہے۔ قرآن مجید کی ابتدا حرف (ب) سے ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور اس کی انتہا حرف (س) پر ہے۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ +

فقرا صاحب تحصیل ہیں۔ اور علما صاحب تفصیل۔ فقیر جب تک خدا سے جدا ہے اس کا محتاج ہے۔ اور جب اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ کا مرتبہ حاصل کرتا ہے غنی ہو جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (خدائے تعالےٰ غنی ہے اور تم اُس کے محتاج ہو) اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (خدائے تعالےٰ ہر بات پر قادر ہے) اس کی طرف رُخ کرتا ہے۔ اور اب وہ منزل مقصود کو پہنچ کر نفس و دنیا سے دور ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ خلوت میں رہتا ہے۔ ورنہ خدا سے جُدا۔ جیسا کہ آئینہ میں شبیہ نظر آتی ہے۔ اور جس طرح سے کہ پانی یا قطرہ جب دریا میں مل جاتا ہے۔ تو نظر نہیں آسکتا۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّيْ وَاَنَا سِرُّهٗ (انسان میرا سر ہے۔ اور میں اس کا سر ہوں) +

فقیر میراث محمدی ہے۔ اس لئے کہ فقیر کی ابتدا شریعت ہے۔ اور اس کی انتہا

بھی شریعت ہے۔ یہی فقیر کامل و مکمل ہے۔ ستر و اسرار۔ حال و احوال۔ سُکر و مستی قبض و بسط۔ عشق و محبت۔ کسی وقت میں وہ شریعت سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ اور اگر کسی وقت بھی شریعت سے باہر ہو جائے۔ تو مراتب خاص اس سے سلب ہو جاتے ہیں۔ فقیر کو چاہئیے۔ کہ ہر مقام پر خیال رکھے۔ اور کسی جگہ بھٹک نہ جائے۔ اور روزی کے پیچھے بھی سرگرداں اور پریشان نہ ہووے۔ خدا رازق ہے وہ روزی پہنچائیگا ؎

چوں رزق مقدر است گردیدن چیست
رزق بگرواند پرسیدن چیست

رزق انسان کی تلاش میں اس طرح رہتا ہے جس طرح موت اس کی تلاش میں رہتی ہے موت انسان کو کسی جگہ نہیں چھوڑتی۔ اسی طرح اس کی روزی بھی اُسے کہیں نہیں چھوڑتی +

فقر میں تین منزلیں اور مقام سخت اور مشکل ہیں :-

اوّل مقام دنیا۔ کیونکہ رجوعاتِ خلق و اہل دنیا مقام ناسوت سے ہے۔ جو اس مقام میں رہیگا ناسوتی ہے +

دوم مقام عقبےٰ۔ اگر مشاہدات میں باغ و بہشت و حور و قصور دیکھے۔ ملکوتی ہے۔ اور اسی طرح جو مقام کہ دیکھا جائے۔ اُس پر بھروسا کر کے ساکن نہ ہو جائے۔ تاوقتیکہ لاہوتی نہ ہو جائے کہیں نہ بیٹھے۔ جب لاہوتی ہو جائیگا۔ تو طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ اور مَنْ لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ کا مصداق ہوگا۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس۔ فقر کی منزل بہت بڑی اور اُس کی گھاٹی بہت مشکل ہے +

فقر کے لئے فقیر مخدوم جہانیاںؒ نے چوداں طبق کا سیر و تماشا دیکھا تاہم مراتب فقر کو نہیں پہنچ سکے +

فقیری کے لئے ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سلطنت چھوڑدی۔ اور اپنے بیٹے کے قتل ہو جانے کے سبب سے سرگرداں پھرتے رہے۔ اس کے بعد مراتب فقر کو پہنچے +

سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر ریاضتیں اُٹھاتے رہے۔ اور اُنہوں نے آخر کو اپنے نفس کی کھال بھی کھینچ ڈالی۔ تب بھی مراتب فقر نہیں پہنچے +

شیخ بہاؤالدین شاہ رکنؒ اپنی جان سے نکل گئے۔ اور ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے +

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فقر کو خواب میں دیکھا۔ اور بے واسطہ مراتب فقر پر پہنچیں +

جناب حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز شکم مادر میں مراتب فقر پر پہنچے۔ اور شریعت پر قدم بقدم چل کر محبوبیت کا مرتبہ حاصل کیا۔ اور یا فقیر محی الدین کا خطاب پایا +

فقیر کے لئے مراتب ملک الملکی ہیں۔ اور مقامات غوثی اور قطبی میں کشف و کرامات نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ عین ذات میں ہوتا ہے۔ فقر عطائے الہٰی ہے جس شخص کو کہ خدا بخشے خواہ وہ سیر ہو یا گرسنگی میں، اس لئے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ (اے پروردگار مجھے مسکین رکھ اور دنیا سے مسکین ہی اٹھا۔ اور قیامت کے دن بھی مسکینوں کے ساتھ ہی حساب و کتاب ہو) +

فقر خرید و فروخت زر و مال یا خاموشی یا دلق پوشی یا شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا نام نہیں ہے۔ فقر بدعت و گمراہی چرم پوشی یا شراب نوشی نہیں ہے۔ فقر رسم و رسوم۔ سہو و سکر یا منزل و مقام نہیں ہے۔ اور نہ فقر جہل یا علم اور شش جہات میں ہے۔ اور نہ وہ ذکر و فکر، حضور و وصل اور زہد و عبادت میں ہے۔ اور نہ وہ حال و احوال مراقبے محاسبے میں ہے۔ فقر صرف فنا فی اللہ بقا باللہ میں ہے۔ جس کو خدائے تعالےٰ بخشے۔ حضرت موسےٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو کوہ طور پر تجلی ہوئی۔ اور اُمت محمدیہؐ کے فقرا کو ہر دم حضور اور تجلی حاصل ہے ؎

چہ حاجت است رب ارنی رویۃ اللہ
کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (تم لوگ بہتر سے بہتر اُمت ہو۔ لوگوں کو نفع پہنچانے کیلئے پیدا کئے گئے) اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم اپنے بندے سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) ابتدائے فقر اشتیاق و مشتاق ہے۔ اور انتہا غرق و استغراق ہے۔ ابتدائے فقر علم ہے اور انتہائے فقر عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (خدا تعالےٰ

حاضر و غائب سب کو جانتا ہے۔ اور مہربان و صاحب بخشش ہے (ابتدائے فقر ازل ہے اور انتہائے فقر ابد ہے) ابتدائے فقر خاموشی اور انتہائے فقر خون جگر نوشی، ابتدائے فقر لباس کثیف ہے اور انتہائے فقر لباس لطیف ہے، ابتدائے فقر ولایت ہے اور انتہائے فقر لانہایت ہے، ابتدائے فقر ترک ہے۔ اور اُس کا توسط فرق ہے اور منتہی غرق توحید ہے۔ ابتدائے فقر طلب ہے۔ اور انتہائے فقر میں فقر قلب ہو جاتا ہے اور قالب نفس پر غالب رہتا ہے۔ ابتدائے فقر محبوبیت ہے۔ اور اس کا توسط مجذوبیت ہے۔ اور منتہی محبوبیت ہے حقیقت سرِ اسرار فقر دل میں ہے۔ جو بجز مرشد کامل کے دریافت نہیں ہو سکتی۔ نہ کتاب سے اور نہ اس کے سطر و حروف سے۔ نہ ذکر و فکر مستی و حال احوال سے نہ غرق و استغراق سے، ابتدائے فقر فنا ہے۔ اور اس کا توسط راہ فقر اور دونو جہان سے جدائی ہے۔ اور اس کا منتہی خدائے عزّوجل سے یکتا اور تنہائی ہے +

تمام عالم تین طرح پر ہے:۔

اوّل۔ اہل دُنیا۔ جو دنیا کے حالات کی خبر دیتے اور شب و روز اسی میں مشغول رہتے ہیں +

دوم۔ اہل عقبےٰ۔ جو حُور و قصور میوہ و لذّات بہشت کی خبر دیتے ہیں +

سوم۔ فقیر جو مولا کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ دُنیا کی حرص آخر کو عذاب میں ڈالیگی۔ اور منتہائے فقر عقبےٰ حجاب ہے۔ اس لئے دونوں کو ترک دے۔ چاہیئے کہ اوّل قطع علائق کرکے اس کے بعد حق کو دریافت کرے۔ اور حقائق معلوم کرکے غرق توحید ہزار مراتب سے بہتر ہے۔ اور دوم مراتب محمّدیؐ میں غرق حاصل کر کے مرتبہ معراج کو پہنچے اور دُنیا و عقبےٰ دونوں کو حرام سمجھے۔ ابتدائے فقر عبودیّت ہے۔ اور منتہائے فقر ربوبیّت ہے ؎

چار بودم سہ شدم اکنوں دوم   وازدوئی چوں بگذرم یکتا شوم

ابتدائے فقر اشک ہیں۔ اور انتہائے فقر عشق ہے۔ ابتدائے فقر تصور ہے۔ اور انتہائے فقر تصرف ہے۔ فقر وہی ہے کہ فقیر کا وجود شریعت میں نہاں ہو۔ اگرچہ وہ مقام الست

میں مست ہو۔ اور اس کا لامکان ہو۔ ابتدائے فقر علم الیقین، عین الیقین ہے۔ اور انتہائے فقر حق الیقین ہے۔ ابتدائے فقر منتہٰے ہے۔ اور انتہائے فقر فنا ہے۔ مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا پھر جب کوئی مرجاتا ہے۔ اُس سے تمام چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں۔ پس تمام چیزوں سے قطع تعلقات کرکے خدائے تعالٰے کی طرف کامل توجہ کرے۔ اور اپنے فرائض مقررہ میں کوئی نقصان نہ آنے دے۔ خواہ وہ فرض وقتی ہو یا دائمی یا یک ماہی یا ششماہی یا فصلی ہو یا سالانہ۔ اور سب سے زیادہ یہ ضروری بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کو ہمیشہ حاضر و ناظر جانے۔ اپنے گھر بار کو اُس کی راہ میں صرف کردے۔ ابتدائے فقر صدق و یقین ہے۔ اور انتہائے فقر خدائے تعالٰے کے ساتھ ہمنشینی ہے +

حکایت۔ ایک روز حضرت رابعہ بصریؒ نے رسول اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اُن سے فرما رہے ہیں۔ کہ اے رابعہ تم مجھے بھی دوست رکھتی ہو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے۔ جو آپ کو دوست نہ رکھتا ہو۔ مگر میں خدائے تعالٰے کی محبت میں ایسی غرق ہوں۔ کہ مقام توحید و فنا فی اللہ میں جا کر مجھے بجز دوستی و دشمنی اور کسی چیز کی خبر نہیں ہے +

فقرا کا وجود قدرت الٰہی ہے۔ اُن کا مقام سدرۃ المنتہٰے میں ہوتا ہے۔ فقیر باہو کہتا ہے مقام فقر فنا فی الفنا ہے۔ جو کہ مقامات نُقَبا، اَبدال و اَوتاد و اَخیار۔ غوث قطب شیخ ومشائخ، عابد و زاہد سے بالاتر ہے۔ کیونکہ فقیر والی ولایت وحدت منفرد ہے۔ اور مقام منفرد کا نام نور اللہ ہے سے

یا در کنارم من آن عین بدیدم
جائے کہ بود مشکل آنجا بخوش رسیدم

قولہ تعالٰے یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (زمین و آسمان کی کل چیزیں خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے) سے

بر باہو ہو میاں دو حرف بردار	چو باؤ الف رفتہ ہُو بشمار
نماندہ پردہ باہو گشت یاہُو	کہ ذکرش روز و شب ہو گفت باہو
کسے بس ذکر گوید ہُو ہُویدا	وجودش میشود زاں نور پیدا

تَفَکَّرُوۡا فِیۡ اٰیَاتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوۡا فِیۡ ذَاتِہٖ (خدائے تعالٰے کی نشانیوں میں فکر کرو۔ اور

اُس کی ذات میں فکر نہ کرو) ؎

باہو ہومیکند جان مغز سوزی	نصیبے عاشقاں از عشق روزی

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ (کوئی معبود نہیں مگر وہی پروردگار ظاہر و باہر) ؎

کسے خواہد کہ باحق یار باشم	با نماز دائمی ہوشیار باشم

تن جدا و سر جدا و دِل جُدا	ہر کہ تسبیحش بخواند باخدا

باہو پردہ است ماراں نماز	در حضوری غرق گشتم جاں بباز

اگرچہ ان مراتب کو طے کرلے تاہم ہر وقت ایک وقت سے دوسرے وقت تک نماز کا منتظر رہے۔ ورنہ اس کے مراتب سلب ہو جائینگے۔ اور مقام استدراج میں رہجائیگا۔ نعوذ باللہ منہُ +

خدائے تعالےٰ کی محبت بمنزلہ چراغ کے ہے۔ اور رجوعات خلق وکشف وکرامات بمنزلہ آندھی کے ہے۔ جو فقیر کہ اس چراغ کو شریعت کے گھر میں محفوظ رکھیگا وہ چراغ روشن نہیں رکھ سکتا۔ کشف وکرامات کی آندھی اُسے بجھا دیگی۔ اسی طرح پانچ چیزیں ہیں۔ کہ اگر فقیر ان پانچ چیزوں کو بند نہ رکھے۔ تو اُس پر راہ فقر کشادہ نہیں ہوسکتی۔ وہ پانچ چیزیں حواس خمسہ ظاہری ہیں۔ یہ پانچوں حواس راہزن ہیں۔ اول سامعہ۔ دوم باصرہ سوم ذائقہ۔ چہارم شامّہ۔ پنجم لامسہ۔ بلکہ تمام قوتوں کے متعلق جو جو گناہ ہو سکتے ہیں سب سے قطعی توبہ کرکے۔ مثلاً جو باتیں کہ سننے کے قابل نہیں ہیں۔ کہ شریعت اُن سے ممانعت کرتی ہے۔ اُنہیں نہ سُنئے۔ اسی طرح جن چیزوں کے دیکھنے کی ممانعت ہے اُنہیں نہ دیکھے۔ اسی طرح جو باتیں ناگفتنی ہیں۔ اُنہیں زبان سے نہ نکالے۔ نامحرم کو ہاتھ نہ لگائے۔ گناہوں کے کاموں میں اپنا قدم نہ اُٹھائے۔ عالم۔ فاضل۔ قاضی مفتی۔ حاکم بادشاہ ہزاروں کام شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ مگر ایک اپنے نفس کو مارنا۔ اُسے قید کرنا۔ اُس پر محاسبہ کرنا بہت مشکل ہے۔ جس نے یہ کام کیا۔ اُس نے فقر کا میدان فتح کرلیا۔ فقراء شب و روز اپنے نفس پر تفحص اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں۔ اور رقا ضئے عشق اُن پر نفس کشی کا حکم کرتا ہے۔ اور حاکم ذکر وفکر اخلاص کی زنجیریں باندھ کر اُسے قید کرنیکا حکم دیتا ہے۔ اور شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بندگی اور عبادت کا طوق اُس کی گردن میں ڈالتی ہے۔ مجھے اُن لوگوں پر بڑا تعجب آتا ہے جو اپنے نفس کو چھوڑ کر

دوسروں کے نفسوں پر تفحص کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سَیَأْتِیْ عَلٰی اُمَّتِیْ زَمَانٌ یَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ وَیُصَلُّوْنَ الصَّلٰوۃَ وَلَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلَّا یْمَانُ (میری اُمت پر ایسا زمانہ بھی آئیگا۔ کہ وہ نماز بھی پڑھتے ہونگے تلاوت قرآن بھی کرینگے۔ مگر ان کے دل ایمان سے خالی ہونگے) بہت علم پڑھنا فرض نہیں۔ مگر گناہ سے بچنا فرض ہے۔ بہت علم پڑھنا پرہیزگاری کرنا اُسی شخص کو زیبا و سزاوار ہے کہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔ اگر کوئی تمام عمر نماز پڑھتا رہے۔ روزے رکھتا رہے۔ اور گناہ کرنے سے باز نہ آوے تو فائدہ نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ استاد طالب دُنیا سے علم نہ پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ اَلصُّحْبَۃُ مُتَأَثِّرَۃٌ (صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے) آیا ہے اور اسی طرح مرشد طالب دُنیا و آشنائے اُمرا و بادشاہ سے تلقین نہ لینی چاہئے۔ کیونکہ آخر کو وجود میں اُس کا اثر پڑیگا۔ چنانچہ حُبُّ الدُّنْیَا ظُلْمَۃٌ وَزِیْنَۃٌ (حُبّ دنیا زینت اور ظلمت ہے) فرمایا ہے دنیا وہی شخص تلاش کرتا ہے۔ جسے خدائے تعالےٰ سے شرم و حیا نہیں رہتی ہے۔ اگر کوئی طالب سے کہے کہ تو دُنیا قبول کر یا موت۔ تو اُسے چاہئے کہ موت قبول کرے مگر دنیا قبول نہ کرے۔ کیونکہ خدائے تعالےٰ کی درگاہ سے مردود ہو جائیگا۔ دنیا کو خدائے تعالےٰ کی طرف سے روز خطاب ہوتا ہے۔ کہ دنیا میرے دوستوں کے نزدیک نہ ہو۔ اُنہیں تو اپنا منہ نہ دکھا۔ اُن کے سامنے بدصورت اور سیاہ رُو بن جا تاکہ وہ تجھ سے ترش ہو کر تجھے نہ چاہیں۔ اور اے دنیا جس طرح میں تیرے دوستوں کو نہیں چاہتا۔ تو میرے دوستوں کو نہ چاہ۔ پس عالمانِ دنیا دار حب دنیا سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ تو فائدہ دین اُن سے بند ہو جاتا ہے۔ پر جو کوئی کہ دُنیا جمع کرنے کے لئے یہ حیلہ کرے۔ کہ میں مسلمانوں مستحقوں۔ فقیروں۔ مسکینوں کے لئے روپیہ پیسہ جمع کرتا ہوں۔ یہ سب مکر و فریب ہے۔ کیونکہ دُنیا بدوں مکر و فریب کے جمع نہیں ہوتی۔ اہل دنیا عبادت ذکر و فکر کی کچھ حلاوت نہیں پاتے ؎

سہ طلاقش داد دنیا را رسولؐ
کے شود باسہ طلاقش زن قبول

کسی سے سوال کرنا بھی دو قسم کا ہے۔ حلال و حرام۔ سوال حرام سوال شیطانی و سوال نفسانی ہے۔ کہ محض اکل و شرب اور لذت دنیائے فانی کے لئے ہو۔ یہ سوال حرام ہے اور طلب

حلال کے سوال حلال ہیں۔ مثلاً جو سوال کہ خدائے تعالیٰ سے یا پیغمبر و اولیاء اللہ و عارف باللہ سے محض بوجہ اللہ ہو، حلال ہے اور اسی سوال کیلئے فرمایا گیا ہے۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سائل کو جھڑکی نہ دو) فقیر کا سوال اللہ تعالیٰ سے اشتغال اور اُس کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ اور اس کے سوال میں کوشش کرنے والا۔ اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (نیک کام کا راہ بتانے والا بھی گویا اُس کا کرنے والا ہے) کا مصداق ہوتا ہے۔ مگر فقیر کو بھی فقر سے موصوف ہونا چاہئے۔ کہ ہمیشہ اپنے نفس کافر سے جنگ اور جہاد اور جزع و فزع کرتا رہے۔ ہمیشہ اس کے ذکر فکر میں رہ کر رضائے الٰہی کا طالب رہے کسی وقت اُس کی یاد سے بے خبر نہ رہے۔ جو شخص کہ یہ حال و احوال نہیں رکھتا۔ اُس پر فقیری اور سوال حرام ہے کیونکہ وہ نفس پرست ہے ؎

بر ہر درے با نفس خود رسوا کنم
نفس دشمن ماؤ او را دشمنم

فقیری اُسے زیبا ہے۔ کہ جو دنیا کے لئے نہیں بلکہ محض خدائے تعالیٰ کے لئے علم حاصل کرے ایسے فقیر پر ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہ دنیا کے لئے علم پڑھتا ہے فقیری اُس پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (اے ہمارے پیغمبر لوگوں سے کہدو کہ دنیا کی متاع چند روزہ ہے) اُسے چاہئے کہ برزخ ننانوے نام باری تعالیٰ کا تصور کرے تاکہ دنیا کی محبت اُس کے دل سے نکل جاوے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ جو شخص برزخ ننانوے نام باری تعالیٰ کا تصور کرتا ہے۔ صاحب محبت و شوق و اشتیاق ہو جاتا ہے ؎

الف اللہ کافی بود یارا مجو
ہر چہ خواندی غیر اللہ از دل بشو

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

للّٰہ

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ

برزخ اسم اللہ دو نوں جہان کا رہنما ہے۔ اور یہی عین معرفت ہے کہ دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کو افضلُ الذکر فرمایا ہے۔ اور یہ کہ جو شخص نماز کے بعد کلمہ طیبہ کو آواز بلند پڑھے۔ اُس پر دوزخ حرام اور بہشت حلال ہو جاتا ہے +

نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں۔ اور شب و روز کی ساعتیں بھی چوبیس ہیں۔ جب بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ کہتا ہے۔ تو ہر حرف کے بدلے ایک ساعت کے گناہ مٹ جاتے ہیں +

نیز آپ نے ارشاد کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے میرے قلعہ میں آجاتا ہے۔ اور جو میرے قلعہ میں آجاتا ہے۔ میرے عذاب سے بیخوف ہو جاتا ہے +

نیز آپ نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اپنی ایک نشست میں کلمہ طیبہ پڑھتا ہے۔ اس کے ستر برس کے گناہ بخشے جاتے ہیں +

تمام علوم کی ابتدا کلمہ طیبہ میں ہے۔ اور اُن کی انتہا بھی اُسی پر ہے۔ اور تمام کتابیں فقیر کے نزدیک اُسی کی شرح ہیں۔ دوست تیرے ہمراہ ہے۔ مگر تجھے دل کی آنکھیں چاہئیں۔ جس کے دل کے آئینہ میں زنگار کدورت ہو، اُسے کیا تجلّی ہوگی۔ دل بے کدورت اور صاف رہنا چاہئے۔ صاف اور بے کدورت دل میں خطرات پیدا نہیں ہوتے۔ جو شخص عمر بھر میں سو دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ پڑھے اللہ اُس کے گھر کے سات آدمیوں کو دوزخ سے نجات دیگا۔ جب کوئی کلمہ شریف پڑھتا ہے۔ تو وہ اوپر جا کر عرش کا ستون ہلاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ اے ستون ساکن رہ۔ وہ عرض کرتا ہے یا ربّ العالمین اس کے پڑھنے والے کو بخشدے تو میں ساکن ہو جاؤں۔ ارشاد ہوتا ہے میں نے بخشدیا +

کلمہ شریف بہشت کی کنجی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھتا ہے۔ دوزخ اُسے نہیں جلا سکتی۔ مگر یاد رکھو۔ کہ جس شخص کو تصدیق قلبی نہ حاصل ہو۔ اُسے صرف زبانی ورد کچھ فائدہ نہیں پہنچائیگا۔ چنانچہ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ (زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنی چاہئے) آیا ہے۔ اگر باوجود کلمہ پڑھنے کے دل میں دروغ ہو۔ اور زر و سیم کی محبت تو اُسے دوزخ میں ڈالیگی۔ اگر

اُس کے دل میں راستی ہوگی۔ تو دوزخ سے نکالنے کے بعد بانی کی فریاد کریگا۔ اور جو دل میں دروغ اور جھوٹ ہؤا۔ تو خاموش ہو کر شرمسار رہیگا۔ معلوم ہؤا کہ تصدیق تمام باتوں کی اصل ہے +

اب جاننا چاہیئے۔ کہ تصدیق قلبی کس چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ تصدیق قلبی، ذکر قلبی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ذکر قلبی شیخ و مرشد واصل الی اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کی صفت ہو یُحْیِ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ (دل زندہ کرے نفس کو مارے) جس طرح سے کہ زبان ایک عضو ہے۔ یہی دل کا حال ہے۔ کہ وہ بھی اعضائے جسمانی میں سے ایک عضو ہے، جس طرح سے کہ زبان بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتی ہے۔ دل بھی اسی طرح آواز سے کہنے لگتا ہے (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اور اپنے کانوں سے سنتا بھی ہے مگر بشرطیکہ شیخ کی یہ صفت بھی ہو۔ یُحْیِ السُّنَّۃَ وَیُمِیْتُ الْبِدْعَۃَ (سنت نبوی کو زندہ کرے اور بدعت کو مٹادے) جو دل کہ حُبِّ دنیا اور شہوات و لذات نفسانی میں پڑا ہؤا ہے۔ وہ دل دنیائے مُردار سے دل نہیں موڑتا۔ ذکر اللہ کی صیقل اُسی دل کو صاف کر سکتی ہے۔ کہ جو طالب مولا ہو۔ وَمَعْ تَعَلَّمْنِیْ حَرْفًا فَھُوَ مَعُوْ لٰہٗ سے بھی تلقین مراد ہے۔ جو خاص مرشد سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ جو شخص کہ وہ جان لیتا ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان حجاب اُٹھ جاتا ہے۔ صاحب علم قدر دان ہوتے ہیں۔ کہ موافق قرآن و حدیث کے متابعت محمدیؐ حاصل کرتے ہیں۔ مگر جوانمرد وہ ہے۔ کہ باطنی مقامات کو طے کر کے مقام لاہوت کو حاصل کر لیتا ہے۔ اور ظاہر میں بالکل شریعت کے مطابق رہتا ہے۔ اور سر مُو اس سے مخالف نہیں ہوتا ہے +

برزخ اسم اللہ اس شخص کے لئے ہادی ہے۔ کہ جسے ذکر اسم اللہ سے شوق و اشتیاق ہو۔ جب ذکر اسم اللہ کی تاثیر ہو جاتی ہے، تو ماسوائے اللہ اُسے خوش نہیں آتا۔ صرف ذاتِ الٰہی سے مانوس اور ماسوائے سے وحشتناک ہوتا ہے۔ ع

کند ہم جنس با ہمجنس پرواز

خدا کے دوست اہل ذکر اللہ و فقیران فنافی اللہ ہیں۔ کہ اپنے اہل عیال، مادر و پدر، مال و اسباب، درم و دینار، و دنیا وَمَا فِیْھَا کو تماشوں کا منظر جانتے ہیں۔ اور اس میں سے اُنہیں کچھ پسند نہیں آتا۔ وہ کسی چیز کی ملکیت سے خوش نہیں ہوتے۔ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا

(قیامت کے دن بڑے بڑوں کو بھی خدا سے مخاطب ہونے کی جرأت نہ ہوگی) جو کوئی باوجود فقر کے بجز اللہ تعالےٰ کے طلب کرے یا اُسے اپنی ملکیت گردانے اُسے مقامات فقر و درویشی سے کچھ حصہ نہیں ہے۔ کتا ایک ادنےٰ درجے کا جانور ہے۔ اُس کی نہ کوئی ملکیت ہوتی ہے اور نہ سکونت کے لئے کوئی اُس کی خاص جگہ ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کو چاہئے۔ کہ جانور سے ہی سبق حاصل کرکے زیادہ نہیں تو اس سے کم بھی نہ رہے اور اپنے آپ کو اَلْوَقْفُ لَا یُمْلَکُ کا مصداق بنائے جس طرح سے کہ مسجد کسی کی ملک نہیں ہوتی۔ اسی طرح سے فقیر بھی ہر ایک چیز کی ملکیت سے آزاد ہوتا ہے۔
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ +

لیس فی الدارین الا ھو

اللہ لِلّٰہ
لَہٗ ھُوْ

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

لیس فی الدارین الا ھو

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

باب نہم

در ذکر شراب (محبت الٰہی) وحقائق اولیأ و ترک ماسوے اللہ

واضح ہو کہ اہل شُرب (شراب پینے والے) شیطان اور خواہشاتِ نفسانی سے قریب ہوتے ہیں۔ جو شخص کہ شراب پیتا ہے۔ دونوں جہان میں خراب ہوتا ہے۔ اس لئے کہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ محبت الٰہی کی شراب پینا چاہئے۔ اہل محبت کو قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر سے شراب طہور پلا ئینگے۔ مگر جس نے دنیا میں شراب پی ہوگی۔ وہ شراب طہور سے محروم رہیگا۔ شریعت نے شراب کی سخت بُرائی بیان فرمائی ہے۔ خدا تعالےٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ یہی حال تمام نشے کی

چیزوں کا ہے۔ نشے کی کل چیزیں انسان کو بالکل خراب کر دیتی ہیں جس کے نقصان کو اس کے استعمال کرنے والے خود بھی محسوس کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ذرا بھی دُور اندیشی سے کام لیں۔ اہل شرب کو راگ بہت پسند آتی ہے۔ اور راگ حرام اور فسق ہے ؎

باسرود ے اہل شرباں لعنتے بر باد او
فاسقاں ہم بے نمازاں خوک وخر آنرا بگو

چاہئے کہ اس سے پرہیز کرے۔ اور دوسروں کو بھی منع کرے۔ رقص وسماع اُس فقیر کو روا ہے۔ جو نفس و ہوا سے گذر کر مقام فنا میں پہنچا۔ اور توحید میں غرق ہوگیا ہو۔ کہ عشق و محبت کی وجہ سے جب ذکر اللہ سنتا ہے۔ مست ہو کر رقص کرنے لگتا ہے۔ اور اس کی تین حالتیں ہیں۔ اوّل یہ کہ تاثیر ذکر اسم اللہ اور اس کی گرمی سے فقیر کے وجود میں تپ پیدا ہوتی ہے۔ اور اس تپ سے اسی وقت وہ گر کر مر جاتا ہے۔ یا یہ کہ مطلق جنبش نہیں کرتا۔ اور گر کر اس کا جسم سرد ہو جاتا ہے۔ گویا مر گیا اور پھر باشعور ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اوّل منہ سے دھواں نکلتا ہے۔ اُس کے بعد ذکر اللہ کی آگ اُس کے وجود میں پیدا ہوتی ہے۔ جس سے وہ جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ اور اُسی خاک میں ایک لقمۂ گوشت پیدا ہوتا ہے۔ اور ذکر اللہ کی وجہ سے جنبش میں آکر اپنی صورت پر ہو جاتا ہے۔ یا یہ کہ رقص کے وقت ذکر اللہ کی گرمی سے جسم کے کپڑے جل جاتے ہیں۔ اور پھر وہ دوسرے کپڑے پہنتا ہے۔ جس فقیر کو یہ حال و احوال حاصل نہیں ہیں۔ وہ ابھی گمراہی اور نفس شیطان کے مکر میں پھنسا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ منہ ؀

پھر جس شخص کو کہ شکر و مستی ذکر اللہ حاصل ہو۔ اُسے پھر کسی دوسری چیز کی شکر و مستی کی کیا ضرورت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اہل شرب مستی ذکر اللہ سے بے نصیب ہیں۔ اُنہوں نے مستِ الست کی شراب سے ایک گھونٹ بھی نہیں پی ہے۔ بلکہ وہ محبت الٰہی سے دور ہو کر لہو و لعب میں پڑ کر اپنے لئے دوزخ خریدتے اور راہ محمدیؐ سے دُور ہوتے ہیں۔ اہل بدعت اور بے نمازوں کا ذکر و فکر مقبول نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اے پیغمبر لوگوں سے کہدو۔ کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں دوست رکھیگا) بغیر اتباع شرع کے کوئی مشقت اور ریاضت کام کی نہیں۔ اگر

ایسا فقیر پانی پر چلتا ہو۔ تو جان لو کہ وہ گھاس ہے۔ اور اگر ہوا میں اُڑتا ہو، تو جان لو کہ گویا وہ مکھی ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی وقعت نہیں۔ فقیر کو چاہئے کہ خدا و رسولؐ کو راضی کرے۔ اور دنیائے دوں کو چھوڑے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس +

دنیائے دوں کم ہمت لوگوں کا حصہ ہے۔ دنیا ہمیشہ کی ذلت اور شیطان کی ملکیت ہے جس طرح اہل دنیا مال و دولت کے لئے پریشان رہتے ہیں۔ اسی طرح فقرا دیدار الٰہی کے لئے پریشان رہتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (اے بنی آدم شیطان کی عبادت نہ کرو وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر) ایسے شخص پر بڑا افسوس ہے جو کہ خدا و رسول کا دشمن اور دنیا و نفس و شیطان کا دوست ہو۔ خدا و رسولؐ بھی اُس سے بیزار ہوتے ہیں۔ ایسا شخص دنیا کے پیچھے خود بھی پریشان ہوتا ہے۔ اور اپنے دوستوں کو پریشان کرتا ہے۔ بلکہ شر میں ڈالتا ہے۔ اور شر شیطان لعین کا نام ہے۔ اور اسم اللہ دلجمعی کا نام ہے۔ اس لئے صاحب ذکر کو دونوں جہان میں دلجمعی حاصل ہوتی ہے۔ کہ لوگ اس سے بھاگ کر وسوسہ و خطرات میں پڑ جاتے۔ اور خواب و غفلت میں رہتے ہیں۔ قیامت کے روز ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ دنیا آخر اپنے دوستوں کو عذاب میں گرفتار کریگی +

باھو اہل دنیا بے وقوف ہیں کہ شب و روز مال و دولت ان کی تسبیح ہوتی ہے۔ وہ لوگ دُنیا ہی کو اپنا مقصود اصلی جانتے ہیں۔ مگر مردان خدا دنیا کی لذت کی ایک احتلام سے زیادہ وقعت نہیں کرتے۔ اور اُسے اپنے اوپر حرام جانتے ہیں۔ دنیا کی مثال ایک بے حیا اور بے وفا عورت کی ہے ؎

زن ساجدہ یا ذاکرہ یا صاحب سجود ۔۔۔ از زناں بہ پرہیز باشی نیست سود
باؔہو گرچہ دُنیا زر نقش و نگار است ۔۔۔ ہمچوں زیبا و رچنانچہ پوست مار است

فقیری اور درویشی ایک بڑی چیز ہے۔ یہ مرتبہ خدائے تعالےٰ پیغمبروںؑ، اولیاؤں، فقراؤں کے سوا اور کسی کو عطا نہیں کرتا۔ دنیا بندے کو خدا تعالےٰ سے باز رکھتی ہے۔ کسی فقیر نے اب تک خدائی کا دعوےٰ نہیں کیا ہے۔ جو کچھ کیا ہے اہل دنیا نے کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی واسطے اپنے پاس کچھ نہیں رکھا۔ بلکہ جو کچھ آپ نے پایا، اُسے خدا کی راہ میں صرف کر دیا۔ کہ مبادا میں اہل دنیا سے ہو جاؤں +

امام المسلمین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود تشدد بادشاہ کے منصب قضا کو ایک روز کے لئے بھی پسند نہیں کیا۔ کہ مبادا قیامت کے روز قاضیوں کی صفوں میں کھڑا کیا جاؤں۔ پس چاہئے۔ کہ دنیا کو بد جانے اور بد کو اپنے ساتھ نیک کرے۔ اور خدا تعالیٰ ہی کو نیک و بد کا پیدا کرنے والا جانے۔ اور کسی طرح اُس سے روگردانی نہ کرے۔ اہل دنیا کی طلب میں دو دلی کرتے۔ اور اُس کا غم اُٹھا کر زرد رُو رہتے ہیں ؎

گر زمین زر ے شود سیری نگردد زرد روے
زرد رُو یا رُو سیاہ دنیاست رند حق لبوے

؎ دُنیا دانی کفر کافر را نصیب ہر کہ را حق رہبر است آں حق حبیب

جو کوئی اللہ تعالےٰ کا نام لیتا ہے۔ لوگ اس سے جنگ کرتے ہیں۔ اور اگر دنیا کا نام لیتا ہے تو اُس سے خوش ہوتے ہیں۔ اس لئے گویا فرض کفایہ ہے کہ خدائے تعالےٰ کا نام سُن کر جلّ جلالہٗ کہنا چاہئے۔ کیونکہ جلّ جلالہٗ کہنے سے گناہ تو ہوتا نہیں بلکہ ثواب ہی ملتا ہے۔ جو شخص کہ خدائے تعالےٰ کا نام لینے سے آزردہ ہوتا ہے۔ وہ طالب دنیا یا اہل شیطان ہے یا متکبر اور خواہش نفسانی کا پیرو۔ نعوذ باللہ منہ۔ جو شخص کہ جس چیز کو دوست رکھتا ہے۔ ظاہر و باطن سے اُس کے نام سے لذت و حلاوت پاتا ہے۔ اور جس چیز کو دشمن رکھتا ہے اُس کے نام سے آزردہ ہوتا ہے۔ اس لئے اہل فقر کو دنیا و شیطان کا نام بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اور علماء کو روزی و معاش اور امیری اور بادشاہت کے نام سے خوشی ہوتی ہے۔ مگر یہ حال عالمان بے عمل کا ہے۔ کہ احکام الٰہی سنتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ فقیر کو ان کی پیروی نہ کرنی چاہئے۔ کہ وہ ورثہ عبادت و سعادت سے خالی ہیں۔ علماء کو اس وقت پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ کہ وہ کلام اللہ سے بداعتقاد ہو کر امراء و سلاطین کے دروازوں پر پھرنے لگتے ہیں۔ اور فقراء کو اُس وقت پریشانی ہوتی ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ سے بداعتقاد ہو کر اہل دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہ ؞

عالم بے عمل اور فقیر بے توکل و بے صبر سے خدا محفوظ رکھے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس فقرائے کاملین نے مدتوں گھاس پات کھا کر اپنی عمر بسر کی ہے۔ اور مرتے دم تک امراء و سلاطین کے در پر نہیں گئے۔ جو علماء کہ عامل ہیں وہ فقر و فاقہ میں کامل ہیں۔ فاقہ فقر کو تقویت دیتا ہے۔ اور حیّ لایموت کا ہمنشین بناتا ہے۔ نیز اگرچہ فقیر کامل اپنا

شکم طعام سے اس طرح بھرے جس طرح دیگ۔ اور پانی اس طرح پیئے جس طرح دیگ تپتی ہے۔ اور زبان اس طرح چلائے جس طرح تیغ۔ تاہم وہ ذکر و فکر بھی وہ اسی قدر کرتا اور نفس کو مارتا ہے۔ فقیر کا طعام گویا نفس کا ایندھن اور ان کا شکم عشق کی آگ کے شعلوں سے پُر نور ہوتا ہے۔ نہ ہر وقت وصال اور نہ ہمیشہ بعد و دُور۔ گاہے گرم گاہے سرد کا مضمون ہوتا ہے۔ وہ مراتب فقر سے واقف اور اس کی منزلوں سے باخبر ہوتا ہے ؎

زیر و زبر مد و شد تحت و فوق　　　عاشقاں را مینماید ذوق و شوق

علماء کہتے ہیں ؎

مردم اہل فقر را ایں زر چو دادند　　　زہرش آنکہ اسم اللہ بخواندند
منم خوانم منم دانم مسائل　　　او قوت فصل را بر خود نہ قائل
درم درویش بر خود گشت مائل　　　او علم خویش را خود کرد زائل

فقیر کہتا ہے ؎

کسے پرسد فقیرے تو چہ علم است　　　برو از حق بگوئی لامکان است

فقیری درویشی نہ گفتگو میں ہے اور نہ پڑھنے لکھنے میں اور نہ مسئلہ مسائل میں اور نہ حکایت و قصہ خوانی میں ہے۔ بلکہ فقیری معرفت جاننے اور غرق توحید وحدانیت اور اپنی خودی سے فنا اور ہوائے نفسانی اور معصیت شیطانی سے بیزار ہو جانے، اور زبان بند کرنے، با ادب رہنے، ذکر و اذکار جاری رکھنے، صاحب دانش و بینش ہونے اور متشرع رہنے میں ہے +

فقیری معرفت کے دریا میں غوطہ لگانے، مقام لاہوت میں پہنچنے۔ دنیائے دوں سے توبہ کرنے اور اہل دنیا سے بیزار رہنے میں ہے +

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جو شخص کہ ظالمانِ اہل دُنیا کا مُنہ دیکھتا ہے۔ اُس کے دین کا تیسرا حصّہ اس سے سلب ہو جاتا ہے +

یا الٰہ العالمین! خواہشات کا دریا تو نے انسان کے وجود میں بھر دیا ہے۔ اور فرما دیا ہے۔ کہ خبردار پانی نہ پینا۔ خداوندا تیری توفیق کے بدوں بیڑا پار نہیں ہو سکتا۔ خداوندا نفس و شیطان کو تو نے انسان کا دشمن بنا دیا ہے۔ اور حکم دیا ہے۔ کہ ان سے جنگ کرو۔ حالانکہ یہ دونو دشمن بظاہر نظر بھی نہیں آتے۔ الٰہی باطنی روشنی عطا کر جس سے ان دشمنوں کو دیکھ

سکوں۔ اور ان سے بچوں اور جنگ کروں، جو بدوں تیری توفیق کے ناممکن ہے۔ خداوندا انسان کے وجود میں تو نے حرص و ہوس کو رکھ دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ بے طمع رہو۔ جو بغیر تیرے فضل و کرم کے ناممکن ہے ؎

جز خدائے نیست با ما جاں عزیز
طالباں ایں خوش بود عقلش تمیز

شریعت میں شوق و اشتیاق ہے۔ اور نفس و شیطان کا خلاف۔ اسلام نے نیک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور بُرے کام کرنے سے منع کیا ہے۔ حلال کھانے اور حرام سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ فقیر کو چاہئے۔ کہ ہر ایک چھوٹے بڑے گناہ سے بچا کرے۔ علم پڑھے۔ فرض۔ واجب۔ سنت مستحب پہچانے اور اپنے گرد اگرد ان چاروں باتوں کی دیواریں بنا کر توفیق اور مدد الٰہی کے قلعہ میں بیٹھے۔ اور طریقت میں غفلت دور کر کے ہوشیاری اور چالاکی حاصل کرے۔ اور مقام مطلوب پر پہنچے۔ اور حقیقت میں دلداری ہے۔ جو کچھ ہے وہی ہے۔ اور جو ہوتا ہے اُسی سے ہوتا ہے۔ فقیر کو چاہئے کہ دم نہ مارے۔ صبر و شکر سے رہے۔ خَیْرُہٗ وَشَرُّہٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی (خیر و شر سب خدا کی طرف سے ہے) پر ایمان رکھے ✦

خیر الخلائق جناب محمد مصطفٰے علیہ الصّلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور شر الخلائق شیطان لعین ہے معرفت غمخواری اور عاجزی ہے۔ جو شخص ان چاروں مقامات سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ گاؤ خر اور سلک سلوک و تصوف و فقر سے بے خبر ہے۔ اور یاد رہے کہ ہر ایک مقام میں قبض و بسط و شکر ہے ✦

مقام طریقت شکر ہے۔ خدائے تعالےٰ اس مقام سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ اُس کا شکر سکرات موت یا مرگ مفاجات سے کم نہیں۔ مبتدی ہو یا منتہی یا متوسط فوراً فقیر مقام طریقت میں آکر اپنے حال و احوال کو پہچانے۔ اُس کی نگہبانی کرے۔ مستی کی حالت میں درود شریف پڑھتا رہے۔ اس مقام سے سلامتی کے ساتھ گذر جائیگا۔ کیونکہ شریعت بمنزلہ جان کے اور طریقت بمنزلہ قدم کے ہے۔ قدم اُس وقت اُٹھتا ہے۔ کہ نیت سیر و سفر کی ہو۔ طریقت بمنزلہ راہ کے ہے۔ اور راہ بدوں پانی کے طے نہیں ہو سکتی۔ اگر راستے میں پانی نہ ملے۔ تو مسافر کی جان نکل جائیگی۔ شریعت گویا کشتی ہے۔ اور طریقت

گویا دریا ہے۔ اور گویا کشتی طوفان میں پڑی ہوئی ہے۔ اس لئے اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق الٰہی اور مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ تاکہ کشتی طوفان سے نجات پاکر سلامت کنارے پر پہنچے۔ کوئی طریقت کے گرداب میں پھنس جاتا ہے کسی کو سُکر پیدا ہوتا ہے۔ کسی کو کشف و کرامات حاصل ہوتی ہیں۔ اور اُس کے لئے سدِّ راہ بنجاتی ہیں۔ کسی کو طَیر و سَیر حاصل ہوتا ہے۔ اور کسی کو حیرت و سُکر۔ کوئی طریقت میں حرارت سُکر سے سوختہ ہوکر مجذوب ہوجاتا ہے۔ کسی کے دِل میں وسوسے و خطرات و خرطوم شیطان پیدا ہوجاتے ہیں۔ کوئی دیوانہ و بیہوش ہوکر گھر بار اور تمام خلق سے بیزار ہوجاتا ہے۔ اور تارکُ الصَّلٰوۃ بن جاتا ہے۔ کوئی جذبۂ جلالی یا جمالی میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ بعض جذبِ طریقت سے دیوانہ ہوکر دریا میں غرق ہوکر مرگئے ہیں بعض درخت کے نیچے سوکر مرگئے ہیں۔ بعضے جنگل میں جاکر فاقہ سے مرگئے ہیں۔ سُکرِ طریقت کی آگ طالب اللہ پر ایسی غالب ہوتی ہے۔ کہ شب کو اُسے نیند تک نہیں آتی۔ اور ہر وقت بے آرام و بیقرار رہتا ہے۔ خاکساری، دلق پوشی، ذکر قلبی وغیرہ حاصل ہوتی ہے +

طریقت میں دو باتیں ہیں۔ یا تو طالب شرک و استدراج میں پڑکر گمراہ ہوجاتا اور اپنی گردن میں لعنت کا طوق ڈال لیتا ہے یا مقام عبودیّت و الوہیّت میں پہنچ کر وصال و استغراق حاصل کرتا ہے +

فقیر کو چاہئے کہ طریقت میں عیش و عشرت و آرام کی توقع نہ رکھے۔ اگرچہ طالب مدتوں تک محنت و مشقت اُٹھاتا رہے۔ اگر مرشد کامل و مکمل ہو تو چشم زدن میں حال و احوال اور طریقت کی منزلوں سے نکال دیتا ہے۔ مقام حقیقت ادب ہے۔ ہمیشہ خدائے تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے یہی وصال ہے دلجمعی سے بسر کرے۔ اور اُس کے فضل و کرم کا متوقع رہے۔ اس کے فضل و کرم سے تمام مقامات کشادہ اور سہل ہوجاتے ہیں۔ اور پھر کسی چیز کی بھی احتیاج نہیں رہتی۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس۔ اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّالْکُفْرُ بَاطِلٌ ؎

خاکسارے بہ بود آں خاکسار — فرض و سنت دائما ہم نگہدار
فرض بہ کہ آں بود باسی و پنج — فقر را ایں رہ بود با پنج گنج

طریقت میں رجوعات کُلّی ہوتی ہے۔ جیسے ملائک و انس و جن۔ زر و مال بلکہ بعض وقت

امتحاناً رجوعاتِ مطلق نہیں ہوتی۔ اس لئے ہزاروں طالب طریقت کی گرداب میں آکر ہلاک ہو گئے ہیں۔ ہزاروں سلامتی کے ساتھ پار ہو گئے ہیں محض خدائے تعالےٰ کے فضل وکرم اور فقرائے کاملین کی برکت سے مرشد کامل ہر وقت طالب کا معین اور مددگار رہتا ہے۔ اور مرشد ناقص ہمیشہ دنیائے مُردار کی فکر میں رہتا ہے۔ اس لئے وہ طالب کی مدد وامداد نہیں کرسکتا ہے

باہُو از رہبر بود حق رہنما
میرساند در بہ مجلس مُصطفےٰ

فقیر کو بے ریا اور عالم بے طمع اور غنی با سخا ہونا چاہئے۔ فقیر کے لئے صبر اور علماء کے لئے سخاوت اور بادشاہ کے لئے عدل اور حاکم کے لئے رشوت سے بچنا مشکل ہے جیسا کہ عوام کو خاص لوگوں کا کام اور خاص لوگوں کو عوام کا کام مشکل ہے۔ فقر خاص اور دنیا عام ہے۔ اگر خاصانِ خدا کو زر و مال اور تمام دنیا کی حکومت دو ہرگز قبول نہ کرینگے۔ اور عوام کو فقر و فاقہ و مراتب غوث وقطب دو کبھی اختیار نہ کرینگے۔ خدائے تعالےٰ نے اس کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں ہے) حالانکہ اُس نے سب کو بلا کسی خصوصیت کے اپنی عبادت ومعرفت حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا تھا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (ہم نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا۔ مگر صرف اس لئے کہ وہ ہماری عبادت کریں) اہل عبادت مبتدی اور اہل معرفت منتہی ہیں۔ مبتدی منتہی کے حال سے کیونکر واقف ہو سکتا ہے +

اسی طرح شریعت کی بھی دو حالتیں ہیں :۔

اوّل اسلام ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ (میں بھی تمہاری طرح انسان ہی ہوں۔ مگر مجھے یہ خصوصیت ہے۔ کہ خدا کی طرف سے میرے پاس وحی آتی ہے +

دوم۔ احکام ہیں۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (ہمارا پیغمبر اپنے جی سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ وہ صرف ہماری وحی ہوتی ہے) +

یہی حال طریقت کا ہے۔ کہ اوّل طریقہ طے مراتب ہے۔ جب فقیر حقیقت کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اُسے حضور حاصل ہوتا ہے۔ اور مقام مشاہدہ میں وہ اَدب سے لب بستہ

وخاموش رہتا ہے ✦

معرفت کے بعد احکام شریعت ہیں۔ اور یہ مقام الہام ہے۔ کہ غیب سے ہاتف آواز دیتا ہے۔ اور شریعت کے بعد مقام طریقہ انعام وفضل ہے۔ جو مقام خاص الخاص ہے۔ اس کے بعد عشق توحید الہیٰ ہے۔ جو شخص اس مقام پر پہنچتا ہے۔ عارف باللہ واصل الی اللہ معارف صاحب عفو ہوتا ہے۔ یہ طریقہ وحدانیت ولانہایت ہے ۔

وحدت اندر وحدت اندر وحدت است

ہر کہ بیند غیر وحدت بُت پرست

چنانچہ مَاشَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ (جو چیز کہ تجھ کو خدا کی طرف سے ہٹا دے وہی تیرا بُت ہے) فرمایا ہے ✦

باہُوؒ فقر ایک دریائے عمیق ہے۔ اور وہ زہر قاتل سے بھرا ہوا ہے۔ جو شخص اس دریا میں پہنچتا ہے۔ اُس سے ہزاروں پیالے پیتا ہے۔ اگر مر گیا۔ تو جانو اُس نے شہادت کا درجہ پایا۔ اور اگر زندہ رہا تو مقام مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا طے کیا اور اپنے آپ کو خدا کو سونپا۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ (میں نے اپنا کام خدا کو سونپا) ✦

لطیفہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شریعت ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ طریقت ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حقیقت۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ معرفت ہیں۔ اور جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سر ہیں ✦

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صدق ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عدل ہیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جود وکرم۔ اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فقر ہیں ✦

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوا کی طرح ساتھ ہیں۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پانی کی طرح رقیق القلب ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آگ کی طرح گرم۔ اور تیز مزاج ہیں۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خاک کی طرح مُنکسر المزاج

چراغے را کہ ایزد بر فروزد   ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

دُنیا میں دونوں قومیں بے نیاز ہیں۔ فقرا و سلاطین۔ ان جیسی آزادی نہ کسی کو ہوئی نہ ہوگی۔ فقرا اس وجہ سے بے نیاز ہیں۔ کہ وہ بے نیاز کے ہمنشین ہوتے ہیں۔ اور سلاطین اس لئے بے نیاز ہوتے ہیں۔ کہ مال و زر کی محبت میں مست رہتے ہیں۔ جب اہل دوزخ فریاد کرینگے۔ اہل بہشت حور و قصور میں آرام کرتے ہونگے۔ مگر فقرائے طالب دیدار ایسی جزع و فزع اور فریاد کرینگے۔ کہ اہل بہشت اور اہل دوزخ دونوں حیران رہینگے۔ اور اُن کی فریاد حق تعالےٰ کی حضوری میں پہنچیگی۔ حکم ہوگا۔ کہ میں نے تم کو بہشت میں داخل کیا ہے۔ جس طرح اور اہل بہشت آرام میں ہیں تم بھی آرام کرو۔ اہل دیدار عرض کرینگے کہ خداوندا بہشت بھی ہمارے لئے دوزخ ہے۔ تیرے دیدار کی جدائی سے دل میں ایسی تپش ہو رہی ہے کہ اگر ہم آہ نکالیں تو تمام بہشت جل کر خاک ہو جائے۔ ہم لوگ دیدار کے مشتاق ہیں۔ بہشت ہم پر حرام ہے۔ دیدار کا حکم ہوگا۔ حق تعالےٰ فرمائیگا تم نے دیدار کے لئے بہت رنج اُٹھایا ہے۔ دیدار سے شرف حاصل کرو۔ میں دیدار سے دریغ نہ کروں گا۔ جب اہل دیدار کو دیدار حاصل ہوگا، سالہا سال مست پڑے رہینگے۔ فقرا کی مستی اسی دیدار کی مستی سے ہے ۰

نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو بیوہ عورت کی صورت میں دیکھا کہ وہ سر پر ایک رنگین چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ اُس کی پیٹھ جھکی ہوئی ہے۔ ایک ہاتھ حنا سے اور ایک خون سے رنگا ہوا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ اے ملعون تیری پیٹھ کیوں جھکی ہوئی ہے۔ کہنے لگی میں نے اپنے پسر کو مار ڈالا ہے۔ اس لئے میری پیٹھ جھکی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ رنگین چادر کیوں اوڑھی ہے کہنے لگی۔ نوجوان کو اپنے اوپر فریفتہ کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے اپنا ہاتھ خون سے کیوں رنگا ہے۔ اُس نے کہا میں نے اپنا شوہر مار ڈالا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ دوسرا ہاتھ حنا سے کیوں رنگا ہے۔ کہنے لگی۔ ابھی دوسرا شوہر کیا ہے۔ آپ تعجب میں ہوئے۔ کہنے لگی۔ یا رُوح اللہ! اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ اگر پدر کو مار ڈالوں۔ تو پسر مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ اور اگر پسر کو مار ڈالوں تو پدر مجھ پر عاشق ہو جاتا ہے۔ اور اگر ایک بھائی کو مار ڈالوں تو دوسرا بھائی عاشق ہو جاتا ہے۔ یا رُوح اللہ!

اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ میں نے ہزاروں شوہر مار ڈالے ہیں۔ اور کسی ایک پر ترس نہیں کھایا۔ مگر جو شخص کہ مرد تھا۔ اُس نے مجھے نہیں چاہا۔ اور جس نے مجھے چاہا۔ وہ مرد نہ تھا۔ جو کوئی مجھے چاہتا ہے۔ میں اُس کو نہیں چاہتی۔ اور جو مجھے نہیں چاہتا۔ میں اُس کو چاہتی ہوں۔

نقل ہے۔ کہ دنیا شیطان کا متاع ہے۔ جو شخص کہ شیطان کو چاہتا ہے۔ اُس سے شیطان کہتا ہے۔ کہ اپنا دین و ایمان مجھ کو دے۔ کہ دنیا میرا متاع ہے۔ جو کوئی دنیا کو چاہے اُسے چاہئے کہ میرے دین میں آجاوے۔ اور صاحب معصیت ہوجائے اور دین و ایمان سے پھر جائے۔

فقیر باہو کہتا ہے کہ دنیا کا مال و زر و اہل دُنیا کے اعمال۔ حج۔ زکوٰۃ۔ تلاوت قرآن۔ خیرات۔ مسئلہ مسائل۔ اور جو کچھ کہ عبادت ظاہری سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر اس سب کو جمع کرو۔ تو فقیر صاحب فقر و فاقہ و اہل عشق و محبت کی ایک سانس کے برابر نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سب معرض زوال میں ہے۔ اور دم فقیر لازوال۔ وہ لوگ مزدور اور فقر اہل حضور۔ فقر مذہب و ملت محمدی ہے۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور مذہب محمدی مومن کے لئے کاشتکاری ہے۔ کاشتکار اپنے کھیت میں جو کچھ بوتا ہے۔ فصل پر وہی کاٹتا ہے۔ اس لئے فرمایا گیا ہے۔ الدُّنیا مَزْرَعَۃُ الاٰخِرَۃِ اور اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ رافضی۔ خارجی۔ فاجر۔ فاسق۔ اہل بدعت کو مذہب سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مذہب حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر تارک دنیا اور طالب رب جلیل ہے۔ نہ طالب دنیائے ذلیل۔ کہتے ہیں کہ دینار و درم۔ زر و مال اور دُنیا پر مُہر لگا دی گئی۔ تو شیطان نے اُسے اُٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ اور دنیا سے کہنے لگا۔ جو کوئی تجھے دوست رکھیگا۔ وہ میرا بندہ ہے۔

اے عزیز! اگر مراتب باطنی حاصل کرنا اور خدائے تعالےٰ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ تو زر و مال اور درم و دینار کو جو کوہ قاف سے بھی زیادہ فزوں ہے۔ سر سے اتار ڈال اور اس دنیا کی حرص کا طوق گردن سے نکال ڈال۔ اور شیطان کے زمرے سے باہر آ۔ فقیر کو چاہئے کہ فقر و فاقہ پر جو فخر محمدی ہے ثابت قدم رہے۔ جو کوئی دُنیا کو اس طرح

تلاش کرے۔ جس طرح کتا ہڈی کو تلاش کرتا ہے۔ اُسے بندہ نہ کہنا چاہیئے۔ بلکہ وہ سگ ہے۔ کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّطَالِبُہَا کِلَابٌ دنیا ناپاک ہے اور اُس کے طالب کتے ہیں۔ اور جیفہ اُس مُردار و بدبُو دار شے کو کہتے ہیں۔ کہ اُسے نیچ قوم کے لوگ بھی نہ کھا سکیں۔ بلکہ کتے کوّے ہی اُس کو کھا سکتے ہیں۔ جو شخص کہ فقر میں قدم رکھے۔ اور مدتوں سے دنیا کا تارک بھی ہوگیا ہو۔ مگر اُس کے دل میں ابھی یہ خیال ہو کہ ہاں دنیا خوب ہے۔ معلوم ہُوا۔ کہ ابھی دنیا کی محبت اُس کے دل سے نہیں گئی +

نقل ہے کہ ایک صحابیؓ کی تنگدستی کا یہ حال تھا۔ کہ وہ اپنے گھر میں صرف ایک چادر رکھتے تھے۔ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلام کو جب اطلاع ہوئی۔ تو اُن سے آپ نے فرمایا۔ کہ تم چارسو درم لے جاؤ۔ اور خرچ کرو۔ ان حضرت نے اپنی بی بی صاحبہ سے ذکر کیا۔ ان کی بی بی صاحبہ کہنے لگیں۔ کہ دنیا دشمن سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ اور دشمن کو گھر میں نہیں لانا چاہیئے۔ صحابی بولے۔ اگر میں درم نہ لاؤں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہوگی۔ بی بی صاحبہ بولیں۔ اس نیت سے دوگانہ نماز ادا کرو کہ خدائے تعالےٰ دُنیا سے اُٹھا لے۔ تاکہ اُس کی نوبت ہی نہ آئے۔ اُن اصحابیؓ نے ایسا ہی کیا۔ اور اُن کی بی بی صاحبہ نے دُعا مانگی۔ اور دونوں جان بحق تسلیم ہوئے۔ مگر اس زمانہ میں دیکھنا چاہیئے۔ کہ دنیا کے لئے نماز دوگانہ پڑھا کرتے ہیں + ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

طالب مولےٰ کو راہ حق میں کچھ طمع نہ چاہیئے۔ جب سے جہان پیدا ہُوا ہے۔ ابلیس منتظر رہتا ہے کہ اُسے طمع کی آواز سنائی دے۔ جب اس کے کان میں طمع کی آواز پڑتی ہے۔ وہ نہایت خوش ہوکر خوشی کی نوبت بجاتا ہے +

نقل ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنی دختر کا نکاح کسی درویش کے ساتھ کر دیا۔ بادشاہ کی دختر درویش کے گھر میں آئی۔ اور اُس نے پیر سے موزے بھی نہیں اتارے تھے۔ کہ درویش نے جو کی روٹی لاکر بادشاہ کی دختر کے سامنے رکھ دی۔ دختر نے پُوچھا یہ کیسی روٹی ہے۔ درویش نے کہا کہ شب کو مجھے دو روٹیاں بہم

پہنچی تھیں۔ جس میں سے ہیں نے ایک کھالی۔ اور دوسری رکھ چھوڑی۔ جسے تمہارے سامنے لایا ہوں۔ وہ دختر یہ حال دیکھ کر رونے لگی۔ درویش نے کہا شاید تم اس وجہ سے روتی ہو۔ کہ جو کی روٹی تمہارے سامنے لا کر رکھدی یا تمہیں یہ خیال ہوا ہوگا۔ کہ میں ایسے فقیر کے گھر میں آئی جسے جو کی روٹی کے سوا اور میسر ہی نہیں۔ دختر نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ میں اس وجہ سے روتی ہوں کہ تو درویش نہیں ہے۔ تو نے کتنے کے برابر بھی توکل کر کے خدا پر بھروسہ نہ کیا اور صبح کے لئے روٹی رکھ چھوڑی۔ میں تم پر حرام ہوں۔ دختر نے بادشاہ سے کہا۔ کہ یہ درویش نہیں تھا۔ بلکہ دنیا کی حرص کے سبب سے درویشی اختیار کی۔ یہ مال کی طمع کر کے اُسے جمع کرتا ہے۔ اور خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ جن کا دل کہ خدائے تعالےٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اہل ابلیس ہیں۔ اس لئے کہا گیا ہے۔ اَلْبَخِیْلُ عَدُوٌّ اللّٰہِ (بخیل اللہ کا دشمن ہے) +

قیامت کے روز تمام اہل دنیا منکر ہو جائیں گے۔ اور کہنے لگیں گے۔ خداوندا جو کوئی فقیر ہمارے نزدیک آتا تھا۔ تیری راہ میں ہم مال صرف کرتے تھے۔ جس کسی سے کہ درویشوں کو خدائے تعالےٰ کچھ دلانا چاہتا ہے۔ تو سائل کے دل میں القا کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص کے پاس جا۔ وہ ہمارا خزانچی ہے، اور وہ دے بھی دیتا ہے۔ وہ گویا خدا کو دیتا ہے۔ اور فقرا کو بھی خدائے تعالےٰ ہی دلاتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ فلانے نے مجھ کو دیا۔ یا فلاں شخص کو میں نے دیا۔ تو یہ کہنا ناجائز ہے۔ خدائے تعالےٰ ہی سب کو دیتا اور دلاتا ہے +

سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کفن چور سے مُردوں کا حال دریافت کیا۔ اُس نے کہا یا سلطان! میں نے ایک ہزار قبریں کھولیں۔ اور ان کے مردوں کے کفن نکالے۔ مگر ان سب میں دو شخصوں کے سوا کسی کا منہ قبلے کی جانب نہ دیکھا۔ آپ نے کہا تو سچ کہتا ہے۔ وہ سب اہل دنیا ہونگے۔ جو شخص کہ دنیا کو دوست رکھے۔ اُس کا منہ قبلے کی طرف کبھی نہیں ہو سکتا۔ دنیا ہی اُس کا قبلہ ہے ؎

ترکِ دنیا رَاْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ
حُبِّ دنیا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ

دنیا سے منہ موڑنا تمام عبادت کی جڑ ہے۔ اور اُسے اختیار کرنا تمام گناہوں کی

جز ہے) +

فقیر کی چار قسمیں ہیں (۱) صاحب وطن (۲) صاحب باطن۔ جس کا دل اوّل آخر ایک ہوتا ہے (۳) صاحب معنٰے (۴) صاحب بطن +

اور چار قسمیں اور ہیں (۱) صاحب حیرت (۲) صاحب جرم وگریہ (۳) صاحب عشق۔ (۴) صاحب شوق وقلب وذکر وفکر و وحدت و وجد +

باب دہم

ذکر فنا فی اللہ بقا باللہ و ذکر فقر و اولیاء اللہ و ترک دنیا و ماسوے

ذکر اور علم دونوں اہل حضور کے لئے بے ادبی ہے۔ اور حضور بھی وحدانیت کی جدائی تاوقتیکہ وحدت اور توحید میں غرق نہ ہو جائے۔ اور وحدت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ ماسوے اللہ سے بیزار اور محبت میں فنا ہو کر علم اور ذکر کو فروگذاشت نہ کرے۔ لَذَّتُ الْاَفْکَارِ خَیْرٌ مِنْ لَذَّتِ الْاَذْکَارِ (لذّتِ فکر لذّت ذکر سے بہتر ہے) اور اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ۔ بعض سالک یا طالب یا مرشد محض وہم کے طور پر اپنے آپ کو مقامِ حضور میں جانتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ حضوری خدائے تعالےٰ سے دُور اور بیخبر ہوتا ہے۔ جس طرح کولھو کا بیل کہ اُس کی آنکھیں تو بندھی ہوتی ہیں۔ مگر پھرتے پھرتے وہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں نے بہت بڑی منزل طے کی ہوگی۔ مگر جب اس کی آنکھیں کھلتی ہیں تو جان لیتا ہے کہ وہیں اردگرد پھرتا رہا ہے ؎

باہُو بدآں گوید حضورش حق زدہ درش
حضورش آنکہ از خود خویش دورش

فقر میں تین حرف ہیں۔ فَ۔ قَ۔ رَ (فَ) سے فنا فی النفس اور (قَ) سے قُربِ قبر اور (رَ) سے روحانیت مراد ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ اگر بارہ ہزار صاحب دعوت و درود و وظائف و تسبیح خواں ایک جگہ مجتمع ہو جاویں تب بھی ذاکر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح بارہ ہزار ذاکر صاحب الہام

کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اور بارہ ہزار صاحب الہام وحضور کا مقابلہ صاحب مراقبہ واستغراق سے نہیں ہو سکتا۔ اور بارہ ہزار صاحب مراقبہ ایک صاحب فقر فنا فی اللہ کے برابر نہیں ہو سکتے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ۔ اور بارہ ہزار دفعہ ذکر لسانی کرنے سے ایک دفعہ ذکر قلبی بہتر ہے کہ قلب بھی اللہ کہے۔ اور اسی طرح ذکر قلبی سے ذکر روحی ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور ذکر روحی سے ذکر سری ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور اب ذکر سری پر فقر تمام ہو جاتا ہے۔ اس کا گناہ اور عبادت، خواب اور بیداری، اور مستی، اور ہوشیاری برابر ہو جاتی ہے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ۔ فقر حضوری کا یہ نشان ہے کہ اس مقام پر نہ ہوشیاری رہتی ہے۔ نہ مستی نہ درد نہ رنج نہ ذکر نہ فکر نہ مقام حضور پر سِرّ ھُوْ ہویدا ہوتا ہے۔ دیکھو جس جگہ بادشاہ ہوتا ہے۔ وہاں پر کوئی شور وغل نہیں ہو سکتا کیونکہ شور وغل اسے ناپسند ہوتا ہے۔ اسی طرح مقام ابدی میں نہ شور وغل نہ ذکر و فکر نہ نام وناموس۔ پس فقیر کو چاہئیے۔ کہ اگر کلام کرے تو ذکر اللہ کیا کرے یا خدا ورسول کا ذکر کرے یا اولیاء اللہ کا ذکر کرے۔ ورنہ خاموش رہے۔ اگر کوئی فقیر کی گردن اڑا دے تو منظور کرے۔ مگر اہل دنیا کے در پر دنیاوی غرض سے جانا منظور نہ کرے۔ اگر لوجہ اللہ ان کے در پر جائے۔ تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جو فقیر کہ دنیاوی غرض سے امراء وسلاطین کے دروازے پر جاتا ہے۔ اس کا یہ گناہ بجز اس کے ساقط نہیں ہو سکتا کہ اُسے گدھے پر سوار کرا کے شہر میں محلہ بہ محلہ کوچہ بکوچہ گشت کرا کر اعلان کریں۔ کہ یہ فقیر خدا تعالےٰ سے نا اُمید ہو کر زر وسیم کے لئے اہل دنیا کے دروازوں پر پریشان پھرا۔ فقیر کو چاہئیے۔ کہ خدائے تعالےٰ کے ساتھ اخلاص رکھے۔ دُنیا اور اہل دنیا کے ساتھ اخلاص نہ رکھے۔ ورنہ محض اسباب دنیا پر نظر پڑنے سے معرفت اور یقین اس سے سلب ہو جائیگا۔ اور اس کی فقیری باطل اور استدراج ہو جائیگی۔ نعوذ باللہ منہ +

دنیا کی مثال دریا کی ہے۔ اور اہل دنیا کی مثال مچھلی کی ہے۔ اور اہل علم کی مثال مرغابی کی ہے۔ کہ ہمیشہ پانی میں ہی رہتی ہے۔ اور کتنا ہی پانی ہو۔ مگر وہ اس سے تر اور سیراب نہیں ہوتی۔ اور فقیر کی مثال بگلہ کی ہے۔ کہ وہ دریا کے کنارے رہتا ہے۔ اور اپنی خوراک دریا میں سے نکال لاتا ہے۔ مگر دریا میں نہیں گھستا اور نہ اس میں غرق ہوتا ہے +

کہتے ہیں کہ ایک وزیر نے وزارت چھوڑ کر فقیری اختیار کی اور خلوص و اخلاص سے فقرا کے گروہ میں داخل ہو گیا۔ ایک روز بادشاہ وقت اُس کے نزدیک سے گذرا۔ تو اس نے وزیر سے پوچھا کہ تو نے وزارت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تجھے کیا حاصل ہؤا۔ جواب دیا مجھے پانچ چیزیں حاصل ہوئیں +

اوّل۔ یہ کہ جب تو بیٹھا رہتا تھا۔ میں تیرے روبرو دست بستہ کھڑا رہتا تھا۔ اور کبھی تو نے مجھ سے نہ کہا کہ تو بیٹھ جا۔ اور اب میں خدائے تعالےٰ کے روبرو چار زانو ہو کر یا دست بستہ کھڑا ہوتا ہوں۔ جن میں وہ مجھے دو دفعہ بیٹھنے کا حکم دیتا ہے +

دوم۔ یہ کہ جب تو سو جاتا تھا۔ تو میں تیری پاسبانی کرتا تھا۔ اور اب میں سوتا ہوں خدائے تعالےٰ میری پاسبانی کرتا ہے +

سوم۔ یہ کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھے نہیں کھلاتا تھا۔ اور اب خدا تعالےٰ مجھے کھلاتا ہے۔ اور خود نہیں کھاتا۔ اور ہر روز مجھے بحساب روزی دیتا ہے +

چہارم یہ کہ اگر تو مرجاتا تو لوگ مجھ سے حساب لیتے اور معاملات کی تحقیق کرتے اور خدا تعالےٰ حی قیوم ہے۔ اس لئے مجھے کسی غیر کا خوف نہیں ہے +

پنجم یہ کہ مجھے تیرے غیظ و غضب اور عتاب کا ہمیشہ خوف رہتا تھا۔ اور خدا تعالےٰ اپنے بندوں پر مہربان اور اُن کے خطا و قصور معاف کر دینے والا ہے +

حکایت۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے۔ اور شب کو نماز میں مشغول رہتے۔ ایک روز آپ کو نماز میں خطرات پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا۔ تلاش کرو۔ آج ہمارے گھر میں دنیا آئی ہے۔ خادموں نے عرض کی یا حضرت بارہ سال گزرتے ہیں۔ کہ ہم نے درم و دینار کی صورت نہیں دیکھی۔ اور نہ طعام کی لذتوں سے ہم نے اپنا شکم سیر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میری نماز میں خطرات پیدا ہونا دنیاوی علّت سے خالی نہیں ہے۔ خادموں نے جب مکان میں جھاڑو دی۔ تو آپ کے پلنگ کی پائینتی ایک خرما نکلا۔ خُدام نے وہ خرما آپ کے پاس لیجا کر پیش کیا۔ آپ فرمانے لگے جس شخص کے گھر میں اس قدر بھی متاع رہے۔ وہ بھی تاجر کا گھر ہے +

فقیر باہُو کہتا ہے۔ کہ فقیر چار قسم کے ہوتے ہیں:۔

اوّل وہ کہ ظاہر پریشان اور باطن آراستہ، جیسے حضرت خضر علیہ السلام +
دوم ظاہر آراستہ اور باطن پریشان، چنانچہ موسےٰ علیہ السلام +
سوم ظاہر و باطن آراستہ، جیسے کہ جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام +
چہارم ظاہر و باطن پریشان، جیسے کہ بلعم باعور +
پس فقیر کو چاہیئے۔ کہ اگر نفس دنیا کی طلب کرے۔ تو اُس سے کہدے کہ جا اہل دنیا کے دروازوں پر جا کر جوتیں کھا، اور در بدر پھر، ہر کس و ناکس سے سوال کر۔ ذلتیں اُٹھا جب کہ تو خدا تعالےٰ سے نا اُمید ہو گیا ہے تو تیری یہی سزا ہے۔ ورنہ اہل دنیا کے پاس نہ جا۔ اُن سے سوال نہ کر۔ اور اگر فقیر کے پاس اہل دنیا زیارت کے لئے آئیں تو انہیں اپنے پاس نہ آنے دے۔ اور اگر آئیں تو اُن سے کہے کہ تم اہل دنیا ہو۔ اپنے وجود کو کثافت سے پہلے پاک کر لو۔ اور حبِ دنیا دل سے نکال ڈالو۔ تو میرے نزدیک آؤ۔ اگر طالب صادق ہوگا فقیر کے کہنے پر عمل کریگا۔ اور فقیر کے پاس آکر فقیر تارک بنجائیگا۔ ورنہ اہل دنیا کو دیکھنے سے فقیر کے دل میں خطرات بد پیدا ہوتے ہیں۔ جو راہ فقر کے راہزن ہیں۔ نعوذ باللہ منہ +
نقل ہے کہ ایک درویش نے خلوت اختیار کی۔ اور ایک خرما اپنے پاس رکھ لیا۔ جب اُنہیں بھوک کا غلبہ ہوتا اور فقر و فاقہ سے تنگ آتے۔ تو اُس خرما کو دیگچہ میں ڈالکر جوش دیتے۔ اور اہل مجلس کو ایک ایک پیالہ پلا دیتے۔ اس کے پینے سے سب سیر ہو جاتے۔ پچاس سال تک وہ اسی طرح بسر کرتے رہے۔ اس کے بعد خرما صرف ہو چکا۔ اور درویش جاں بحق تسلیم ہوئے۔ مگر کسی سے سوال نہ کیا +
جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ طالب اللہ کو چاہیئے کہ تین چیزوں کا اخلاص محبت سے کام نہ لے۔ اوّل دُنیا کا۔ دوم اہل دنیا کا۔ سوم نفس کا۔ کہ اُس کی خواہش پوری کرنے میں التفات نہ کرے ؎

فقر دانی چیست دایم در لاہوت
فقر را بہتر بود ہر دم سکوت

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (اے پروردگار ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں)

امام باہلیؒ نے روایت نقل کی ہے۔ کہ جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ میری اُمت پر ایسا زمانہ بھی آئیگا۔ کہ بعض لوگ دن کو مسلمان ہونگے مگر شب کو کافر ہو جائینگے۔ یا شب کو اپنے بستروں پر مسلمان سوئینگے۔ اور صبح کو کافر ہو کر اُٹھیں گے۔ اِس لئے کہ اُن کی زبان پر ناگفتنی باتیں جاری رہینگی۔ جو کفر پہنچا دیجائینگی +

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ زمانہ میں وہ لوگ سلامتی سے رہینگے۔ جو کہ علمائے عامل کی مجلسوں میں بیٹھ کر کلام الٰہی و ذکر اللہ سنیں گے۔ اور اس پر عمل کرینگے۔ یہ لوگ کفر و شرک اور بد اعتقادی سے محفوظ رہینگے +

چنانچہ دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا ہے۔ کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ (دنیا میں اپنے قیام کو ایک غریب مسافر کی طرح سے جانو اور کہ کل تم قبر میں پڑے ہو گے) اور اسی طرح عَیْشُ الدُّنْیَا فَخْرُ الْکُفَّارِ (دنیا کا آرام کفار کا فخر ہے)۔ اور اَلدُّنْیَا سَوَادُ الْقَلْبِ (دنیا سے دل سیاہ ہو جاتا ہے) اور اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَا سِوَی الْمَحْبُوْبِ (عشق کی آگ محبوب کے سوا کسی کی یاد کو دل میں نہیں رہنے دیتی) وغیرہ آیا ہے ؎

شکر للہ شہید عاشق شد نمرد

جان خود را فنا فی اللہ بہ برد

ایک حدیث میں آپ نے فرمایا ہے۔ اَقْرَبُکُمْ مِنِّیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَجْوَعُکُمْ جُوْعًا وَتَفَکُّرًا (قیامت کے روز مجھ سے زیادہ قریب وہی ہوگا۔ جو تم میں سب سے زیادہ فقر و فاقے اور ذکر و فکر میں رہیگا) اسی طرح اَلْجُوْعُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ (بھوک عبادت کی مغز ہے) آیا ہے۔ مگر شرط یہ ہے۔ کہ ریاضت اور گرسنگی شرع شریف کے موافق ہو نہ یہ کہ خلاف شرع ریاضت و مشقت اُٹھا کر کفر اور بدعت و استدراج میں پڑ جائے۔ اگر کوئی خلاف شرع طریقہ سے زمین و آسمان اور چودہ طبق طے کر لے۔ تو بھی گمراہی اور ضلالت میں پڑا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ منہ +

حکایت۔ کوئی بزرگ ایک دن حق تعالےٰ سے مشغول تھے۔ ان کے قریب سے مسلمانوں کی ایک جماعت گذری۔ اُنھوں نے اُن سے پوچھا۔ صاحبان! کہاں جاتے ہو۔ کہا ہم لوگ جہاد میں جارہے ہیں۔ بزرگ کے نفس نے کہا۔

میں بھی اُن کے ساتھ جہاد میں جاؤں۔ اور غازی بنوں۔ بزرگ نے نفس سے کہا۔ میں تجھے خوب جانتا ہوں۔ تو مجھے دھوکا دینا چاہتا ہے۔ راستے کی محنت ومشقت سے تجھے کھانے کو خوب ملیگا۔ اور تو زیادہ عبادت کرنے سے بھی بچ جائیگا۔ اور خوب آرام سے شب کو سویا کریگا۔ نفس نے کہا۔ یہ کوئی نقصان کی بات نہیں ہے۔ مَیں غازی بنوں۔ بزرگ نے کہا تو دین کا دشمن ہے۔ تجھے غازی بننے سے کیا سروکار سچ کہ اس سے تیرا کیا مطلب ہے۔ نفس نے کہا میرا مطلب یہ ہے۔ کہ شب و روز فقر وفاقہ کی محنت اٹھاتا ہوں۔ عشق ومحبت اور ذکر وفکر کی تلوار سے دم بہ دم ساعت بہ ساعت مارا جاتا ہوں۔ بہتر ہے کہ ایک دفعہ کُفار کے مقابلہ میں شہید ہوکر ہمیشہ کے عذاب سے نجات پاؤں +

فقیر باھو کہتا ہے کہ ذرہ برابر محبت بھی حج۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ نماز۔ جہاد۔ اور تمام عبادات سے بہتر ہے۔ مگر اس محبت میں نیک نیتی۔ اخلاص۔ صدق۔ ثابت قدمی۔ راسخ الاعتقادی وغیرہ شرط ہے۔ کہ جس سے فقیر اپنے آپ کو عشق ومحبت کے ذریعہ سے کمال پر پہنچاوے۔ اور اپنے سینے کو انوار تجلیات سے پُر نور کرے۔ کیونکہ صاحب عشق و محبت کے دل ہزاروں اسرار سے روشن ہوتے ہیں +

ایک بزرگ نے کسی بزرگ کے پاس کچھ روپے روانہ کئے۔ اِن بزرگ نے کہا۔ کہ جس چیز کو خدائے تعالےٰ ناپسند رکھتا ہو۔ دوستوں کے پاس بھیجنا اس کے کیا معنی! ایسی شئے کو جسے خدائے تعالےٰ دوست نہیں رکھتا۔ تم نے ایسی شئے کو میرے نزدیک کیوں بھیجا۔ یہ کیا دوستی ہے؟ اس کے طالب تو بہت ملیں گے۔ ان کو دے دو +

پس فقیر کو چاہیئے کہ دُنیا اور اہل دنیا کی طرف بالکل التفات نہ کرے۔ کیونکہ اس کے دیکھنے سے دل سیاہ ہوتا ہے +

حکایت۔ ایک بزرگ صاحب عُزلت مُعتکف تھے۔ کہ بادشاہ وقت اُن کی زیارت کے لئے آیا۔ اور بہت سا زر ومال اُن کی نذر کیا۔ درویش نے کہا۔ اے دشمن خدا۔ یہ کیا کینہ ونفاق کا موقعہ تھا۔ جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ یہ زر ومال

میرے سامنے سے اٹھالو۔ اس کے طالب تمہیں اور بہت ملینگے۔ جو شخص خدا پر بھروسہ رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ (اے پیغمبر لوگوں سے کہدو۔ کہ دنیاوی متاع چند روزہ ہے) +

یہ فقیر باھو کہتا ہے کہ طالب دنیا دو علت سے خالی نہیں۔ یا منافق یا کافر یا ریا کار ہوگا۔ دنیا شیطان ہے اور طالبان دنیا شیاطین۔ دنیا فتنہ ہے اور طالبان دنیا فتنہ انگیز۔ دنیا نفاق ہے اور طالبان دنیا منافق۔ دنیا حیض و نفاس ہے۔ اور طالبانِ دنیا حائض و نفسار۔ دُنیا کذب ہے اور طالبان دنیا کذاب۔ دُنیا شرک ہے اور اس کے طالب مشرک۔ دُنیا لعنت ہے اور اس کے طالب ملعون۔ دُنیا خبث ہے اور اس کے طالب خبیث۔ دنیا کو وہی دوست رکھتا ہے۔ جو بیدین اور بے عقل ہوتا ہے۔ دُنیا جہل ہے اور اس کے طالب جاہل۔ دُنیا ایک فاحشہ ہے اور اہل دنیا اُس کے بیحیا شوہر کہ اُس کو ظاہر و باطن میں دوسرے کے پاس آراستہ دیکھتے ہیں۔ مگر حیا نہیں کرتے +

پس فقیر اس کو کہتے ہیں کہ مرد مذکر ہو نہ مُخَنَّث و دیوس۔ پس تمام عالم دنیا کے تابع اور اُس کا غلام ہے۔ مگر اہل اللہ پر وہ مطلق حرام ہے۔ جس کا دل حُبِّ دُنیا سے خالی ہوگا۔ محبت الہٰی سے پُر نور ہوگا۔ درویش صاحب شعور اور فقیر صاحب حضور کا یہ نشان ہے کہ اپنے دل میں دنیا کی محبت نہ رکھے۔ جو شخص کہ ہوا و شہوات نفسانی کو چھوڑ دے صاحب شوق ہے۔ اور جو دُنیا اور زر و مال کو چھوڑ دے۔ صاحبِ ذوق ہے۔ اور جو ماسوائے اللہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ صاحب اشتیاق ہے۔ جو شخص کہ ان تمام بلاؤں سے نکل جاتا ہے۔ عشق حق میں مُبتلا ہوتا ہے۔ ۵۔

چیست دنیا، دانی پُر درد و بلا
میکند از ذکر فکر حق جدا

دنیا کیا ہے۔ دوئی کا نام ہے۔ جو شخص کہ دوئی اختیار کرتا ہے شیطان کے زمرے میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے۔ جو شخص کہ خدائے تعالےٰ کو اپنا دوست بناتا ہے۔ شیطان اُس سے دشمنی کرتا ہے۔ اور جو شیطان اور دنیا کو اپنا دوست بناتا ہے۔ خدائے تعالےٰ سے وہ دشمنی کرتا ہے۔ پس معلوم ہوا۔ جو شخص کہ خواہ عالم ہو

یا جاہل دُنیا سے رغبت رکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی محبّت میں وہ جھوٹا ہے۔ اگر کسی کے پاس مرنے کے بعد ایک پیسہ بھی نکلے، تو بھی جاننا چاہئے۔ کہ وہ خدائے تعالےٰ کی محبّت میں جھوٹا تھا۔ قیامت کے روز اُسی پیسے کو گرم کرکے اُس کی پیشانی پر داغ دینگے۔ تاکہ سب کو معلوم رہے۔ کہ یہ شخص اہل دنیا میں سے ہے۔ جو روپے پیسے کو دوست رکھتا ہے۔ وہ خدائے تعالےٰ کو عزیز نہیں رکھتا۔ نعوذ باللہ منہ۔ فقیر کو چاہئے کہ ہرگز دنیا کی طرف توجہ نہ کرے اور اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا صَوْمٌ (دنیا کوئی دن ہے اور ہمارے لئے روزہ ہے) پر نظر رکھے ؎

واصلاں رابس بود نام خدا
روز و شب با عشق وحدت کبریا

رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو کچھ دشمنی اور عداوت کی دُنیا نے کی۔ اگر ابوجہل مفلس و فقیر ہوتا آپ کے تابع ہو جاتا۔ اسی طرح سے اگر یزید بھی مفلس و فقیر ہوتا تو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما شہید نہ ہوتے۔ بلکہ وہ خود ان کا تابع ہو جاتا۔ کیونکہ وہ سیّدۃُ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ کے صاحبزادے اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نواسے تھے پس ابوجہل اور یزید اہل دنیا تھے۔ نہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ۔ اور دنیا ہی اصحاب اور امامین کی قاتل ہوئی۔ دُنیا میں کوئی بزرگی اور شرافت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ قہر الٰہی اور اس کا طالب دشمن خدا ہے۔ دنیا بدعت اور کفر و الحاد اور دعوئے خدائی ہے۔ ابوجہل اور یزید کے پاس زر و سیم۔ خدم و حشم، گھوڑے، اونٹ، لشکر، خزانہ، اور تمام دنیاوی لوازم سب کچھ موجود تھے۔ اور جناب سرور کائناتؐ اور آپ کے اصحاب کے پاس بجائے دنیاوی لوازم کے فقر و فاقہ۔ صبر و شکر۔ ذکر و فکر۔ ذوق و شوق عشق و محبّت۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اور دیگر عبادت الٰہی تھی۔ ابوجہل اور یزید کے پاس نقارہ نوبت وغیرہ تھے۔ اور جناب سرور کائناتؐ اور آپ کے اصحابؓ کے پاس نعرۂ ذکر اللہ اور اذان کی نوبت تھی اور تمام ہفت اقلیم کی نوبت اور سلطنت فانی اور باطل ہے۔ اور دین محمدی کی سلطنت اور بادشاہی تاقیامت باقی ہے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ

اللہ بس ماسوے اللہ ہوس +

جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تین قسم کا لشکر تھا +

اوّل آپ کے اصحابؓ - دوم ملائکہ و ارواح - سوم آپ کو قوّت باطنی - مثلاً آپ کا خُلق اور علم و حلم اُس وقت جس کسی کو دین عزیز تھا - اُسے ابوجہل کتنا ہی زر و مال دیتا - مگر وہ دین حق کے سوا کچھ نہ قبول کرتا - اور اپنی جان راہ خدا اور آپ کی حمایتؐ میں تصدق کرتا - مگر منافقین اس نعمت سے محروم رہتے - مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَاۤ اِلٰی ھٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰی ھٰۤؤُلَاۤءِ (دونوں کے بیچ ادھر میں لٹکے ہوئے ہیں - نہ اِن کی طرف نہ ان کی طرف) +

جب جناب سرور کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسلام مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ مدینہ منوّرہ تشریف لیجانے لگے، تو آپ کے اصحابؓ نے جان و مال سے آپ کا ساتھ دیا - اور اپنے زر و مال سے کچھ دریغ نہ کیا - آپ کا ساتھ دینے میں نہ اُنہیں اعزہ و اقارب کی کچھ محبت اور نہ اپنی زمین و جائداد کی کچھ اُلفت رہی - وہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر آپ کے ہمراہ چلے گئے - اُس وقت جو کوئی آپ سے جُدا ہوتا یا مخالفت کرتا تھا - وہ محض دُنیا کی وجہ سے مخالفت کرتا تھا - چنانچہ پروردگار عالم نے تمام لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے مِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ (تم میں سے بعض ایسے ہیں - جو دُنیا چاہتے ہیں اور بعض دین چاہتے ہیں) اور دوسری جگہ فرمایا ہے - وَاَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ ھِیَ الْمَاْوٰی (جو شخص کہ سرکشی کر کے دُنیا کو آخرت پر ترجیح دے تو اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے) +

جناب سرور کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے - لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (تم میں سے کسی کا ایمان کامل نہ ہوگا تاوقتیکہ میں اُس کے نزدیک، اُس کی اولاد، اُس کے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہو جاؤں) +

اہل دین اُسے کہتے ہیں - کہ مال و زر کے پیچھے اپنے دین کو فروخت نہ کرے - اگر کوئی دنیا و مافیہا کی بادشاہی اور سلطنت دے - تو بھی اُس کی طرف رُخ نہ کرے - کیونکہ

دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان سے فائق وبرتر ہے۔ اور دونوں جہان اُس کی تصدیق۔ بلکہ دونوں جہان کلمہ طیبّہ کے بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ کلمہ طیبہ دونوں جہان سے بالاتر ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ زمین وآسمان عرش وکرسی۔ لوح محفوظ اور ماہ سے ماہی تک تمام ذکرالٰہی میں رہتے ہیں ؎

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بر دلِ مومن نوشت
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ شد لسان اہل بہشت

حضرت آدم علیہ السّلام اور حضرت نوح علیہ السّلام کے درمیان دو ہزار بائیس سال کا فاصلہ تھا۔ اور نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام تک ایک ہزار کا فاصلہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پانچ سو ستر سال کا عرصہ ہؤا۔ اور داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت موسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک ہزار پانچ سو تاسی سال کا اور حضرت موسےٰ علیہ لصلوٰۃ والسّلام سے حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تک ایک سو برس کا۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام تک چھ سو برس کا عرصہ ہؤا۔ جملہ پانچ ہزار نو سو اُناسی سال ہوئے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا تولد ہؤا۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین +

اب آپ پر رسالت ختم ہوگئی۔ اور ولایت تا ابدالآباد باقی رہیگی۔ جناب سرور کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

اَبْدَالُ اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِیَۃَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ مَامَاتَ وَاحِدٌ مِنْھُمْ اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ اٰخَرَ (یعنی میری امت میں ہمیشہ چالیس ابدال رہا کرینگے۔ بائیس ملک شام میں اور اٹھارہ عراق میں ان میں سے جب کوئی مرجائیگا۔ تو خدائے تعالےٰ اس کی جگہ پر دوسرے شخص کو قائم کردیگا +

اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنجناب نے فرمایا ہے کہ زمین میں تین سو آدمی ہونگے۔ کہ اُن کے دل حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہونگے اور چالیس آدمی ایسے ہونگے۔ کہ اُن کے دل حضرت موسےٰ علیہ السلام جیسے ہونگے۔

اور سات شخص ایسے ہونگے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے ہونگے۔ اور پانچ شخص ایسے ہونگے کہ جن کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسے ہونگے۔ اور تین شخصوں کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام جیسے اور ایک شخص کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام جیسا ہوگا۔ جب یہ ایک فوت ہو جائیگا۔ تو ان تین میں سے ایک اس کی جگہ پر آئیگا۔ اور جب ان تین میں سے ایک فوت ہوگا۔ تو پانچ میں سے ایک اس کی جگہ پر آئیگا۔ اور جب ان پانچ میں سے ایک فوت ہو جائیگا۔ تو ان سات میں سے ایک اس کی جگہ پر آئیگا۔ اسی طرح جب سات میں سے کوئی مریگا۔ تو چالیس میں سے ایک اس کی جگہ پر آئیگا۔ اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائیگا۔ تو تین سو میں سے ایک اس کا جانشین ہو گا۔ اسی طرح تین سو میں سے جب کوئی کم ہوگا تو عام مسلمانوں میں سے جسے خدا تعالےٰ چاہے اس کا قائمقام کر دیگا۔ اور ان تین سو میں کبھی کمی نہ ہوگی۔ کہ خدا تعالےٰ اُسے پورا کر دیگا۔ اور قیامت تک ان کی تعداد اسی طرح پوری ہوتی رہیگی۔ خدا تعالےٰ ان کی وجہ سے بہت سی مصیبتوں اور بلاؤں کو دُور کریگا۔

تفسیر اسرار الفاتحہ میں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا۔ کہ اے محمدؐ میں نے تمہارے باپ آدم سے پہلے بھی آدم پیدا کیا تھا۔ جس کی عمر ایک ہزار سال کی تھی۔ اس کے بعد پندرہ ہزار آدم اور پیدا کئے جن میں سے ہر ایک کو میں نے دس دس ہزار سال کی عمر دی تھی۔ ان کے بعد میں نے تمہارے باپ آدمؑ کو پیدا کیا +

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رابعہ بصری علیہما الرحمۃ ایک جگہ جمع تھے اور صدق کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ نے فرمایا لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی ضَرْبِ مَوْلَاہُ (یعنی جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم پر صبر نہ کر سکے۔ وہ شخص اپنے دعوےٰ میں صادق نہیں) +

حضرت رابعہ بصری علیہ الرحمۃ نے کہا۔ اس قول میں کچھ خودی کی بو آتی ہے۔ اس سے زیادہ عمدہ لفظوں میں بیان کرنا چاہئے +

حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ لَیْسَ بِصَادِقٍ فِیْ دَعْوَاہُ مَنْ لَّمْ

يَتَلَذَّذُ عَلٰى ضَرْبِ مَوْلَاهُ (یعنی جو شخص کہ اپنے مولا کے زخم سے محظوظ نہ ہو۔ وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں) +

حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے کہا۔ اس سے عالی مضمون میں کہنا چاہئے کیونکہ اس میں بھی خودی کی بُو آتی ہے +

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ بولے۔ لَيْسَ بِصَادِقٍ فِيْ دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ يَضْرِبْ فِيْ مُشَاهَدَةِ مَوْلَاهُ (یعنی جو شخص کہ اپنے مولا سے زخم پانے پر شکرگزاری نہ کرے وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں) +

حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ بولیں۔ لَيْسَ بِصَادِقٍ فِيْ دَعْوَاهُ مَنْ لَمْ يَضْرِبْ فِيْ مُشَاهَدَةِ مَوْلَاهُ (یعنی جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی خودی کو نہ بھول جائے اور توحید میں غرق نہ ہو جائے وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں) +

فقیر باھو کہتا ہے۔ کہ جو شخص مولا کے مشاہدہ میں اپنی خودی کو نہ بھول جائے اور توحید میں غرق نہ ہو جائے۔ وہ اپنے دعوے میں صادق نہیں +

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ امام المسلمین حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے حکم دیا کہ تاش کو صاف کر کے اس میں شہد بھر لاؤ اور شہد پر ایک بال رکھ لاؤ۔ خادم حکم بجا لایا۔ آپ نے اپنے دوستوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ آپ ان تینوں چیزوں کی تاویل بیان کریں +

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدائے تعالےٰ کی بہشت اس تاش سے زیادہ روشن اور صاف اور اس کی نعمتیں شہد سے زیادہ شیریں اور پلصراط سے گذر جانا بال سے زیادہ باریک ہے +

اس کے بعد ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اسلام اس تاش سے زیادہ روشن اور اہل اسلام ہوتا شہد سے زیادہ شیریں اور اسلام کی حفاظت کرنی بال سے زیادہ باریک ہے +

اس کے بعد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ علم دین اس تاش سے زیادہ روشن اور مسائل فقہ شہد سے زیادہ شیریں۔ اور اُن کی باریکیاں بال سے زیادہ باریک

ہیں +

اس کے بعد آپ کے خادم نے کہا، مہمانوں کا منہ اس تاش سے زیادہ روشن اور ان کی خدمت کرنی شہد سے زیادہ شیریں اور ان کا دل خوش رکھنا بال سے زیادہ باریک ہے +

فقیر باھو کہتا ہے کہ بہشت کی نعمتیں کھانا خرِ نفس کا کام ہے۔ علم پر عمل نہ کرنا بے خبر اور ناواقف کا کام ہے۔ اور مہمان کا منہ دیکھنا پُرخطر ہے۔ اور بے محنت محبت حق میں پہنچنا زہے۔ اور اسلام میں تصدیق کے قدم رکھنے میں ریا کا بھی خوف ہے۔ اور برزخ اسم اللہ اُس تاش سے زیادہ روشن اور لذت مشاہدہ شہد سے زیادہ شیریں اور فنا فی اللہ اور وحدانیت میں غرق ہونا۔ اور خودی سے نکلنا اور نفس کو مارنا بال سے زیادہ باریک ہے ۵

عاقبت بکار باید کار کار دوست
معرفت را مغز باید نہ شاید پوست

چنانچہ ایک روز خدائے تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ عبادت ایسی کرنی چاہیئے۔ جو کہ ہماری درگاہ کے لائق ہو۔ اے موسےٰ ہمارے لئے تم کیا کام کر رہے ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اے پروردگار نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ خیر۔ خیرات۔ پروردگار عالم نے فرمایا۔ اے موسےٰ یہ تمام عبادت تم نے اپنے نفس کی راحت اور بہشت کی لذتوں سے آسائش اور عذاب دوزخ سے نجات پانے کی غرض سے کیں۔ حضرت موسےٰ علیٰ نبیّنا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی۔ خداوندا! تیری خاص عبادت کیا ہے۔ خداوند کریم نے فرمایا۔ میری خاص عبادت میری محبّت اور صدق و اخلاص کے ساتھ میرا ذکر کرنا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (وہ لوگ جو ہمیشہ اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت خدا ہی کو یاد کیا کرتے ہیں) +

لوگوں کو مسئلہ مسائل کی طرف جس قدر توجّہ ہوتی ہے۔ عمل کی طرف اتنی توجہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ مسئلہ مسائل سے لوگوں کے دلوں میں ان کی وقعت زیادہ ہوتی ہے۔ اور دنیا بھی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ اور عمل اور ذکر خفی شمشیر کی طرح ہے۔ جو نفس کو

زیر کرتی ہے ؎

رہے چیست یعنی خود فنا　　　　از علم خود میشو د کبر و ریا

اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (حسد نیکیوں کو اس طرح مٹاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا کر خاک کرتی ہے)۔

باھو، وہ کیا چیز ہے کہ وہ دونوں جہان میں سب سے بہتر اور افضل ہے۔ اور عموماً لوگ اس سے غافل اور بے خبر ہیں۔ وہ علم باعمل ہے جس سے معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔ یہ علم توحید باریتعالیٰ میں پہنچاتا ہے جس سے ہر وقت ذکر پاس انفاس اور حق الیقین خاص الخاص اور مقام لاہوت اور فنا فی اللہ میں غرق و استغراق اور فیضان الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ فیضان الٰہی سے فقیر شریعت محمدیؐ میں ہوشیار اور صاحب معرفت۔ صاحب علم۔ صاحب توحید۔ صاحب شکر۔ صاحب عشق و محبت۔ صاحب فنا و وحدت و محقق طالب رضا ہو جاتا ہے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس ؎

علم کثیر آمد و عمرت قصیر

آنچہ ضروری است بآں شغل گیر

جب طالب دیکھے کہ اُس کے ذکر و فکر سے راہ باطن اس پر روشن نہیں ہوتی۔ اور جس کے پاس جاتا ہے۔ اُس پر اسے اعتقاد نہیں ہوتا۔ اُسے چاہئے۔ کہ اول شب یا نیم شب کو یا آخر شب کو کسی درویش زندہ قلب یا غوث و قطب یا فقیر باھو کی قبر پر آکر قبر کی پائینتی سوار ہو۔ جس طرح سے گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں۔ اور قرآن مجید سے جو کچھ یاد پڑھے۔ قبر اُسے براق کی طرح مجلس محمدیؐ میں پہنچا دیگی۔ یا غرق توحید کردیگی۔ بشرطیکہ یہ شدنی امر ہو۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ (جب کسی امر میں حیران رہجاؤ۔ تو اہل قبور سے مدد چاہو) اور اگر طالب قبر پر آنے سے خوف کرے۔ تو جاننا چاہئے کہ وہ طالب صادق نہیں ہے۔ اسے ابھی اپنی جان کی محبت ہے ؎

جانے بدہ خوش جام نوش　　　تا گویم بشنوی اے دل بگوش

مرشد مادر و پدر سے زیادہ مہربان اور محرم اسرار ہوتا ہے۔ وہ طالب کے لئے تیغ کا حکم رکھتا ہے۔ جو طالب کہ اپنے نفس کی گردن اُڑانا چاہتا ہو۔ اولے اپنے ہاتھ سے

ذبح ہونا چاہتا ہو۔ اُسے چاہیئے۔ کہ مرشد کے پاس آئے۔ مرشد طالب کے حق میں گویا ملک الموت ہوتا ہے۔ جسے اپنی جان کا کچھ خوف نہ ہو۔ اُسے چاہئے کہ مرشد کے پاس آئے۔ جسے فقر و فاقہ، عشق و محبت کی آگ میں اپنے نفس کافر کو جلانا منظور ہو۔ وہ مرشد کے پاس آئے۔ جو شخص کہ خلوص و اخلاص کے ساتھ مرشد کے پاس آئے۔ اُسے چاہئے کہ اس کی محبت پر نظر رکھے نہ کہ اُس کی نیکی بدی پر۔ کیونکہ نیکی بدی کو دیکھنا جاسوس کا کام ہے۔ طالب کو اس سے کیا سروکار +

نقل ہے کہ کسی بزرگ کے ایک ہزار طالب ذی مراتب تھے۔ جو دریا پر مصلا بچھا کر نماز پڑھا کرتے۔ کسی نے ان بزرگ سے پوچھا۔ کہ آپ کے ان طالبوں میں سے صاحب اعتقاد کتنے ہیں۔ ان بزرگ نے جواب دیا۔ کہ آپ اُنہیں کے پاس جا کر اس بات کی تحقیقات کر آیئے۔ اُنہوں نے تحقیق کر کے ان بزرگ سے کہا۔ کہ ایک ہزار میں سے صرف چالیس طالب صاحب اعتقاد معلوم ہوتے ہیں۔ ان بزرگ نے کہا۔ کہ چالیس میں سے کتنے اُنہوں نے کہا بیس۔ کہا بیس میں سے کتنے۔ انہوں نے کہا بیس میں سے دس۔ کہا دس میں سے۔ کہا دس میں سے پانچ۔ کہا پانچ میں سے۔ کہا پانچ میں سے دو۔ اور یہ دو ایسے ہیں۔ کہ دنیا میں ایسے طالب کم ہوتے ہیں۔ اُن بزرگ نے کہا۔ تم نے ایسے طالب نہیں دیکھے ہونگے۔ میرے لئے یہ دو طالب بس ہیں +

فقیر باہو کہتا ہے۔ کہ طالب لائق سرِ اسرار بہت کم ہوتے ہیں۔ اس زمانہ کے طالبوں کو قرار نہیں ہے۔ دنیا کے سبب سے وہ فرار ہو جاتے ہیں جس طرح سے مرشد طامع اور حریص کثرت سے ہوتے ہیں۔ اسی طرح طالب صادق ہزار میں سے ایک ہوتا ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (خدا کی پیروی کرو اور رسولؐ کی اور صاحب امر کی) مرشد کامل کا حکم گویا خدائے تعالےٰ کا حکم ہوتا ہے۔ کہ اُس کے ذریعہ سے قضا الٰہی جاری ہوتی ہے۔ اور طالب اُس کے حکم کا فرمانبردار کہ عشق و محبت سے سوختہ ہو کر ہمیشہ کباب ہوتا ہے۔ مرشد کامل دریا کے مثل اور طالب اس کی موج ہوتا ہے۔ نہ موج دریا سے اور نہ دریا سے موج جدا ہوتا ہے۔ طالب فنا فی الشیخ کا یہی حال ہے۔ مرشد گویا چشم اور طالب اس کی نظر ہے۔ کہ نظر آنکھ سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔ علم بمنزلہ شہد کے اور فقر بمنزلہ شہادت کے ہے۔ اور صرف علم میں کھانا

پینا پہننا اوڑھنا آرام و آسائش سے رہنا ہے۔ علم میں زبان چلانا اور فقر میں اپنی جان گھلانا ہے ۔

علم تو گر ترا نہ بستاند　　جہل ازاں بہ بود بسیار

علم رستگاری اور جہل معصیت و خواری اور فقر دریائے جاری ہے۔ جہل کا خریدار شیطان اور جوہر علم کا شناسا رحمٰن ہے۔ اور جوہر فقر کا مقام لامکان۔ اور جوہر حیوانیت کھانا پینا اور دلجمعی ہے +

فقیر باہو کہتا ہے۔ جوہر علم زبان پر رہتا اور جوہر فقر سینہ میں رہتا ہے۔ اور جہل سے دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ +

فقیر کے لئے ایک (الف) چاہئے۔ چار (ب) چاہئیں۔ اوّل برکت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ دوّم بنائے اسلام۔ سوّم بدی سے اجتناب و پرہیز۔ چہارم نفس و ہوا اور خواہشات کو بند رکھنا۔ اور سات (ت) چاہئیں:۔

اوّل (ت) ترک دنیا۔ دوّم (ت) توکل۔ سوم (ت) تکبیر تحریمہ۔ چہارم (ت) تواضع۔ پنجم (ت) تسلیم۔ ششم (ت) ترک تکبر و غرور۔ ہفتم (ت) تیاری موت۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوس +

اگر دنیا میں علمائے عامل اور فقرائے کامل نہ ہوتے۔ تو لڑکے محض لہو و لعب کھیل کود میں۔ اور جوان کبر و غرور و مستی میں اور بوڑھے غیبت اور چغل خوری میں مبتلا رہتے چاہئے کہ زیادہ گوئی اور خصوصاً بدگوئی سے اور مستی اور خواہش نفسانی سے خاموش رہے +

ذکر قلبی جوش فقر ہے۔ اور صبر خون نوشی ہے۔ ہوشیار رہے۔ نہ تو بالکل بیہوش ہو جائے۔ اور خود فروش بنجائے۔ فقیر کو دریا نوش ہونا چاہئے (یعنی متحمل اور بُردبار) اگرچہ شکر ہجر کی وجہ سے ہو، شور نہ کرے۔ خاموش رہے۔ اللہ بس ماسوے اللہ ہوس +

بعونہ تعالیٰ ترجمہ کتاب عین الفقر تصنیف لطیف حضرت سلطان العارفین
برہان الواصلین افسر العاشقین افضل الفقرا والمساکین
حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ وقت سعید
باتمام رسید بمنہ وکرمہ +

خاتمۂ کتاب از مترجم

حضرت سلطان باھو علیہ الرحمۃ نے اپنی اس کتاب عین الفقر میں یہ بات بتائی ہے کہ فقیری کا اصل اصول نفس کشی ہے۔ جسے انہوں نے اپنی اس کتاب اور دیگر رسالوں کے ہر ایک حصے اور مقام میں مختلف عنوان اور طریقہ سے بیان کیا ہے۔ اور حقیقت بات بھی یہی ہے۔ کہ نفس ہی حصول کمال کا دارومدار ہے حکما اور فقرا کو نفس کی تہذیب و ترتیب سے زیادہ خصوصیت ہے۔ اور ان دونوں فریق نے اسے درجہ کمال پر پہنچانے میں بہت کوشش کی ہے ؛

مگر اول الذکر کو آخر الذکر کے مقابلہ میں کچھ بھی نسبت نہیں۔ فقرا نے شریعت غرا کے پیرو ہو کر تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن میں بہت مبالغہ کر کے مراتب عالیہ حاصل کئے اور اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی کے مصداق بنے رہے ؛

گو حکما نے بھی تہذیب نفس اور تزکیۂ باطن میں کچھ حصہ لیا ہے۔ مگر ایک بالکل آزادانہ طریق سے ، جس سے وہ کفر و الحاد میں بھی پڑ گئے اور مبداء فیاض کے فیض سے محروم رہے ؛

مجھے اس وقت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت یاد آئی۔ کہ آپ کا ایک ملحد گروہ سے سامنا ہو گیا۔ جو وجود باری تعالے منکر ہونے کے علاوہ آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ ذرا ٹھیر جاؤ۔ میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا وہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسی کشتی کی نسبت کیا کہتے ہو۔ جو دریا میں خود بخود جا رہی ہو۔ انہوں نے کہا ممکن نہیں کہ کشتی خود بخود دریا میں چلے۔ تو آپ نے فرمایا۔ بیشک تم سچ کہتے ہو۔ مگر کیا یہ تمام عالم ایک چھوٹی سی کشتی سے بھی گیا گزرا ہوا کہ بے خدا کے چل رہا ہے۔ اس بڑے بھاری جہاز کا بھی کوئی ناخدا ضرور ہے۔ یہ بات سنتے ہی وہ لوگ حیران ہو کر بالکل لاجواب ہو گئے۔ اور اپنے ارادے سے باز آئے ؛

فقرا سے میری یا مصنف علیہ الرحمۃ کی مراد وہ لوگ نہیں۔ جو دربدر مانگتے پھرتے

یا اپنے مکروفریب سے خلق اللہ کو دام تزویر میں لاتے ہیں۔ بلکہ فقرا سے وہ اولیائے عظام مراد ہیں۔ جو شریعت کے سچے پیرو اور دین حق کے اعلےٰ نمونہ ہوتے ہیں خدائے تعالےٰ انہیں دین حق کی مُعاونت اور مدد کے لئے پیدا کرتا ہے۔ وہ خود بھی نیک راہ اختیار کرتے اور خلق اللہ کو بھی اسی طرف بُلاتے ہیں۔ اسلام نے علمائے عامل اور فقرائے کامل ہی سے ترقی کی ہے۔ اور کرتا رہیگا۔ کیونکہ خداوند کریم نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ اُس کے نیک بندے کم یا زیادہ ہمیشہ ہر جگہ موجود رہتے ہیں۔ جو دین حق کے حامی ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنی ظاہری باطنی تمام قوت اُسی کی محبت حمایت میں صرف کیا کرتے ہیں۔ فرط محبت سے ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ کوئی بُرا کہے تو کہا کرے انہیں اس کی پرواہ نہیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی یہی حالت تھی۔ کہ جب وہ اسلام سے مشرّف ہوئے۔ تو گویا انہوں نے اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں فروخت کر دیا۔ ابتدائے اسلام میں اُنہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں جن کی برداشت ہر ایک انسانی طاقت نہیں کر سکتی۔ مگر حُبِّ اسلامی نے اُن پر ایسا قابو کیا تھا کہ وہ اپنے نفسوں کو مار کر بےنفس ہو گئے تھے۔ اگر ان کا نفس ہوتا۔ تو وہ کسی کے کہے کا بُرا مانتے۔ اس کے تکلیف دینے سے ایذا پاتے۔ ان تکالیف و مصائب کے بیان کرنے کے لئے دفتر چاہئے ۔

جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک چہیتے خادم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی (کیسی کے غلام تھے) یہ کیفیت تھی۔ کہ اسلام لانے کے بعد ان کا آقا ان کی مشکیں باندھ کر جلتے پتھر پر ڈال دیتا تھا۔ اور مار مار کر اُن سے کہتا تو بتوں سے بداعتقاد ہو گیا ہے۔ تو اپنی بداعتقادی سے باز آ۔ مگر وہ یہی کہتے اَحَدْ اَحَدْ نہیں نہیں۔ خدا ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ آخر کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ تکلیف نہ دیکھی گئی۔ اور اُنہوں نے اُس کے آقا کو روپیہ دیکر صرف خرید ہی نہیں لیا۔ بلکہ اُنہیں آزاد کر دیا۔ اور اب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ جس سے آپ نے اذان دینے کی خدمت پر انہیں خصوصیت کے ساتھ مقرر کیا۔ مجھے ان کے متعلق

ایک اور قصہ یاد آیا وہ یہ کہ اُن کی زبان کسی قدر صاف نہ تھی۔ اس لئے اذان میں
اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ کو اَسْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ کہا کرتے تھے۔ ایک روز صبح کی اذان کے
وقت ایک صحابی رضؓ بولے۔ کہ یہ ہمیشہ اذان میں ش (بالنقط) کو س بے نقط کہا کرتے ہیں
آج میں اذان دونگا۔ اس لئے یہ صحابی اذان دینے کی غرض سے منارے پر دو تین دفعہ گئے
مگر اُنہیں وقت ہی نہ معلوم ہؤا۔ اور اذان دینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آخر کو حضرت
بلال رضی اللہ عنہ نے ہی جا کر اُس طرز پر جس کے وہ عادی تھے اذان کہی۔ ان صحابی رضؓ
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمہاری ش سے اس کی س (بے نقط)
خدا تعالےٰ کو زیادہ پسند ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت ان کے خلوص و
اِخلاص کی وجہ سے حاصل ہوئی +

اسی طرح مجھے ایک اور قصہ یاد آیا۔ جو صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ کہ ایک صحابی
اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتے۔ اور ہمیشہ نماز میں پانچوں وقت قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
اس میں توحید و صفات کا ذکر ہے) لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں ان کی شکایت کی۔ کہ یہ ہمیشہ نماز میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ہی پڑھا کرتے ہیں۔ اور
کوئی سورہ پڑھنا جانتے ہی نہیں۔ آپ ان کے پاس تشریف لیگئے۔ اور اُن سے فرمایا
کہ تم اپنے دوستوں کا کہا کیوں نہیں مانتے۔ اُنھوں نے عرض کی یا رسول اللہ فداک روحی
وَ اُمّی وَ اَبِی۔ میں کیا فرق کروں۔ مجھے اس سورۃ سے اُنسیت ہے۔ آپ نے اُنہیں
معذور رکھا۔ اور فرمایا حُبُّکَ اِیَّاہُ یُدْخِلُ الْجَنَّۃَ (اس سورۃ سے تمہاری اُنسیت
تمہیں جنت میں لیجائیگی) اور لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا۔ کہ اُنہیں اس سورۃ سے محبت
ہے۔ بہرحال جس نے جو کچھ مراتب پائے۔ وہ محض خلوص و اخلاص اور محبت سے
حاصل کئے +

عاشقوں کے سرتاج حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ جن کی نسبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے، مجھے یمن کی طرف سے ایمان کی بو آتی ہے جب
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ان کے پاس خرقہ لیکر
آئے تو وہ فرط اشتیاق سے رقص کرنے لگے۔ اور آپ کے دندان مبارک کی
شہادت کی خبر سنی۔ تو اُنھوں نے اپنے تمام دانت شہید کر دیئے خلوص و اخلاص اسے

کہتے ہیں +

میں نفس کشی کے سلسلہ میں ایک اور قصہ بیان کرتا ہوں۔ جو ایک اولوالعزم نبیؑ کے متعلق اور حدیث شریف میں جس کا تفصیل سے ذکر ہے۔ مختصراً یہ کہ خدا تعالےٰ نے حضرت ایوب علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس طرح سے کہ آزمائش کی اس درجہ کی آزمائش اس نے اپنے بندوں کی بہت کم کی ہوگی۔ آپ کا تمام مال و اسباب گھر بار تباہ ہوگیا۔ اولاد یکے بعد دیگرے فوت ہوگئی۔ اور اب آپ کی باری آئی جسم میں کیڑے پڑ گئے لوگوں نے بستی سے دور کر دیا۔ اور آپ خوف کے مارے پاس تک نہ آتے۔ مگر آپ کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جسم میں کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ اگر کوئی کیڑا گر جاتا۔ تو آپ اُسے اٹھا کر اس کی جگہ پر یہ فرماتے ہوئے رکھ دیتے۔ کہ تیری روزی تو خدا نے میرے جسم میں اُتاری ہے۔ ایک مدت تک آپ اس میں مبتلا رہے۔ اور ہر وقت صبر و شکر کرتے رہے۔ آخر کو وہ تو خدا کی آزمائش تھی جس کی میعاد ختم ہوتی تھی۔ ایک روز آپ بہت بیقرار ہوئے۔ اور پروردگار کی جناب میں التجا کی۔ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ (اے پروردگار تکلیف سے میری یہ حالت ہوگئی) آپ کو وحی ہوئی۔ کہ تم اپنی جگہ پر پیر مارو جس سے ایک شیریں چشمہ پھوٹ نکلیگا۔ اس میں غسل کر کے اس کا پانی پینے سے تمہیں صحت ہو جائیگی۔ آخر ایسا ہی ہؤا۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ آپ جس حال میں پہلے تھے۔ اسی حال میں ہو گئے۔ آپ ہی کی نسبت خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (ایوب بھی ہمارا نیک بندہ ہے۔ جو ہر حال میں ہماری طرف ہی رجوع کرتا ہے) +

غرض انسان کے پاس ایک نفس ہی ایسی چیز ہے جس کی تہذیب و تربیت سے جو اتباع شرع سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ درجۂ کمال کو پہنچ کر سعادت ابدی حاصل کر سکتا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اتباع شرع کے ساتھ خلوص و اخلاص بھی ہو۔ ورنہ محنت رائگاں ہے۔ خلوص و اخلاص اور عشق و محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے نفس پر بہت جلد قابو ہو سکتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس میں خوف بھی ہے۔ کیونکہ اگر وہ محض لوجہ اللہ ہو تو اس سے نفس مُردہ اور قلب زندہ ہو سکتا ہے۔ اگر ذرا بھی اس میں نفسانیت کا شائبہ آگیا تو قلب مُردہ اور نفس زندہ ہو جاتا۔ اس لئے تمام اولیائے عظام اور علمائے اعلام ہمیشہ اسی کی سرکوبی کرتے رہے ہیں جس سے انہوں نے مراتب عالیہ پر پہنچکر

بڑی بڑی اسلامی خدمتیں کیں۔ زمین کے بہت بڑے حصے آباد کئے۔ جہاں میں انہوں نے اسلام بسایا اُسے رونق دی۔

فقرائے متاخرین میں سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ اور حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور بہت سے اولیائے عظام نے اس میں بڑا حصہ لیا ہوا ہے کہ [illegible] دیکھنے سے خصوصیت رکھتا ہے متبعین ورنہ میاں اسلام کو چاہئے کہ اُن کے تذکرے دیکھیں۔ ان کی تقلید کریں کہ ان کا [illegible] طرزِ عمل رہا ہے کس طرح سے وہ طالبوں کی تربیت کیا کرتے تھے [illegible] ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ [illegible] انسان کا دشمن راہِ خدا میں وہ حائل ہو جاتا ہے [illegible] اور علمائے ظاہری و باطنی [illegible] ہمیشہ [illegible] رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت فرید الدین [illegible] اپنی [illegible] فرماتے ہیں۔

مناجات بجناب مجیب الدعوات

پادشاہا جرم ما را در گذار | ما گنہگاریم تو آمرزگار | تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم | جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم

سالہا در بند عصیاں ماندہ ایم | آخر از کردہ پشیماں گشتہ ایم | دائما در فسق و عصیاں ماندہ ایم | ہمقرین نفس تنہا ماندہ ایم

روز و شب اندر معاصی بودہ ایم | غافل از امر و نواہی بودہ ایم | بیگناہے نگذشت بر ما ساعتے | با حضور دل نکردیم طاعتے

بر در آمد بندۂ بگریختہ | آبروئے خود بعصیاں ریختہ | مغفرت دارد امید [illegible]

بحر الطاف تو بے پایاں بود | ناامید از رحمتت شیطاں بود | [illegible] | [illegible]

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی | پیش از آں کاندر لحد خاکم کنی | [illegible] | [illegible]

یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے [illegible] بری [illegible] حضرت نے انہیں بری رکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ یوسف [illegible] علیہ السلام کا مقولہ بیان فرماتا ہے وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ (اے پروردگار میں اپنے نفس کو بھی بری نہیں [illegible]) اس لئے کہ یہ انسان کو برائی کی طرف [illegible] مائل کرتا ہے۔

[illegible] محمد وآلہ واصحابہ اجمعین